آئیڈیل
PDFBOOKSFREE.PK
آمنہ امین

اللہ کی محبت کی باتیں

ایکٹنگ اور رائٹنگ دو مختلف فیلڈ ہیں مگر ان میں کچھ مشترک بھی ہے جیسے کچھ کرداروں کو ادا کرتے ہوئے ان میں ڈوبنا پڑتا ہے اس ناول کے دو کرداروں کیلئے مجھے بھی ایسا ہی کرنا پڑا۔

اس ناول کو پڑھتے اس کا تھیم سامنے رکھیے اور پھر اسی کے مطابق اپنی ذات سے تبدیلی کا آغاز کیجئے۔

میں تو خود مسلسل سوچ رہی ہوں۔

اللہ کی محبت کے بڑے بڑے دعوے کرتے۔۔۔۔۔

اللہ کی محبت کی باتیں کرتے۔۔۔۔۔۔

اپنی تحریروں کا مرکز اللہ کی محبت کو رکھتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں اندر سے میں کتنی سچی اور جھوٹی ہوں۔۔۔۔۔؟؟؟

ادارہ ''الجاہد پبلشرز'' نے میرے اس ناول کو بہت اچھے انداز میں پرنٹ کیا ہے میں ادارے کی مشکور ہوں اور ترقی کیلئے دعا گو ہوں۔ میرے پہلے ناول ''محبت'' کو جس طرح قارئین نے پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی، میں امید کرتی ہوں کہ اس ناول کے بارے بھی اپنی رائے سے آگاہ کریں گے۔

آمنہ امین

اگست 2007

عبدالرحمان نے بیئر کا پیگ بنایا تھا اور پھر بڑے سٹائیل سے زاہد کے بالکل سامنے بیٹھا گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ زاہد کے لئے عام حالات میں ایسا منظر نا قابل برداشت ہوا کرتا تھا۔ مگر اس وقت وہ چپ چاپ بیٹھا تھا۔ اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا بلکہ ہلنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اس کے سامنے جو سی ڈی چل رہی تھی اسے دیکھ کر وہ بھونچکا رہ گیا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پوری قوت سے چیخ چیخ کر کہہ دے یہ سب جھوٹ ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ مگر یہ تو حقیقت تھی۔ تلخ، خوفناک اور بدصورت حقیقت۔۔۔۔ جو اس کے سامنے کھڑی اس کی بے بسی پر انجوائے کر رہی تھی اور وہ اس کے نرغے میں تھا۔

سی ڈی مسلسل چل رہی تھی۔ وہ مونیٹر کی سکرین کو توڑ دینا چاہتا تھا مگر اس کے

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ہاتھ بے جان ہو چکے تھے۔ جو کچھ اس کے سامنے تھا اسے جان کر' دیکھ کر اس کی روح میں کئی چھید بن گئے تھے۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ ہی نہیں پا رہا تھا اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ کاٹنے پر بھی اس کے جسم سے واقعی لہو نہیں نکلنے والا تھا۔

''بولو زاہد مرزا! اب کیا کہتے ہو؟'' عبدالرحمان نے سفاک لہجے میں پوچھا تھا جبکہ اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقصاں ہونے کے لئے مچل رہی تھی جسے اس نے چھپا لیا تھا۔

''اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔۔'' عبدالرحمان نے یہ سوچ کر دل ہی دل میں زوردار قہقہہ لگایا اور زاہد تو خود کو ایک گہرے پاتال میں محسوس کر رہا تھا۔ ایک دلدل تھی جو اسے تیزی سے اپنے اندر دھنسا رہی تھی۔ ایک چپ تھی جو اس کے ہونٹوں کو مقفل کر گئی تھی۔ اسے سانس تک لینے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔ کمرے کی ہر چیز ہچکولے کھاتی لگ رہی تھی۔ دیواریں اس پر گرنے والی تھیں۔ ایک اندھیرا تھا جو اس کے گرد بڑھ رہا تھا۔ خود بخود اس کا سر چیئر کی پشت سے لگ گیا۔ نقاہت سے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں کہ شاید اذیت کی شدت کچھ کم ہو۔ وقت تو ٹھہر گیا تھا۔ دیوار پہ لگا کلاک لگتا تھا دھماکے سے پھٹ جائے گا۔

''ایک' دو' تین' چار۔۔۔ ساٹھ'' ساٹھ سیکنڈ صدیوں میں مکمل ہوئے تھے یعنی ابھی صرف ایک منٹ گزرا تھا۔ اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ اذیت تو چاروں طرف سے مایوسی کے نوکیلے نیزے اس کے دل میں گاڑ رہی تھی۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا اور پھر کبھی واپس نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے یہ ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ اٹھنے کی کوشش میں اس کے قدم لڑکھڑا گئے۔ وہ قریبی صوفے پر ڈھے گیا۔ اس کے پاؤں اس کے جسم کا وزن اٹھانے سے انکاری ہو گئے تھے یا شاید سارے اعضاء ہی مفلوج ہو گئے تھے۔

''مرزا صاحب! یہ سب حقیقت ہے۔ جو تم لوگ سمجھتے ہو ویسا ہوتا نہیں ہے

باتیں بنانا' تبلیغ کرنا آسان ہے اور عمل کرنا بہت مشکل۔۔۔ جو کچھ یہ لوگ خود کرتے ہیں تم جیسے معصوم لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کہنے' سننے اور کرنے میں بہت فرق ہے میرے یار۔۔۔!'' عبدالرحمان ایک ماہر وکیل کی طرح اس کا گھیراؤ کر رہا تھا اور زاہد تو پہلے ہی چاروں شانے چت تھا۔

نفرت کا اک زہر زاہد کی رگوں میں اتر کر بڑھتا ہی بڑھتا جا رہا تھا اور اس کے سارے جسم میں پھیل رہا تھا۔ اس کے بڑے بڑے خواب سراب ہو گئے تھے اور پھر بھری ریت کی طرح ہاتھوں سے پھسل کر اس کی پہنچ سے کلاشنکوف کی بے شمار گولیاں ایک ساتھ اس کے دماغ میں گھس گئی تھیں۔ وہ تو آگ کے دہکتے انگاروں پر بیٹھا تھا۔ اس کا سارا جسم جل رہا تھا۔ یہ درد' اذیت اور عذاب سہنا بڑا کٹھن امتحان تھا۔ تپتے صحرا پر آبلہ پا سفر کرنے جیسا۔۔۔ جہاں پیاس کی شدت سے انسان جاں بلب ہو اور ہر سراب نظر آنے پر تشنگی مٹنے کی امید بندھتی ہے مگر پاس جانے پر حقیقت ناقابل برداشت ہو جائے۔

سی ڈی ابھی تک چل رہی تھی۔ آواز بھی آ رہی تھی مگر اس کے لئے تو ہر سو قبرستان جیسی خاموشی تھی اور وہ وہاں۔۔۔ وہاں عبدالرحمان کے ہوتے ہوئے بھی تنہا تھا۔ اس کا پورا جہان لٹ گیا تھا اور دل ڈوب رہا تھا۔ وہ آسمان اور فضا کے درمیان معلق تھا اور اردگرد کوئی آسان واسطہ نہ تھا جسے اختیار کر کے وہ اپنا آپ بچا سکے اور اذیت سے نجات حاصل کر سکے۔

سکرین پر پھر نظر پڑی تو اس کا دل مزید دہل گیا۔ رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ اعصاب پہلے ہی شل تھے اور آنکھیں کھلی کی کھلی۔۔۔ اس کی ہتھیلیوں' پیشانی' گردن پر پسینہ آ گیا تھا۔ جسے صاف کرنے کی ہمت وہ مجتمع نہیں کر سکا تھا۔ اس کی توقعات کے کوہ ہمالیہ تو زمین بوس ہو گئے تھے۔ جنہیں اب وہ کبھی تعمیر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اس ملبے تلے دب رہا تھا۔

سی ڈی کا مزید چلنا اب اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔

''اب پتہ چلا۔۔۔؟'' عبدالرحمان گھیرا مزید تنگ کر رہا تھا مگر اب اس کی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ضرورت ہی نہ تھی۔

"بند کردو یہ سب خرافات۔۔۔۔" اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی اور ساری بے چینی آنکھوں میں سمٹ آئی۔ عبدالرحمان نے ہاتھ بڑھا کر ڈائریکٹ بٹن آف کردیا تھا۔

اب کائنات جیسے تھم گئی تھی۔۔۔۔ زلزلہ رک چکا تھا۔ مگر جو تباہی یہ لایا تھا وہ زاہد کے اردگرد پھیلی تھی اور وہ اس پرغم منانے والا تنہا تھا۔ زندگی کی صاف ستھری، پرسکون شاہراہ پر خاردار کانٹے اور جھاڑیاں ایک دم اگ آئی تھیں۔ کہیں بھی کوئی جگہ خالی نہ بچی تھی۔ ساری خوبصورتی ختم ہوگئی تھی۔ نہ زمین پھٹی تھی نہ آسمان گرا تھا کہ اپنا آپ اسے ذرے سے بھی چھوٹا لگ رہا تھا۔ ایسا ننھا سا ذرہ جو تیز آندھی وطوفان کی زد میں آجائے اور کہیں گم ہوجائے اس طرح کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔

"آپ میرے آئیڈیل ہیں۔ اپنی زندگی کے کئی سال کی تلاش کے بعد آپ جیسا انسان ملا۔ نالج رکھنے والا جو واقعی کچھ جانتا ہے۔ یاد رکھیے گا! اگر آپ بھی بدل گئے ناں تو میرا انسانیت سے اعتبار اٹھ جائے گا۔"

اسے یاد آیا تھا۔ یہی کہا تھا اس نے اس شخص سے جسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ گریٹ سمجھتا تھا اور جس کے کالے کرتوتوں کی تفصیلات عبدالرحمان نے اسے دکھا دی تھیں۔

اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ وہ اسے کیا دکھانے والا ہے۔ کیسی بھیانک حقیقت کو عیاں کرنے والا ہے تو وہ مرجانے کو ترجیح دیتا مگر وہاں نہ آتا۔ ایک "عظیم انسان" کی اوقات اس کے سامنے تھی۔ اب ایک مچھر یا مردہ جانور کی اہمیت اس کے لئے اس انسان سے زیادہ تھی۔ زاہد کا آئیڈیل اس کے سامنے خاک ہوگیا تھا۔

"کوئی انسان اس حد تک منافق ہوسکتا ہے۔ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا۔ ڈرامے باز، دھوکے باز، مکار، ذلیل، گھٹیا، تھرڈ کلاس اور کمینہ۔۔۔۔ میں نے تو سوچا تھا کہ برے انسانوں کے دو روپ ہوتے ہوں گے مگر مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ ایک شخص

بیک وقت دس دس ماسک چڑھا کے رکھ سکتا ہے بلکہ بیس بیس۔۔۔۔ اونو! یہ سب کیا ہے؟ حقیقت اتنی بری کیوں ہوتی ہے؟ میرا دل تو ریزہ ریزہ ہوگیا۔"

زاہد نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تھا۔ اس کے ہاتھ جیسے کیکٹس پر رکھے تھے اور بہت سے کیکٹس اس کے جسم سے چمٹ گئے تھے جن کے کانٹے اسکے جسم میں گھسے جا رہے تھے اور وہ زخمی ہو رہا تھا۔ ہر طرف خون ہی خون تھا۔ اس کی سچی، خالص اور معصوم توقعات کا خون۔ اس کا گلا خشک ہوگیا تھا۔ اس نے پانی کے لئے روم فریج کی طرف نظریں دوڑائیں، عبدالرحمان نے فوراً پانی کی بوتل اور گلاس اس کے سامنے رکھا۔ کارک کھولا اور گلاس بھر دیا۔ زاہد نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور فوراً ختم کردیا۔ پیاس ختم ہونے کی بجائے بڑھ رہی تھی۔ دوسرا گلاس زاہد نے فوراً بھرا اور وہ بھی اسی طرح پی لیا۔ تیسرا۔۔۔۔ اور پھر چوتھا۔۔۔۔ بوتل ختم ہوگئی تھی۔

عبدالرحمان نے فریج سے منرل واٹر کی دوسری بوتل نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ وہ ساری بھی زاہد نے منٹوں میں ختم کردی۔ آٹھ گلاس پانی وہ پی چکا تھا۔

اب عبدالرحمان نے بیئر کا ایک پیگ زاہد کی طرف بھی بڑھایا۔

"پانی سے پیاس نہیں بجھ رہی تو یہ لو۔۔۔۔ مجھے کمپنی دو۔۔۔۔" وہ خباثت سے آفر پر آگیا تھا۔

زاہد نے گلاس میں موجود ڈرنک کو دیکھا پھر عبدالرحمان کو۔۔۔۔ پھر ڈرنک کو دیکھا۔۔۔۔ عبدالرحمان اور ڈرنک دونوں اس کیلئے برابر تھے۔ دونوں سے ایک جیسی کراہت محسوس ہوئی۔ سب کچھ گھوم رہا تھا۔ اسے عبدالرحمان پہ شدید غصہ آیا تھا ایک سیکنڈ میں اس نے ڈرنک اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا۔ ورنہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ عبدالرحمان کے منہ پر دے مارے اور ساری کرچیاں اس کی آنکھوں میں چبھو دے۔ یا پھر اس کا مرڈر کردے اور ساری بات ختم ہوجائے۔ عبدالرحمان کا ڈرنک پیش کرنا اسے انسلٹنگ لگا تھا۔ وہ تڑپ کے رہ گیا۔

"How dare you ?" وہ غرایا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"سوری یار! کول ڈاؤن۔۔۔"

عبدالرحمان جو ایک گھاگ شکاری تھا۔ زاہد کا بغور مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر آنے والے اتار چڑھاؤ پڑھ رہا تھا۔ زاہد کا خراب موڈ وہ نوٹ کر چکا تھا۔ اس لیے اس نے فوراً جھوٹی معافی مانگ لی تھی سوری کہہ کر۔

زاہد غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹیک اٹ ایزی۔۔۔ ابھی تم میں وقتی جوش ہے۔ ٹھنڈے دل سے سوچ کر میرے پاس آنا۔ میں نے کوئی مشکل کام تمہیں نہیں کہا۔ جس جگہ تم ہو تمہارے لیے یہ کرنا اتنا آسان ہے جتنا میرے لیے بیئر پینا اور تمہارے عبداللہ کے لئے لڑکی انجوائے کرنا۔" عبدالرحمان کی باتوں سے طنز کی بو آ رہی تھی۔ زاہد اسے اور اس کی بات کو اگنور کر کے باہر نکل گیا۔ آج گاڑی چلانا اسے حد درجہ مشکل لگ رہا تھا۔

"کاش! یہ ایک ڈراؤنا خواب ہوتا اور بس۔۔۔" وہ اب بھی سوچ رہا تھا۔

عبدالرحمان نے جو رخ اسے دکھایا' بتایا اور سمجھایا تھا۔ وہ تو ہکا بکا رہ گیا۔ لمحوں میں اس پر قیامت بیت گئی تھی۔ وہ فوری طور پر کسی چیز میں فرار حاصل کرنا چاہ رہا تھا۔

گاڑی اس سے نہیں چل رہی تھی۔ اس نے رائیڈ پہ مین کینال کے پاس گاڑی روک لی۔

پانی اسے معمول سے زیادہ گدلا لگ رہا تھا۔ وہ اسے بغور دیکھنے لگ گیا۔

عبداللہ سے تو اس نے شفاف پانی جیسی محبت کی تھی۔ مگر عبداللہ کے کارناموں کو جان کر وہ محبت گدلے پانی جیسی نفرت میں بدل گئی تھی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس پانی میں عبداللہ سے جڑا اس کا ہر رشتہ بھی بہہ گیا ہو۔

کچھ دیر بعد اس نے ملازم کو کال کر کے وہاں آنے کو کہا تھا۔ گاڑی چلانا اس کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسی ہوئی تھیں اور منہ غصے' دکھ' ٹینشن اور کرب سے سرخ ہو کر جل رہا تھا۔ ہر طرف بے بسی اور دکھ کے گہرے تاریک گڑھے منہ کھولے ہوئے تھے اور وہ ان میں گر چکا تھا۔ کبھی نہ نکلنے کے لئے۔ اس نے ایک ایسا جھوٹ دیکھا تھا کہ جس نے خود پر اتنے پردے چڑھا رکھے تھے

کہ سچ جھوٹ اور جھوٹ سچ لگتا تھا۔۔۔ ملازم کو آنے میں کافی دیر لگی تھی۔ زاہد نے اسے اشارے سے گاڑی چلانے کو کہا تھا۔

"سر۔۔۔! خیریت۔۔۔؟" اس نے پریشان ہو کر پوچھا تھا۔ جواب میں زاہد نے صرف سر ہلایا تھا۔ وہ ایک گھنٹے بعد گھر تک پہنچے تھے۔ زاہد بمشکل گاڑی سے نکلا۔ وہ پاؤں کہیں رکھتا اور پڑتا کہیں اور تھا۔ اس کے لئے پوری زمین ہل رہی تھی مشکلات کی بھول بھلیاں اسے پاگل کر رہی تھیں۔

"زاہد مرزا! آج تو جیتے جی مر گیا۔۔۔" اس کا دل بین کر رہا تھا۔

آخر کار وہ بیڈروم تک پہنچ ہی گیا۔ سلیپنگ پلز نکالیں اور پانی سے نگلنے کے بعد بیڈ پر لیٹ گیا۔ سردی میں بھی اس نے اے۔ سی آن کر لیا تھا پھر بھی وہ آگ پر لیٹا ہوا تھا جو مسلسل جل رہی تھی۔

اچانک موبائیل کی آواز نے اسے متوجہ کیا۔ عبداللہ کا نمبر تھا۔ آج سے پہلے کے ہر فون کو وہ باعث سعادت سمجھتا تھا۔ دنیا میں سب سے زیادہ قدر و اہمیت وہ عبداللہ کو دیا کرتا تھا۔ مگر آج نمبر دیکھتے ہی اس نے موبائیل اٹھا کر پوری شدت سے دیوار پر پٹخا کہ جیسے عبداللہ کو ہی دیوار پر دے مارا ہے۔ اسے نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ وہ سکون چاہتا تھا۔ بے شک چند لمحوں کا ہو۔ جو کچھ وہ جان چکا تھا اس کے بارے میں کچھ دیر تک وہ مزید سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کبوتر کی طرح جو بلی کو سامنے دیکھ کر آنکھیں بند کر لے وہ بھی کچھ دیر کے لئے ویسا ہی کبوتر بننا چاہتا تھا۔

وہ تو ایک دھوکے باز کی انگلی پکڑ کر محبت کی راہ گزر پر آنکھیں بند کر کے چلتا جا رہا تھا۔ اب جو انگلی چھوٹی تھی تو وہ ایک دھندلے راستے پر بیٹھا تھا۔ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے راستے' منزل' خواہشیں سب کچھ ہی تو کھو گیا تھا۔

نیند میں جاتے جاتے بھی زاہد کے سامنے اس کے آئیڈیل عبداللہ کا چہرہ تھا بند آنکھوں کے سامنے وہ چہرہ ایک دم بھیانک لگ رہا تھا۔ دنیا کا سب سے ڈراؤنا چہرہ۔۔۔ جس پر لمبے لمبے کانٹے اگ آئے ہوں۔۔۔ کتنا بدنما ہو گیا ہوا سے پیارا

Courtesy www.pdfooksfree.pk

لگنے والا چہرہ۔۔۔ ڈراؤنے نقوش اس کے سامنے ابھر رہے تھے۔ وہ ایک دم سے ڈر گیا تھا۔ اس کا محبوب چہرہ حد سے زیادہ بدصورت ہو گیا تھا۔

زاہد سوچا کرتا تھا کہ دوسروں سے نفرت کرنا بہت کٹھن ہے۔ مگر اب خود اسے عبداللہ سے شدید ترین نفرت ہو گئی تھی۔ اس نے کب سوچا اور چاہا تھا کہ زندگی میں ایسا بھی ہو گا۔۔۔؟

اس کی آنکھوں میں نیند آہستہ آہستہ اتری تھی اور کسی مخلص، مہربان دوست کی طرح اس کے سارے کرب وقتی طور پر اپنے دامن میں لے چکی تھی۔۔۔ زاہد سو گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

رات کے اڑھائی بج رہے تھے۔ سخت سردی تھی۔ ہر طرف سناٹا تھا، باہر سڑک پر اکا دکا گاڑیاں وقفے وقفے سے گزرتیں تو ان کی آواز باہر تک ہی محدود رہتی۔ ڈاکٹر شناس کچھ ہی دیر پہلے اٹھا تھا اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز صرف اللہ کے حضور جھکا ہوا تھا۔ وہ ہلکے ہلکے رو رہا تھا۔ اس کے رونے میں معصومیت تھی۔ اس کے آنسو جائے نماز کو بھگو رہے تھے۔ خود اسے بھی رونے میں مزا آ رہا تھا۔ یہ رونا اللہ کی یاد میں تھا۔ اس کا دل بہت آسودہ تھا۔ سکون اس کے رگ و پے میں سرایت کر رہا تھا۔ کائنات کی ہر چیز ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔ وہ چپکے چپکے اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا تھا۔ ماحول اس قدر پرسکون تھا کہ وہ خشوع و خضوع سے اللہ کی یاد میں مگن تھا اور اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ اس کے آنسو خود بخود جاری ہوتے اور پھر خود ہی رک جاتے تھے۔ اس وقت بھی آنسو ایک دم ٹھہر گئے تھے۔ وہ ایک طرح سے ہلکا ہو گیا تھا۔ اس کا دل اطمینان کا گھر بن گیا تھا۔ وہ دعا مانگ رہا تھا۔

"اے اللہ! اس ساری کائنات کو بنانے والے خالق! میں دنگ رہ گیا ہوں ان چیزوں کو دیکھ کر۔ اس قدر ورائٹی ہے کہ انسان کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ ہر چیز میں ورائٹی۔۔۔ یہ زمین، پانی، خلاء، سمندر، دریا، پہاڑ۔۔۔ اف! شاہکار ہیں۔ یہ موسم، پھول، پھل، کہکشاں، ستارے، جانور، انسان کیا کیا بنایا تو نے۔۔۔ ہر پھل دوسرے سے ذائقے میں مختلف۔۔۔ ہر پھول خوشبو میں دوسرے سے جدا۔۔۔ اور انسان جج نہیں کر سکتا۔

آواز ہے تو سب کی مختلف، قسمت بھی، حتیٰ کہ فنگر پرنٹس تک اربوں کھربوں لوگوں کی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔ ٹیسٹ، لائف سٹائل، ٹارگٹس، اچیومنٹس سب کی مختلف سب۔۔۔

میرے رب! مجھے تو یہ ساری چیزیں مبہوت کر دیتی ہیں۔ تیری یاد دلاتی ہیں سوچتا ہوں تو جو ان سب چیزوں کو بنانے والا ہے۔ خود کتنا خاص ہو گا۔۔۔؟ میں تو اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ میرا علم، میری پہنچ، سب کچھ محدود ہے اور اللہ تو۔۔۔ تو "الواسع" ہے۔

میرے پیارے اللہ! لوگ تجھ سے جنت مانگتے ہیں مجھے پتہ ہے کہ جنت بہت خاص ہے مگر کیا کروں۔۔۔؟ میں کبھی جنت مانگ ہی نہیں سکا۔ اللہ مجھ سے ناراض نہ ہونا لیکن سچی بات ہے کہ میں جنت کا طلبگار نہیں ہوں۔ اگرچہ مجھے پتہ ہے کہ مسلمان کو جنت مانگنی چاہئے مگر اپنے دل کا کیا کروں۔۔۔؟ وہ تو جنت سے بھی خاص چیز کا طلبگار بن بیٹھا ہے۔۔۔ پتہ ہے وہ کیا مانگتا ہے۔

تیرا دیدار۔۔۔ تجھ سے ملاقات۔۔۔ جس سے بڑھ کر خاص کچھ بھی تو نہیں ہے۔

ہاں! میں صرف تجھ سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو سامنے ہو اور میں سجدے میں جھک جاؤں۔۔۔ اور تمہیں بتاؤں کہ میں نے سب سے بڑھ کر تجھ سے محبت کی ہے اور پوری زندگی اس ساعت کا انتظار کیا۔

اے رب العالمین! اس حیرت انگیز، خوبصورت کائنات کو بنانے والے! میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ تیری دید کا پروانہ مجھے مل جائے۔ میں بہت عام، گناہگار، حقیر بندہ ہوں، میں ریت کا ایک ذرہ ہوں بلکہ اس سے بھی کم تر۔ مگر تیری رحمت تو بے کراں ہے۔ اس قدر وسیع کہ میرے جیسا بندہ پوری زندگی بھی سوچتا رہے تو اس کا آئیڈیا حاصل کرنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ تو اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ دے میری شدید خواہش کو پورا کر دے۔ میرے لئے اپنا دیدار ممکن بنا دے۔ میں جب دیکھ لوں گا تو مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری منزل مل جائے گی اور میں کچھ نہیں مانگتا۔ کیونکہ میں تو سب سے اہم چیز کی طلب کر رہا ہوں۔ اب دوری برداشت نہیں ہوتی۔ دنیا میں دل نہیں لگتا۔ تو میری دعا سن لے۔۔۔ میرے اللہ! مجھے مایوس نہ کرنا۔ میری طلب پوری کر دینا۔ (آمین)''

ڈاکٹر شماس نے حسب معمول اپنی دعا دہرائی تھی۔ یہ دعا وہ پورے دو سال سے مانگ رہا تھا۔ اس کی زندگی میں تبدیلی بھی تو دو سال پہلے آئی تھی۔

تہجد کے نوافل اور عشاء کے وتر ملا کر اس نے گیارہ رکعات نماز پڑھی تھی۔

لیکن اس میں بہت دیر لگی تھی۔ اس کے بعد اس نے قرآن پاک کھولا تھا اور تلاوت کرنے لگا تھا۔

سورۃ الحشر کی آخری آیات وہ ہمیشہ پڑھا کرتا تھا۔

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ۔۔۔ نہایت پاک سب عیبوں سے صاف' امن دینے والا نگہبان' غالب' زور آور اور بڑائی والا۔ پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا' بنانے والا 'صورت کھینچنے والا' اس کے لئے (نہایت) اچھے نام ہیں۔ ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔''

دو سال پہلے وہ سمجھتا تھا کہ تہجد پڑھنا نہایت مشکل کام ہے۔ شاید وہ زندگی میں کبھی نہ کر سکے۔ مگر اب ہر رات اٹھنا اس کا معمول بن گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی کا حصہ۔۔۔ اللہ کی یاد نے اسے وہ سکون دیا تھا جو کہیں سے' کبھی بھی میسر نہ آیا تھا۔ خود بخود مقررہ وقت پر اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ اپنے رب سے مناجات کرتا۔

رات تو ہر روز آتی ہے۔ سب کیلئے۔۔۔ خواہ کوئی نیکیاں کرے یا جرائم' جرائم کرنے والے اگرچہ دن کو بھی کر لیتے ہیں مگر رات کی تاریکی میں وہ بے خوف ہو کر اپنا کام کرتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر شماس پر اللہ کا خاص کرم تھا۔ وہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے جو رات کے اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کر اسے مناتے ہیں۔ اور اپنے نامۂ اعمال میں اجر کا اضافہ کروا لیتے ہیں۔

اس وقت اچانک باہر تیز ہوا چلنے لگی جو آندھی میں بدل گئی۔ باہر کا موسم ایک دم خوفناک ہو گیا تھا مگر اندر کی دنیا کس قدر پرسکون تھی۔ تیز آندھی چنگھاڑتی ہوئی کھڑکیوں اور دروازوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔ باہر شور مزید بڑھ رہا تھا جس کی آواز اب اندر تک آ رہی تھی۔۔۔ مگر ڈاکٹر شماس اللہ کے ذکر میں مگن تھا۔ اس کے دل کے ذرے ذرے کو اللہ کی محبت نے منور کیا ہوا تھا۔

وہ اپنی میٹھی آواز میں پڑھ رہا تھا۔

اللھم اجعل فی قلبی نورا' وفی لسانی نورا' وفی سمعی نورا.... وھب لی نورا علی نورا دعا پڑھتے پڑھتے اسے نیند آ گئی تھی اور وہ سو گیا تھا۔

فجر کی نماز کے لئے دوبارہ اٹھا تھا۔ اس نے نماز پڑھی۔ آندھی رک چکی تھی۔ تھوڑی سی بارش بھی ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے گھر کے لان میں واک کیا کرتا تھا۔ گھر کے سامنے اس کے بابا نے ایک بڑا سا باغ بھی لگوایا تھا اور باغ کے ساتھ اپنا ذاتی ہاسپٹل بنوایا تھا۔ جس دن موسم اچھا ہوتا شماس باغ میں جا کر انجوائے کرتا تھا اس دن بھی وہ باغ میں گیا۔ وہ ہر چیز پہ بہت غور کرتا تھا۔ صبح کے وقت چہچہاتے پرندے' ٹھنڈی ہوا' تازگی کا احساس اس کی روح کو بھی فریش کر دیتا۔

''ہر طرف اللہ کی قدرت ہے۔ ہر چیز کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز اور بڑی سے بڑی چیز بھی اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔۔۔ واقعی! وہ اللہ بہت پیارا ہو گا جس نے یہ اتنی پیاری کائنات بنائی ہے۔ مکمل' دلکش' پرفریب۔۔۔

اے اللہ! پتہ نہیں کتنا عرصہ باقی ہے تجھ سے ملاقات میں۔۔۔ مجھے تجھ سے محبت ہے' بے انتہا محبت۔۔۔ مجھے اپنا دل تیری محبت کیلئے چھوٹا لگتا ہے۔ اب میں بس تجھے ملنا چاہتا ہوں۔ اس کائنات کو بنانے والے! سب کا خیال رکھنے والے! پتھر میں کیڑے کو رزق دینے والے!

تو خود کتنا پیارا ہے۔ کاش! میں بھی دیکھ سکوں۔'' واک کرتے ہوئے شماس زیر

Courtesy www.pdfooksfree.pk

لب کہہ رہا تھا۔ دنیا میں لوگ کئی چیزوں سے محبت کرتے ہیں دولت سے، شخصیت سے، چیزوں سے، اپنے جیسے انسانوں سے۔۔۔ محبت کے کچھ تجربے بہت مہنگے بھی پڑتے ہیں۔ ڈاکٹر شماس ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھا جن کی محبت بھی معیاری ہوتی ہے۔ ''اللہ کی محبت۔۔۔''

وہ باغ میں واک کر رہا تھا۔ کئی جگہوں پر اتنے گھنے درخت تھے کہ پورا جنگل لگتا۔ صبح صبح ہر چیز تروتازہ لگ رہی تھی اور ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی کا آغاز ہو رہا ہے بہت سے پرندے چہچہا رہے تھے۔ ادھر ادھر پھدک رہے تھے۔ اللہ کی حمد بیان کر رہے تھے۔ یہ کالے دھبے تھے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ اتنی نازک اور دلکشی دیکھ کر اس نے ''سبحان اللہ'' کہا تھا۔ اسے اڑتے ہوئے دیکھنے میں بہت مزہ آیا۔

شماس تو چیونٹیوں تک کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ واقعی کائنات کی ہر چیز میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

آج اس نے واک میں معمول سے زیادہ وقت لگایا تھا۔ اچانک گھڑی پر نظر پڑی تو وہ واپس جانے لگا۔ ہاسپٹل وقت پر پہنچنے کیلئے اسے اب جلدی تیار ہونا تھا اور ناشتہ کرنا تھا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ ہاسپٹل وقت پر نہ جائے۔

☆ ☆ ☆

''اسلام ہماری اولین ضرورت ہے۔ ہم مغرب زدہ ہو کر اپنی اسلامی اقدار کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ہم بھول چکے کہ اللہ کے رسول ﷺ کون سی شریعت لے کر آئے تھے۔ ہم نے دنیا کی زندگی کو معیار بنا لیا ہے۔ گھر اور جاب کے دائروں میں ہم سفر کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اپنی نئی نسل کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ جو مغرب انہیں دے رہا ہے ہم چپ چاپ تماشائی بنے انہیں لیتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ تو اللہ کا حکم نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے ہیں۔ آخرت میں حساب دینا ہے جب ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ دولت کہاں خرچ کی۔۔۔؟ جوانی کیسے گزاری۔۔۔؟ اسلام کیلئے کتنا ورک کیا۔۔۔؟ ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو پہچاننا ہے۔

آپ عورتوں کی حالت دیکھ لیجئے۔۔۔ ہم نے انہیں کہاں تک پہنچا دیا۔ جس طرح ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اسی طرح ہر خراب عورت کو اس حال تک پہنچانے میں بھی مرد کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ہم نے عورتوں کو بازار میں لا بٹھایا ہے کہاں گئی نیکی کی دعوت اور بدی کیخلاف جہاد۔۔۔؟''

عبداللہ کی تقریر جاری تھی۔ وہ بہت سے لوگوں کا فیورٹ بن چکا تھا۔ اس کا لب ولہجہ اور جوش ہر بات کو غیر معمولی بنا دیتا تھا۔ ہر کوئی اس کی بات غور سے سنتا تھا۔ اس کے لیکچر سن کر ہزاروں افراد اپنے آپ میں تبدیلی لائے تھے۔ عبداللہ میں پورے مجمع کو ہپناٹائز کر دینے کی صلاحیت تھی۔ خصوصی پروگرامز میں اس کے لیکچرز بہت ادبی قسم کے ہوتے تھے۔ جن کی لفاظی متاثر کر دیتی۔ وہ جانتا تھا کہ کس گروپ کو کس طرح سے ہینڈل کرنا ہے۔ خواتین، مرد، سٹوڈنٹس، بزنس مین اور علماء سب سے مخاطب ہونے کا اس کا انداز مختلف ہوتا تھا اور اجتماع عام میں وہ عام لوگوں کے لیول پر آ کر بات کرتا تھا۔ اس کے لیکچر کے بعد بے تحاشہ فنڈ جمع ہوتا تھا۔ اس لیکچر کے بعد بھی فنڈنگ کی گئی اور 20 لاکھ کی خطیر رقم آناً فاناً جمع ہو گئی۔ عبداللہ کا تعلق ایک مذہبی تنظیم سے تھا اور وہ مرکزی رہنماؤں میں شامل تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ سارا فنڈ اللہ کے دین کیلئے استعمال ہوتا ہوگا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہر دفعہ 50% عبداللہ لیتا تھا۔ تنظیم کے باقی سکالرز کو فنڈز میں سے 10 یا 20% حصہ دیا جاتا تھا۔ مگر عبداللہ 50% لیتا تھا۔

عبداللہ واقعی ایک کمپیوٹر تھا۔ بے تحاشا پروگرامز کرتا تھا۔ ہر وقت مصروف رہنے والا انسان تھا۔ لیکچر کے بعد وہ ڈرائیور کے ساتھ فوراً ہال سے باہر نکل گیا تھا۔ آفس پہنچا تھا۔ ریفریشمنٹ کے بعد خود گاڑی لے کر روڈ پہ چلا گیا۔ اب وہ تنہا تھا۔ سیل پر نمبر پش کر رہا تھا۔

''جی۔۔۔!'' ایک نسوانی آواز ابھری۔

''سوری یار! بہت بزی تھا ابھی فارغ ہوا ہوں۔'' وہ لمبی سانس لے کر بولا۔

''کیسا ہوا پروگرام۔۔۔؟'' اشتیاق سے پوچھا گیا۔ آواز سے وہ کوئی کم عمر

Courtesy www.pdfooksfree.pk

لڑکی لگ رہی تھی۔

"پروگرام کو مارو گولی۔۔۔یہ تو روٹین ورک ہے۔یہ بتاؤ ملاقات کب ہو گی۔۔۔؟"عبداللہ نے مطلب کی بات کی۔

"میں تو ابھی چاہ رہی ہوں۔۔۔"

"کہاں۔۔۔؟"

"ڈیفنس والے گھر میں فوراً آ جاؤ۔آدھ گھنٹہ تمہیں لگتا ہے وہاں پہنچنے میں اور مجھے چالیس منٹ اور لگیں گے'ہاں۔۔۔زیادہ وقت کیلئے آنا۔"

"او۔کے۔۔۔"

ٹھیک چالیس منٹ کے بعد عبداللہ شاہینہ سے مل رہا تھا اور یہ ملاقات بہت دیر تک جاری رہی تھی۔

شاہینہ آف وائٹ شارٹ سکرٹ میں تھی۔اس کا چہرہ میک اپ کی وجہ سے پر کشش بھی لگ رہا تھا۔ویسے بھی وہ کم عمر تھی۔وہ اپنے کٹے ہوئے بالوں کو ماتھے سے ایک ادا سے ہٹاتی تو عبداللہ اس پر خوش ہو جاتا کیا عجیب ذہنیت تھی عبداللہ کی۔بیس سالہ شاہینہ ایک کال گرل تھی۔عبداللہ کیلئے اس میں سب سے خاص بات اس کی کم عمری تھی۔خود عبداللہ 48 سال کا تھا۔مگر اسے ذرا بھی خیال نہ تھا۔حالانکہ عبداللہ کی اپنی ایک بیٹی بھی 20 سال کی ہی تھی۔

"عورت"عبداللہ کی کمزوری بن چکی تھی اور اس کمزوری پر اس نے پانی کی طرح روپیہ بہانا سیکھ لیا تھا۔ہر وہ عورت جس کی اپنی کمزوری اور ضرورت"دولت"ہوتی اور اسے اللہ کا خوف نہ ہوتا وہ عبداللہ کے قدموں میں بیٹھ جاتی تھی۔

ساری دنیا کی نظر میں ایک اسلامی سکالر اندر سے کیا تھا۔۔۔؟کون جان سکتا تھا۔۔۔؟یہ سب کچھ کتنا عجیب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کا پردہ رکھا ہوا ہے۔انسان گناہ کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے چھپا دیتا ہے۔اسے موقع دیتا ہے کہ وہ سنبھل جائے۔اگر ایسا نہ ہوتا۔سب

کے گناہ چہرے پر لکھے ہوتے یا گناہوں کی کوئی اور علامت ہوتی تو شاید کوئی انسان بھی دوسرے کو فیس نہ کر سکتا۔

عبداللہ ایک طرف اسلامی لیکچر دیتا تو لوگ مبہوت ہو جاتے۔دوسری طرف اس کے کالے کرتوت تھے۔جو شیطان کو خوش کر دیتے۔وہ ہر وہ کام کیا کرتا تھا جس سے دوسروں کو روکتا تھا۔

عبداللہ کی ساری دلچسپی کا مرکز اس وقت شاہینہ تھی۔جس سے اس کا کوئی شرعی رشتہ نہ تھا۔ان دونوں کا"گناہ"کا رشتہ تھا اور گناہ کے رشتے ہمیشہ غلیظ ہوا کرتے ہیں۔

نیکی کا پرچار کرنے والا عبداللہ۔۔۔برائی کے خلاف بولنے والا عبداللہ۔۔۔اپنے لیے ان باتوں کے سارے مفہوم بدل لیا کرتا تھا۔

"مجھے نیا پلاٹ چاہیے کراچی میں۔۔۔"مارٹینی کا پیگ چڑھا کے بھی شاہینہ کے حواس سلامت تھے کیونکہ اس کیلئے یہ معمول کی بات تھی۔

"ایک پلاٹ کیا تمہارے لئے ساری دنیا حاضر ہے۔"عبداللہ کبھی اس کی فرمائش رد نہ کرتا تھا۔

"میرا ڈائمنڈ کا سیٹ بھی اولڈ فیشنڈ ہو گیا ہے نیا چاہیئے۔وہ مزید فرمائشیں کر رہی تھی۔

"او کے۔۔۔او کے۔۔۔"عبداللہ سب کچھ مان رہا تھا۔

"عبداللہ!تم نے ورلڈ ٹور کا وعدہ کیا تھا۔۔۔"اسے نئی بات یاد آئی۔

"فی الحال سعودیہ جا رہا ہوں لیکچر کیلئے۔۔۔تم بھی چلنا۔۔۔وہاں سے شاپنگ کر لینا۔۔۔"

پروگرام گوش گزار کیا گیا اور وہ کھل اٹھی۔

شاہینہ عبداللہ کے ملاقاتیوں میں سے مستقل تھی۔باقی جہاں بھی انہیں موقع ملتا اس سے استفادہ ضرور کرتیں۔

"عورت'جھوٹ'منافقت'دھوکہ'فراڈ۔۔۔"یہ ساری چیزیں عبداللہ کی زندگی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

میں لازم وملزوم ہو چکی تھیں۔

وہی کال گرلز جن کیلئے وہ اپنے لیکچرز میں ''غلیظ عورتوں'' کا خطاب استعمال کرتا۔ ان کے بارے میں بتاتا کہ ایسی عورتیں دنیا میں بھی گندی کہلاتی ہیں اور آخرت میں بھی سزا کی مستحق ٹھہرائی جائیں گی۔ لیکچر کے بعد وہی غلیظ عورتیں اس کی انجوائے منٹ ہوتیں۔ اس وقت عبداللہ خود بھی گندہ اور غلیظ مرد بن جاتا تھا۔ یہ اس کا معمول بن چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

''التقویٰ'' ملک کی سب سے بڑی مذہبی جماعت بن کر ابھر رہی تھی۔ حالانکہ اسے قائم ہوئے ابھی صرف ایک سال ہوا تھا۔ باقی جماعتیں کئی کئی سال سے چل رہی تھیں۔ مگر ''التقویٰ'' کے سامنے سب کی مقبولیت دم توڑ رہی تھی۔ یا شاید ملک کے لوگوں کی ہمیشہ نئی چیز میں دلچسپی زیادہ ہوتی تھی۔

اس جماعت کے کئی ونگز تھے۔ لیکن اس جماعت کا بنیادی مقصد کریکٹر بلڈنگ تھا۔ سوشل ورک میں بھی یہ آگے تھی۔ اس جماعت کے سکالرز کا تاثر بہت زیادہ تھا۔ وہ سارے منتخب لوگ تھے۔ جن کی باتیں سیدھی دل پہ اثر کرتی تھیں۔ ہر بڑے شہر میں ایک ماہ کم از کم ایک لیکچر ضرور ہوتا تھا۔ عبداللہ بھی ان سکالرز میں شامل تھا اس کے لیکچر میں لوگوں کی ریکارڈ تعداد شرکت کرتی تھی۔

''التقویٰ'' کے مرکزی دفاتر میں لوگوں کی بھیڑ رہنے لگی تھی۔ لوگ دھڑا دھڑ اس جماعت میں جمع ہو رہے تھے۔ اور اس کے لئے فنڈ اکٹھے کر رہے تھے۔ یہ کوئی سیاسی جماعت نہ تھی۔ ایک اسلامی تنظیم تھی۔ اس لئے اس میں شامل نہ ہونے والے لوگ بھی اسے احترام کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

جماعت میں شامل ہونے والے جوان سچے جذبے اور لگن سے کام کر رہے تھے۔ پیورٹی کا اصلی تصور کیا ہوتا ہے انہیں دیکھ کر پتہ چلتا تھا۔ اس کے دل میں اسلام کیلئے کام کرنے کی تڑپ تھی۔ وہ لوگوں سے ان کے خون پسینے کی کمائی جمع کرتے۔ وہ

کمائی جو اللہ کی راہ میں بھی لگتی تھی۔ مگر اس میں سے کچھ حصہ عبداللہ جیسے عیاش بھی اڑاتے تھے۔

ظاہر اور باطن اچھا رکھنے والے بہت سے نوجوانوں نے جماعت کے کاموں کی ذمہ داریاں سنبھال لی تھیں اور کام کا دائرہ پاکستان سے بڑھا کر آزاد کشمیر تک لے گئے تھے۔ آزاد کشمیر ایک چھوٹا علاقہ تھا اس لئے انہیں وہاں بھی اچھا رسپانس ملا۔

''التقویٰ'' کی سب سے خاص بات اس کی پلاننگ تھی۔ جس کی وجہ سے یہ جماعت مقبولیت حاصل کر رہی تھی۔ اس کے ونگز کا کام ہر میدان میں تھا۔ ایک ونگ اسلام کی دعوت پھیلاتا۔ اس میں سکالرز کے لیکچر کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ ادارے بھی بنائے گئے تھے۔ جہاں باقاعدہ دین کی تعلیم دی جاتی۔

غریبوں' یتیموں' اور مستحق افراد کی مالی معاونت کے سلسلے میں جو ونگ کام کر رہا تھا۔ اس نے ریکارڈ بنا دیا تھا۔ پورے ملک کے مستحق افراد کی فہرستیں مرتب کر کے ان کی کم از کم ایک دفعہ ضرور مدد کی گئی تھی۔ یہ اعزاز اور کسی بھی ادارے یا جماعت کو حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ طلبہ میں خصوصی کام کیا جا رہا تھا۔ ذہین طلبہ مرکزی باڈی میں شامل تھے۔ ان کی مشاورت سے پروگرامز مرتب کیے جاتے۔ خواتین میں علیحدہ سے کام کیا جا رہا تھا۔

جیلوں کے قیدیوں کیلئے خاص ونگ تھا۔ جس کی ڈیوٹی خدمت و دعوت تھی۔ قیدیوں کے مسائل حل کئے جاتے اور انہیں دین کی دعوت دی جاتی۔ جو بے گناہ مقدمے میں پھنسا ہوتا اور اس کیلئے کوشش کرنے والا بھی کوئی نہ ہوتا تو ایسے افراد کے مقدمات ''التقویٰ'' خود لڑتی تھی۔ انٹرنیشنل ریلیشنز کا ایک شعبہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بچوں' بوڑھوں سرکاری ملازموں وغیرہ کے لئے بھی ونگز تھے۔

''التقویٰ'' کی خاص بات یہی تھی کہ وہ ہر لیول پہ کام کر رہی تھی۔ ایسا کام جو نظر آتا تھا بلکہ اب تو پاکستان سے باہر مقیم افراد بھی جماعت کیلئے فنڈنگ کرتے تھے۔

جماعت بھی ایک دنیا ہوتی ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ ''التقویٰ'' میں جہاں سچے جذبوں کے ساتھ آنے والے بے شمار لوگ تھے وہاں ایسے لوگ بھی تھے جو جرائم پیشہ تھے اور انہوں نے خواہ مخواہ جماعت میں شمولیت اختیار کر رکھی تھی۔

جماعت میں ہر قسم کی انتہا بھی ہوتی ہے۔ بہت اچھے' نیک' تقویٰ والے لوگ اور بہت برے لوگ بھی' نارمل قسم کے بھی۔۔۔ اصل میں ہر بندہ اپنی فطرت کے مطابق نیکی کا لیول اختیار کرتا ہے۔ سب لوگ ایک جیسا عمل نہیں کر سکتے۔۔۔ مگر جماعتوں سے ہمیشہ یہ توقعات رکھی جاتی ہیں کہ ہر۔۔۔ ہر کارکن اور لیڈر عمل میں پرفیکٹ ہو۔ یہ کتنی غیر فطری بات ہے۔

''التقویٰ'' کی وجہ سے بہت سے لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے اچھا تعلق بنا تھا۔ انہیں اسلام سے محبت ہوئی تھی اور انہوں نے اسلام کو سٹڈی کرنا شروع کیا تھا۔ نیو جنریشن خاص طور پر آگے آگئی تھی۔ ان کے نئے آئیڈیاز کو نہ صرف جماعت کے لیڈر پسند کرتے تھے۔ بلکہ ان پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔ جہاں ''جنریشن گیپ'' نہ ہو وہاں پروگریس کے امکانات بہت روشن ہوتے ہیں۔ کیونکہ نئی جنریشن میں جتنا جوش' ولولہ ہوتا ہے وہ بڑی عمر کے افراد میں نہیں ہوتا۔ بڑے میچور ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی ایک منطق ہوتی ہے۔ مگر ''التقویٰ'' نے جنریشن گیپ کو مٹا دیا تھا۔ لیڈر کے ساتھ کم عمر ذہین نوجوان ہیلپرز کے طور پر کام کرتے تھے۔ اور یہی ''التقویٰ'' کی خاص بات تھی۔

صرف ایک سال میں اس نے اتنا کام کیا تھا۔ جو باقی جماعتیں دس سالوں میں کرتی ہیں۔ حالانکہ نئی جماعتوں کو متعارف کروانا تو بہت آسان ہے مگر چلانا جان جوکھوں کا کام ہے۔ مذہبی جماعتیں پہلے ہی پاکستان میں کافی تھیں اس لئے ''التقویٰ'' کو ایسے انداز میں کام کرنا تھا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس میں شامل کیا جا سکے۔

اللہ کی محبت اور سادگی کا نعرہ لے کر اٹھنے والی ''التقویٰ'' اب اپنی ایک خاص پہچان رکھتی تھی اور عوام سے پسندیدگی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکی تھی۔

اب تو اس کے سکالرز کو دوسرے اسلامک ممالک میں بھی مدعو کیا جاتا تھا۔

نام' پہچان' کام اور اچھی شہرت۔۔۔ یہ ''التقویٰ'' تھی۔

☆ ☆ ☆

یہ خبر یقیناً تم نے پڑھی ہوگی۔۔۔؟'' رومان نے اخبار حسنہ کے سامنے پھیلا کر خبر پر انگلی رکھ دی تھی۔

''ہاں۔۔۔!'' حسنہ کا موڈ آف ہوا تھا اس نے اخبار کو پیچھے کر دیا تھا۔ وہ کچھ لکھ رہی تھی مگر اس نے پنسل روک دی تھی۔

''کتنے دکھ کی بات ہے۔۔۔'' رومان نے کمنٹس دیئے۔

''کیا کیا جائے۔۔۔ عورت نے خود کو ڈی گریڈ کیا ہے۔ اتنی سستی ہوگئی ہے۔ اب تو ان عورتوں کی بھی عزت کم ہوگئی ہے جو واقعی عزت کے قابل ہیں۔ ایسی خبریں ہم انڈیا کے بارے میں پڑھا کرتے تھے کہ وہاں ایلیٹ کلاس کی لڑکیاں بھی کال گرلز بن رہی ہیں۔ مگر اب پاکستان کی حالت بھی خراب ہے۔ کس قدر پستی ہے کہ کم عمر نوجوان کال گرلز کو ہائر کرتے ہیں۔ اب تو انہیں ریڈ لائیٹ ایریا جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

''سوچو! ان سب خرافات کی منزل کیا ہو سکتی ہے؟'' حسنہ حقائق بتا رہی تھی۔

''کیا لکھا پھر آج کل۔۔۔؟'' اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

''لکھا تو بہت کچھ ہے مگر وہی جاوید چوہدری والی بات کہ جس قوم پہ قرآن مجید کا اثر نہیں ہوا اس پہ کالم کا کیا اثر ہوگا'' حسنہ زبردستی مسکرائی۔

''قرآن کو توجہ سے پڑھا ہی کب ہے اس قوم نے۔۔۔؟ مفہوم کا پتہ ہوتا تو شاید عمل بھی ہو جاتا'' رومان نے خود کلامی کی مگر حسنہ نے سن لی۔

''تم بھی ٹھیک کہتی ہو۔ مگر جن باتوں کا پتہ ہے ان پر بھی عمل نہیں ہو رہا ہے کچھ ہی دن پہلے یہ اندوہناک خبر پڑھی کہ انٹرنیٹ پہ غلیظ ترین سیکسی سائٹس وزٹ کرنے والوں میں سب سے زیادہ پاکستان کے لوگ شامل ہیں۔ سوچو کیا ذہنیت ہے ہمارے لوگوں کی۔۔۔ اچھے کاموں میں ہم سب سے پیچھے اور برے کاموں میں سب سے آگے۔۔۔ رسوائی ہی رسوائی ہے۔ خاص طور پہ نوجوان بے راہ روی کا شکار ہیں جنہیں

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ملک کو چلانا ہے آئندہ۔۔۔" حسنہ دل گرفتہ تھی۔

"یہ مٹی زرخیز بھی ہے۔۔۔ عامر چیمہ کا تعلق پاکستان سے ہے۔ دیکھو کتنا بڑا قدم اٹھایا ہے اس نے۔۔۔" رومان نے ہمت بندھائی۔

"ہاں۔۔۔ یہ بھی ہے۔۔۔ ویسے لڑکوں کے تو مزے ہوتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ ہم لڑکیاں تو اس طرح سے نہیں کر سکتی ہیں۔ بلکہ ہم تو رائٹنگ بھی اس طرح سے اوپنلی نہیں کر سکتیں۔ جیسے میلز کر سکتے ہیں۔ مگر میلز کو احساس ہی نہیں کہ ان کی ڈیوٹی کیا ہے۔۔۔ وہ اپنے آپ میں مگن ہیں۔ مادہ پرستی میں ڈوبے ہوئے۔ نہ ہم نے دنیا میں ترقی کی۔۔۔ نہ آخرت کی پرواہ ہے۔۔۔ بس وقت ہمیں گزار رہا ہے۔

دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ہم جیسے مسلمانوں کے دور میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ بہت شرمناک ہے مومن کا تو رعب ہوتا ہے۔۔۔ مگر ہماری تو عزت ہی نہیں ہے۔ ہم وہ مسلمان ہیں جن کے دور میں قرآن پاک کو پھاڑ کر فلش میں بہایا گیا۔ ہمارے پیارے نبی کے گستاخانہ کارٹونز (نعوذ باللہ) بنائے گئے۔ سوچ کر رونا آتا ہے۔" حسنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"اللہ چاہتا تو دنیا میں امن ہوتا۔ اس نے ہماری کوشش دیکھنی ہے۔ انشاء اللہ ہم نے یہ لڑائی لڑنی ہے۔" رومان نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

"ہاں۔۔۔! ہم لوگوں کو اللہ سے محبت کرنا سکھا دیں تو باقی مسائل حل ہو جائیں گے۔ مسلمان باغیرت ہو جائے گا۔ عورت اپنا مقام پہچان لے گی۔ نوجوان نسل بے راہ روی سے باز آ جائے گی۔

یہ ہے ہماری جنگ جو موت تک لڑنی ہے۔۔۔ چلو! اب باتیں ختم کرو اور کام کرو۔۔۔ چیف ایڈیٹر کے ساتھ آج میٹنگ بھی ہے۔" حسنہ نے یاد دلایا اور رومان اخبار اٹھا کر اپنے ٹیبل پر آ گئی۔

"ایک خرابی ہم پاکستانیوں میں یہ بھی ہے کہ ہم باتیں زیادہ اور کام کم کرتے ہیں۔ تم یہودیوں کی پلاننگ دیکھو۔۔۔ کس طرح وہ ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔" رومان

اپنے ٹیبل پر بیٹھی بھی باتیں بگھار رہی تھی۔

"بس کرو۔۔۔ اب تو کام کر لو۔۔۔ دعا اور دوا۔ دونوں کی مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے۔ اب اور باتیں نہ کرنا ورنہ تمہارے ساتھ میری جاب بھی جائے گی۔" حسنہ نے مذاق کیا۔

"بس یہ کہو کہ رومان کی جاب جائے گی۔۔۔ تم جیسی قابل ہستی کو تو چیف ایڈیٹر نکالنے سے رہے۔۔۔ ورنہ خواتین ایڈیشن میں چارم ختم ہو جائے گا۔ رومان کی باتیں ختم نہیں ہو رہی تھیں۔ میں تمہیں نہیں سن رہی۔۔۔" یہ کہہ کر حسنہ جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرنے میں لگ گئی تھی۔ رومان اسے دیکھ کر مسکرانے لگی تھی۔ اس نے بھی ایک تقریب کی رپورٹ لکھنا شروع کی جو دو دن پہلے ہوئی تھی۔

"حسنہ شاہ" ملک کی نامور رائٹر تھی اور ان چند لوگوں میں شامل تھی جن کیلئے رائٹنگ کا مقصد لوگوں کی اصلاح تھا۔ حسنہ کو بہت پڑھا جاتا تھا۔ اسلام آباد کے ایک معروف اخبار میں اس نے اپنی دوست کے ساتھ جاب جوائن کی تھی۔ رومان فوٹو گرافی کرتی تھی اور رپورٹنگ بھی۔۔۔ رومان نے فائن آرٹس میں ماسٹرز کیا تھا اور حسنہ نے جرنلزم میں۔ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد دونوں کا کام ختم ہو گیا تھا۔ بریک آورز میں وہ ریفریشمنٹ کیلئے اکٹھی ہوئی تھیں اور خوب باتیں کر رہی تھیں۔ یہی ان کی روٹین تھی۔ رومان کو اخبار میں جاب بھی حسنہ نے دلائی تھی۔ وہ دونوں سکول کے زمانے سے دوست تھیں اور ان کے گھر بھی ساتھ ساتھ تھے۔

☆ ☆ ☆

زاہد سب کچھ چھوڑ کر کہیں دور جانا چاہتا تھا۔ مگر فی الحال یہ ممکن نہ تھا۔ اسے اس شہر لاہور سے بھی نفرت ہو رہی تھی۔ عبداللہ کی نفرت نے اس میں اس قدر نفرت بھر دی تھی۔ کہ اسے ہر چیز سے نفرت کا احساس ہو رہا تھا۔

اب وہ بھی برائی کا تجربہ کرنے جا رہا تھا۔ کبھی برائی میں انسان آہستہ آہستہ مبتلا ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ برائی کے عمیق سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اس کالے پانی کے سمندر میں ایک چھلانگ لگاتا ہے اور سب کچھ گنوا کر ڈوب جاتا ہے کبھی ان سب حالات کے برعکس بھی ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ کی رحمت سے انسان واپس لوٹ آتا ہے۔ زاہد اب ہر برا کام کرنے کیلئے بیتاب تھا۔

''کیسے ہو زاہد۔۔۔؟''

''مجھے سارے ثبوت چاہئیں۔ تاکہ دنیا کو دکھاؤں کہ عبداللہ کتنا گھٹیا ہے۔ اس کا اصل چہرہ کس قدر مکروہ ہے۔۔۔''

''تم بچے ہی رہو گے۔ ثبوت دنیا کے سامنے بھی آ جائیں تو کچھ نہیں ہونے والا۔ عبداللہ کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ وہ ہم سب کو مروا دے گا اور خود ملک سے باہر چلا جائے گا۔''

''میں موت سے نہیں ڈرتا۔۔۔ تم مجھے ثبوت دے دو۔۔۔!''

''ثبوت میرے پاس ہیں۔ ڈونٹ وری۔۔۔''

''اگر میں تمہارا کام کر دوں تو پھر۔۔۔؟''

''میرا خیال ہے کہ یہ باتیں ملاقات پہ طے کریں گے۔''

''بائے۔''

پھر زاہد نے انگلش موؤی لگائی تھی۔ بہت عرصے کے بعد اس نے موؤی دیکھی تھی۔ اپنے فیورٹ سانگز بھی سنے تھے۔ حالانکہ جب سے وہ مذہبی جماعت میں شامل ہوا تھا۔ اس نے سچے دل سے اسلام کی ہر بات پہ عمل کیا تھا۔ مگر اب عبداللہ کی وجہ سے وہ سب کچھ بھول بیٹھا تھا۔

میوزک کے لائیو پروگرامز جو شہر میں ہو رہے تھے ان میں بھی وہ شریک ہوا تھا۔

رات گئے عبداللہ کی کال سیل پہ آئی تھی۔ مگر زاہد نے کاٹ دی تھی۔

اب وہ ایک نیا اور مکروہ تجربہ کرنے چلا تھا۔

کون بیوقوف نہیں جانتا کہ بیئر اور عورت کہاں ملتی ہے؟ اس نے خود کلامی کی۔

''مال'' مجھے سپلائی کر دو۔ میں نہیں آ سکتا۔ اس نے سیل پہ کسی کو کہا تھا۔ اس کی لینگویج ایک دم بدل گئی تھی اور سارا مذہب پن کہیں جا سویا تھا۔

''بالکل نیا فریش مال چاہئے۔۔۔ پرانا نہیں۔۔۔'' وہ تفصیل بتا رہا تھا۔

''ہاں میں یہیں ہوں۔۔۔'' اس نے ایڈریس نوٹ کروا دیا تھا۔

کال گرل اس تک پہنچا دی گئی تھی۔ وہ اس کے روم میں اس کے سامنے تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ موجود تھی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کا نام کیا ہے اور وہ جاننا چاہتا بھی نہیں تھا۔ اس کے لئے وہ بس ایک ''عورت'' تھی۔ ایسی عورت جس کو اس نے ہائر کیا تھا۔ جس کی قیمت اس نے ادا کرنا تھی۔ اس نے گناہ خریدا تھا۔

غور سے اسے دیکھنے پر زاہد کو کراہت ہونے لگی تھی۔

محرم' نامحرم' اسلامی حدود۔۔۔'' جماعت میں جو سبق اسے رٹایا جاتا تھا وہ اسے یاد آنا شروع ہو گیا تھا۔

اس نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑا تھا جو ایک پیشہ ورانہ عورت کا ہاتھ تھا۔ زاہد کو لگا جیسے اس نے آگ کو تھام لیا ہو۔ اور اس کا ہاتھ جل گیا ہو۔

''جو مرد بری نیت سے کسی عورت کا ہاتھ تھامے گا۔ قیامت کے دن جلتا ہوا انگارہ اللہ اس کے ہاتھ پر رکھے گا۔'' اس کے ذہن میں عبداللہ کی آواز گونجی تھی۔ یہ ایک حدیث کا مفہوم تھا۔ دوسروں کو یہ سبق پڑھانے والا عبداللہ خود اپنے مقدر میں نہ جانے کتنے انگاروں کا اندراج کروا چکا تھا۔

ایک خیال زاہد کو آیا کہ وہ اس لڑکی کو شوٹ کر دے۔ مگر وہ تو بس اپنا غبار نکالنا چاہتا تھا۔ ''سیاہ لمحے'' اپنے مقدر میں لکھوانے جا رہا تھا۔ جو ٹینشن عبداللہ کی اصلیت جان کر اس نے دیکھی تھی۔ اس سے فرار حاصل کرنے کیلئے یہ وقتی انجوائے منٹ اس نے ڈھونڈی تھی۔ مگر اس کی ٹینشن اور بڑھ رہی تھی۔ اس کا دماغ سن ہو رہا تھا۔

وہ کتنا معصوم اور پیور تھا اور اب کیا کرنے جا رہا تھا۔

''گناہ کبیرہ ہے یہ کہ کسی غیر محرم کے ساتھ فزیکل ریلیشن ہو۔۔۔'' اسے کچھ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

یاد آرہا تھا۔

اب وہ لڑکی اس سے ایک سیکنڈ بھی روم میں برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں لاشعوری طور پر آنسو آ گئے تھے۔اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور سوچ رہا تھا کہ لڑکی کو کمرے سے باہر چھوڑ آئے۔ یا خود کہیں دور بھاگ جائے۔اسی وقت گیٹ پہ کوئی آیا تھا اور بیل بجانے لگا تھا۔زاہد کو آئیڈیا آیا تھا۔

کال گرل جو حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔اسے زاہد نے بیڈ کے نیچے گھسنے کا کہا تھا۔

"وٹ۔۔۔؟" وہ منمنائی۔

"بی بی! یہ گھر ایک مذہبی جماعت کی ملکیت ہے۔تمہیں یہاں دیکھ لیا گیا تو نیوز پیپر میں خبر لگے گی۔" اس نے ڈرایا۔

"کوئی پرواہ نہیں۔۔۔دنیا میں میرا کوئی نہیں۔۔۔جس کی رسوائی کا ڈر ہو۔۔۔"

"پھر بھی۔۔۔چلو شاباش جلدی کرو۔۔۔ مجھے رسوا نہیں ہونا۔"

وہ لڑکی صرف سترہ سال کی تھی۔زاہد کے کہنے پر وہ بیڈ کے نیچے گھس گئی تھی۔

حالانکہ زاہد آنے والے بندے کو دوسرے۔روم میں بھی بٹھا سکتا تھا۔مگر یہ سب اس نے جان بوجھ کے کیا تھا۔پھر وہ گیٹ پہ گیا عا۔عبداللہ نے ایک ورکر اس کی طرف بھیجا تھا اور اسے بلایا تھا۔زاہد اسے لے کر اسی بیڈ روم میں آ گیا تھا۔اور کتنی دیر بیٹھ کر اس سے جماعت کے بارے میں باتیں کرتا رہا تھا۔کال گرل بیڈ کے نیچے دم سادھے لیٹ گئی تھی۔اور زاہد اس بات کو انجوائے کرر ہا تھا۔

"ایسی عورتیں جو خود ذلیل ہوتی ہیں انہیں مزید ذلیل کرنا چاہئے۔یہی ان کی اوقات ہے۔" زاہد نے دل ہی دل میں سوچا اس وقت ذلیل مرد اسے بھول گئے تھے۔

جب وہ ورکر وہاں سے گیا تو زاہد دوسرے روم میں جا کر مووی لگا کے بیٹھ گیا

دو گھنٹے بعد وہ بیڈ روم میں واپس آیا تو وہ کال گرل خود بیڈ کے نیچے سے نکل کر بیڈ پہ بیٹھی

ہوئی تھی۔

زاہد نے چیک اس کے ہاتھ میں دیا تھا۔اسے جانے کیلئے کہا تھا۔وہ حیران ہوئی تھی۔اسے زاہد سائیکی کیس لگتا تھا۔وہ وہاں انتظار کرنا چاہتی تھی کہ ڈرائیور اسے پک کرلے مگر زاہد نے اس بات کی اجازت نہ دی تھی۔آدھی رات کو اسے گیٹ سے باہر کر دیا تھا۔اور خود سلیپنگ پلز لے کر سو گیا تھا۔

صبح جب وہ اٹھا تو سب سے پہلے وہ کال گرل ہی اسے یاد آئی۔

اب اس کا تصور کر کے اسے ابکائیاں آ رہی تھیں وہ تو سب کچھ داؤ پر لگانے جا رہا تھا۔

"کمینی۔۔۔فاحشہ۔۔۔" وہ اسے گالیاں دے رہا تھا۔

وہ گناہ کبیرہ سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔مگر ابھی وہ بچ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"ڈاکٹر صاحب! میرے پاس دنیا کی ہر چیز ہے۔مگر سکون نہیں ہے۔میں کیا کروں۔۔۔؟"

مسز نزہت ڈاکٹر شاس کے سامنے حسب معمول وہی رونا رو رہی تھیں۔مسز نزہت اس کے باقاعدہ مریضوں میں شامل تھیں۔اس کے بابا کے اس فیملی سے اچھے تعلقات تھے۔اس لئے وہ مسز نزہت کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"کئی بار بتا چکا تھا۔کہ آپ ریلیکس رہنے کی کوشش کیا کریں۔خود کو بزی رکھیں اور جو دعائیں میں نے دی تھیں وہ پڑھا بھی کریں۔ مجھے پتہ ہے آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہوں گی۔" ڈاکٹر شاس دھیرے سے مسکرایا۔

"او۔کے۔۔۔اب کوشش کروں گی۔" انہوں نے حامی بھری۔

"پھر آپ بالکل ریلیکس ہو جائیں گی۔آپ کو کسی میڈیسن کی ضرورت نہیں ہے۔" شاس نے یاد دلایا اور ساتھ ہی مسز نزہت کو نئے سرے سے دعاؤں کے پمفلٹ دیئے تھے۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ڈاکٹر شماس کے پاس دعاؤں کے پمفلٹ ہمیشہ موجود ہوتے تھے وہ ہر مریض کو دیا کرتا تھا۔اس کا ہاسپٹل بھی بہت اسلامی طریقے سے سیٹ کیا گیا تھا۔وزٹنگ روم میں اللہ تعالیٰ کے سارے نام لگائے گئے تھے۔ایک بڑی سی لائبریری بھی وہاں تھی۔ تاکہ آنے والے لوگ اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

ڈاکٹر شماس کے ساتھ کام کرنے والی ڈاکٹرز کی ساری ٹیم بہت ایکٹو تھی۔ مریضوں سے ان کی ڈیلنگ بہت اچھی تھی۔ ہاسپٹل میں صفائی کا انتظام لاہور کے سارے ہاسپٹلز سے اچھا تھا۔اس لئے بہت سے لوگ "فائز میموریل" کو ہی ترجیح دیتے تھے۔

اصل میں یہ ہاسپٹل شماس کے بابا "ڈاکٹر فائز احمد" نے بنایا تھا اور ہاسپٹل کے افتتاح کے دو دن پہلے ہارٹ اٹیک سے ان کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔جس کی وجہ سے ڈاکٹر شماس نے فارن جا کر سپشلائز کا پروگرام کینسل کیا تھا اور بابا کے خواب کو تعبیر دینے میں لگ گیا تھا۔

ڈاکٹر فائز احمد ایک آئیڈیل ہاسپٹل بنانا چاہتے تھے۔ وہ بہت مذہبی تھے۔شماس کو بہت گائیڈ کرتے تھے مگر شماس زیادہ سیریس نہیں ہوتا تھا۔ڈاکٹر فائز کی ڈیتھ کے بعد شماس نے پہلی دفعہ مذہب کے بارے میں سیریسلی سوچا تھا اور وہ قائل ہو گیا تھا۔اس کا ہاسپٹل ایک منفرد ہاسپٹل تھا۔

خود شماس کی زندگی میں صرف دو ہی چیزیں رہ گئی تھیں۔

1۔اللہ کی محبت

2۔اپنا پروفیشن

وہ اللہ کی یاد اور مریضوں کے علاج میں مصروف رہتا تھا۔کام کرتے ہوئے بھی وہ اللہ کو یاد کر رہا ہوتا۔

ہاسپٹل کی ٹیم میں وہ سب سے جونیئر تھا۔مگر سب اس کا احترام کرتے تھے۔وہ

اپنے ہاسپٹل کو بہت پروگریسو بنانا چاہتا تھا۔اس لئے وہ دن رات کام کرتا تھا۔تین سال پہلے اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ وہ اتنا بدل جائے گا۔

نماز وہ بابا کی زندگی میں بھی پڑھا کرتا تھا۔لیکن ایک معمول کی کارروائی کے طور پر۔۔۔جب بابا کی ڈیتھ ہوئی تھی تو تب اس نے اللہ سے اچھا تعلق بنایا تھا۔ورنہ اس کی نماز ایسی تھی کہ اس کی عملی زندگی میں کوئی تبدیلی نہ لائی تھی۔بابا کے جانے کے بعد اسے اللہ کی یاد میں پناہ ملی تھی۔بابا نے مرنے سے پہلے اسے ایک ہی نصیحت تو کی تھی۔

"شماس۔۔۔!چندا۔۔۔!میرے بعد تم اللہ سے لو لگا لینا۔اس سے محبت کرو ناں تو وہ انگلی پکڑ کر رہنمائی کرتا ہے۔۔۔بس اس سے محبت کر لو تو زندگی کا مقصد مل جاتا ہے۔"

شماس نے فرمانبردار بیٹوں کی طرح اس پر عمل کیا تھا۔

اس نے تو بابا کے مرنے کا زیادہ غم بھی نہ منایا تھا۔وہ سوچا کرتا تھا کہ "یہ بھی زندگی ہے اور مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔۔۔زندگی ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔اس کو فنا نہیں اور بابا تو اللہ کی محبت میں پوری زندگی بندھے رہے۔اب اللہ ان کا میزبان ہے اور بھلا اللہ سے بڑھ کر اچھا میزبان کون ہو سکتا ہے۔" یہ تھی ڈاکٹر شماس احمد کی فلاسفی، جو عام لوگوں کی سوچ سے خاصی مختلف تھی۔

"اللہ کو یاد کریں۔

اللہ سے محبت کریں۔

اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلیں۔

اسے یاد رکھیں۔

اسے دل میں بسا لیں۔

اس سے مانگیں۔

اسے اپنے قریب محسوس کریں۔

اسے سب سے پیارا دوست سمجھیں۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اس سے محبت کا مضبوط رشتہ بنائیں۔

اپنی زندگی کو اس کی رضا کے تابع کر لیں۔"

یہ وہ باتیں تھیں جو وہ اپنے مریضوں کو بتایا کرتا تھا وہ خود بھی باعمل تھا اس لئے اس کی باتوں کا بہت اثر بھی ہوتا تھا۔

ڈاکٹرز سے میٹنگز کے دوران بھی وہ اللہ کی باتیں کرتا تھا۔ میڈیکل کے پروفیشن میں آ کر اس کا ایمان اللہ پر اور مضبوط ہوا تھا۔

"ڈاکٹر شاس" ایک دیا تھا۔ جس سے بہت سے دیئے جل رہے تھے۔ اور یہ سفر جاری تھا۔ جہالت کے اندھیروں میں ایسے دیئے بہت اچھے لگتے ہیں اور ان کی روشنی سکون دیتی ہے۔

☆ ☆ ☆

"اللہ کی قسم! بات یہ نہیں ہے۔۔۔ زمین کے اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے تو پلاٹس سے دلچسپی نہیں ہے۔ نہ مجھے ضرورت ہے اور پھر آپ نے جن پلاٹس کیلئے بات کر رکھی ہے۔ میں کیونکر انہیں لینے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ آپ چیک کر لیں میرا نام وہاں نہیں ہے۔"

عبداللہ نے اللہ کی جھوٹی قسم اٹھائی تھی۔ اس کے بعد بھی اس کا دل ذرا سا بھی نہیں گھبرایا تھا۔ نہ وہ اللہ کی پکڑ سے ڈرا تھا۔ وہ واقعی ان لوگوں میں سے تھا جن کی رسی اللہ نے دراز کر رکھی ہے۔ اللہ انہیں خوب ڈھیل دیتا ہے اور جب پکڑتا ہے تو دوسروں کیلئے عبرت بنا دیتا ہے۔

"واقعی سر! ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آپ نے بالا بالا ہی ان پلاٹس کیلئے رابطہ کر رکھا ہے۔ اصل میں ہم تو ایڈوانس بھی دے چکے تھے کہ یہ پرابلم کھڑا ہو گیا۔" تین لوگوں کے گروپ میں سے ایک بہت مشکور ہو کر بولا تھا۔

"نہیں۔۔۔ بالکل ایسی بات تو ہے ہی نہیں۔ ہم تو بس اللہ کیلئے کام کرتے ہیں۔ اس کی رضا ہی ہمارا مقصد حیات ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔" عبداللہ نے روانی

سے دوسرا جھوٹ بولا تھا۔ یہ تو اللہ ہی جانتا تھا کہ وہ اللہ کا کام کتنا کرتا تھا۔ وہ تو بس نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا تھا یہی اس کی زندگی تھی اور کچھ نہیں۔

"سوری عبداللہ صاحب! ہم نے خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی۔ آپ کا وقت لیا۔" دوسرا بندہ بھی یقین کر چکا تھا۔

"نہیں۔۔۔ کوئی بات نہیں۔ آپ کی غلط فہمی تو دور ہو گئی ناں۔۔۔" عبداللہ نے مزید یقین دلایا۔

"جی بالکل۔۔۔ بہت شکریہ۔۔۔" وہ ممنون ہو رہے تھے۔

ان تینوں آدمیوں سے عبداللہ نے اتنا اچھا سلوک کیا۔ میٹھی میٹھی باتیں کیں کہ وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ حالانکہ عبداللہ نے واقعی وہ پلاٹس خرید لئے تھے۔ مگر اپنے ایک رشتہ دار کے نام پر۔

عبداللہ کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ اس کے والد بہت بڑے سکالر تھے۔ مگر انہیں دنیا کی پرواہ نہ تھی۔ پوری زندگی انہوں نے دین کا کام کیا۔ دنیا نہ بنائی۔

"اللہ زندہ سے مردہ کو پیدا کرتا ہے اور مردہ سے زندہ کو۔۔۔" یہ بات عبداللہ پر صادق آئی تھی۔ ایسا بہت دفعہ ہوتا ہے کہ نیک اور شریف والدین کی اولاد بالکل بگڑ جاتی ہے۔ یہ ہے زندہ سے مردہ کا پیدا ہونا۔

عبداللہ ایک نیک باپ کا بیٹا تھا مگر ایک بھی خوبی اس میں باپ والی نہ تھی۔ اس کے باپ نے اسے یونیورسٹی میں بھی پڑھایا تھا اور دین کی تعلیم بھی سکھائی تھی۔ یوں دین و دنیا کا یہ مکسچر بڑا انوکھا تھا۔

عبداللہ کے لیکچرز بہت پسند کیے جاتے تھے اور عبداللہ کا اسلام بھی بس لیکچرز تک محدود تھا۔ یہ لیکچرز اس کا بزنس، تھے کہ ان کے ذریعے وہ پیسہ کماتا تھا۔

"التقویٰ" نے خود اسے اپنے ساتھ شامل کیا تھا۔ بہت سی شرطوں کے ساتھ عبداللہ اس جماعت میں آ گیا تھا۔ اس کی پہلی شرط 50% فنڈ لینا تھی۔

اب زندگی میں پہلی دفعہ عبداللہ نے دولت اور سہولتوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ نیا نیا امیر ہوا تھا۔ اسے زندگی میں بہت چارم نظر آیا تھا۔ اصل میں یہ ایک آزمائش تھی ایک ٹیسٹ تھا جو اللہ اس سے لے رہا تھا۔ مگر عبداللہ کے سارے کام ایسے تھے کہ وہ ٹیسٹ میں زیرو نمبر لینے کا حق دار بنتا جا رہا تھا۔ بہت سے عام دنیا دار بندے بھی عبداللہ سے بہتر تھے۔ عبداللہ تو اسلام سے بالکل مخالف سمت میں جا رہا تھا۔

''عورت'' اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔

دن رات اپنے مقدر میں گناہوں کے بوجھ کا اضافہ کرنا اس کی روٹین بن چکی تھی۔ شاید اس کا دل گناہ کر کر کے سیاہ ہو گیا تھا۔ وہ سب بھول چکا تھا کہ وہ ایک مسلمان بھی ہے۔ وہ صرف نام کا مسلمان تھا۔

دوسروں کو وعظ و نصیحت وہ بہت اعتماد سے کرتا تھا۔ صرف اسے ہی وہ اپنی ڈیوٹی سمجھتا تھا۔

''اللہ تعالیٰ اپنا کام منافقوں سے بھی لے لیتا ہے مگر جنت میں صرف ایمان والے جائیں گے۔'' یہ حدیث یقیناً عبداللہ جیسے لوگوں کیلئے تھی۔

جھوٹی قسمیں کھانا' جھوٹ بولنا' لڑکیوں کو انجوائے کرنا' فنڈ کا پیسہ بے تحاشہ اڑانا۔ بس یہی اس کی زندگی تھی۔

''التقویٰ'' کا کام وہ کمپیوٹر کی طرح کرتا تھا۔ مگر خود عمل کرنا وہ بھول چکا تھا۔ شاید یہ دنیا کی سب سے بڑی محرومی تھی۔ جو اس نے اپنے حصے میں لکھوالی تھی۔ گناہوں کی دلدل میں وہ خود کودا تھا اور اس میں دھنس کر مزید گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

لوگ عبداللہ سے اسلام کی بنیاد پر محبت کرتے تھے عقیدت کرتے تھے۔ اسے بہت اسلامک سمجھتے تھے۔ اس کی بات غور سے سنتے تھے۔ اسے آئیڈیل سمجھا کرتے تھے۔ بہت سے لوگوں کا وہ آئیڈیل تھا بھی۔۔۔

عبداللہ لفظوں کا کھلاڑی تھا۔ وہ لفظوں سے کھیلتا تھا اور لوگوں کے دل جیت لیتا مرد و خواتین' طلبہ و طالبات وہ سب میں مقبول تھا۔

یہ بات اسے اور خود پسند بنا رہی تھی۔ وہ عاجزی اختیار کرنے کی بجائے تکبر

کرنے لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

''یہ دیکھو رومی! پوئٹری سیکشن کے انچارج کے کارنامے۔۔۔ وہ حسنہ شاہ کو لائین مارنے کی کوشش کر رہا ہے۔'' حسنہ نے روبی کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھما دیا تھا اور رومان اسے کھول رہی تھی۔

''تم نے نہیں کھولا۔۔۔'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''کھولے بغیر مجھے پتہ ہے کہ اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ مجھے سیل پہ بہت سے ایس ایم ایس بھی کیے ہیں اس نے۔۔۔'' حسنہ نے تفصیل بتائی۔

''سو سٹرینج۔۔۔'' رومان نے بھنویں اچکائیں۔

''میں اسے سمجھا دوں گی۔'' حسنہ نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

''یہ لوگ نہیں سمجھتے۔۔۔ کس کو نہیں پتہ کہ یہ غلط بات ہے۔ بس میڈیا نے سب کو خراب کر دیا ہے۔۔۔ اور حسنہ تمہیں تو یہ پتہ بھی نہیں ہو گا۔ کہ یہ تم سے چھوٹا ہے۔'' رومان نے اطلاع دی۔

''واقعی۔۔۔؟'' حسنہ حیران ہوئی۔

حسنہ کو اپنے کام کے علاوہ کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی۔ آفس میں بس صرف چیف ایڈیٹر سے اس کی بات ہوئی تھی۔ اس رویے کی وجہ سے سب اسے rude سمجھتے تھے مگر یہ حسنہ شاہ کا اپنا سٹائل تھا۔ جسے وہ بدلنا نہیں چاہتی تھی۔

''اچھا ایس ایم ایس میں کیا لکھا اس نے۔۔۔؟'' رومان نے سوال کیا۔

''چھوڑو! وہی فضول باتیں۔۔۔ جو مجھے ذرا بھی اٹریکٹ نہیں کرتیں۔ ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ پوئٹری سیکشن کا انچارج اس قدر کم عمر ہو سکتا ہے۔ باتوں سے تو وہ مجھ سے بڑا لگ رہا تھا۔ مگر حرکتیں دیکھو بچوں والی۔۔۔'' حسنہ نے بیزاری سے بتایا۔

''بتا تو دو اس نے کیا کہا ہے۔۔۔؟'' رومان نے اصرار کیا۔

''وہی پرانی باتیں۔۔۔ سویٹ ہارٹ' ڈارلنگ۔۔۔''

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"اچھا اچھا۔۔۔ میں بتاتی ہوں۔ تتلی، پری، گڑیا، چاندنی، چندا، جان، جانم، جان جاناں، سویٹی، پریٹی، ہنی۔۔۔" رومان نے حسنہ کی بات کاٹ کر پوری گردان فرفر سنا دی۔ اور حسنہ ہنسنے لگ گئی۔

"حسنہ! اب یہ سب باتیں تو پرانی ہوگئی ہیں۔ مردوں کو اب نئی ووکیبلری ڈھونڈ لینی چاہئے۔ ماڈرن دور میں الفاظ بھی نئے ہونے چاہئیں۔ اب لڑکیوں کو نئی چیزوں سے resemble کرنا چاہیے کیونکہ وہ پہلے جیسی شرمیلی نہیں رہی ہیں۔ بہت بولڈ ہوگئی ہیں۔" رومان جب باتیں شروع کرتی تھی تو اسے روکنا مشکل ہو جاتا تھا۔

پیکٹ میں ایک مہنگا پرفیوم تھا۔ اسے دیکھ کر بھی دونوں ہنسی تھیں۔

"بچے بچے ہوتے ہیں رومی تم ہی اسے سمجھا دو۔۔۔" حسنہ نے اس کے ذمے کام لگایا۔

"ابھی جانے دو۔۔۔ کام آ کر کرلوں گی۔۔۔ اسے اچھی طرح سمجھا کر آتی ہوں۔ کہ حسنہ شاہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔۔۔" رومان یہ بتا کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی اور حسنہ پورے ہفتے کا ٹائم ٹیبل سیٹ کر رہی تھی۔

رومان بہت دیر لگا کر آئی تھی۔

"سمجھا دیا۔۔۔ اتنا۔۔۔ کہ اب سر میں درد ہونے لگا ہے۔" اس نے ایکٹنگ کی۔

"تھینک یو۔۔۔" حسنہ نے بدستور لکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تفصیل نہیں پوچھو گی۔" رومان نے دلچسپی سے کہا۔

"ضرورت نہیں۔۔۔ ایسے ہزاروں قصے گزر چکے۔۔۔ بس اینڈ کرو یہ ٹاپک پھر کام کی باتیں کرنی ہیں۔" حسنہ نے سنجیدگی سے بتایا۔

"بہت ظالم ہو تم حسنہ۔۔۔! وہ معصوم کہہ رہا تھا کہ حسنہ شاہ مجھے دنیا میں سب سے اچھی لگتی ہیں۔ ان جیسا کوئی نہیں۔۔۔ میں انہیں پرپوز کروں گا۔" رومان بتانے لگی۔

"بس کرو۔۔۔ مجھے نہیں سننا۔۔۔ تم آجکل بہت غیر سنجیدہ ہوگئی ہو۔" حسنہ جھنجھلائی۔

"او کے بابا۔۔۔ اب خفا نہ ہو۔۔۔ کام تو گھر سے کرلاتی ہوں۔۔۔ چیک کر لینا۔" رومان نے اسے خوش کرنے کی کوشش کی۔

"گڈ۔۔۔! میں ذرا یہ لکھ لوں۔۔۔ پھر اگلے ہفتے کے کاموں کی تفصیلات بتاتی ہوں۔ بہت مصروف رہے گا یہ اگلا ویک۔۔۔ بہت کام ہے وہ بھی آفس سے باہر۔" حسنہ نے جلدی سے بتایا۔ اور لکھنے لگ گئی۔ رومان بھی سنجیدہ ہو کر کچھ آئیڈیاز لکھنے لگی۔ حسنہ سے اس نے بہت کچھ سیکھا تھا اور حسنہ کے ساتھ ساتھ کام کرنے کا اسے مزا بھی بہت آتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"میں آج تم سے ملنا چاہتا ہوں عبدالرحمان!" زاہد نے اسے کال کی تھی۔

"ٹھیک شام کو ٹھکانے پہ آجانا۔" اس نے خوشدلی سے جواب دیا۔

"او کے آج میں ضرور آؤں گا۔" زاہد بولا۔

شام کو وہ عبدالرحمان کے پاس اسی جگہ پہنچا تھا جہاں اس کی کائنات لٹی تھی۔ جہاں اس کا اعتبار اٹھ گیا تھا۔ جہاں اس کے آئیڈیل کا سٹیچو چکنا چور ہوا تھا۔

"کیسے ہو زاہد۔۔۔؟" عبدالرحمان نے احوال دریافت کیا۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔" اس نے دل میں جل کر جواب دیا۔

"دیکھو زاہد! لڑکی اور بیئر۔۔۔ یہ مردوں کی کمزوری ہے۔ سب ایسا کر رہے ہیں تو ہم کس حد تک اور کب تک خود کو بچا بچا کر رکھ سکتے ہیں۔۔۔ اللہ جہنم میں پھینکے گا تو ہم اتنے بہت سے لوگوں کے ساتھ ہی ہوں گے۔" عبدالرحمان بکواس کر رہا تھا وہ بھول گیا تھا کہ دوزخ میں اگرچہ بے شمار لوگ ہوں گے مگر ہر شخص خود کو تنہا محسوس کرے گا۔ بالکل تنہا۔

"میں یہ سننے یہاں نہیں آیا۔" اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"میرا کام یہ ہے کہ عبداللہ نے بہت سا اسلحہ منگوایا ہے۔ اس میں سے کچھ مال خرد برد کرنا ہے۔ جو تمہارے اختیار میں ہے۔ اصل میں میری کچھ لوگوں سے ڈیل ہے اور وہ ڈیل مجھے ہر حال میں پوری کرنی ہے۔ تمہارے لئے یہ بہت آسان کام ہے کیونکہ تم عبداللہ کے خاص بندے ہو۔" عبدالرحمان نے کام بتا دیا۔

"اس کے بدلے مجھے اس سی ڈی کی ایک کاپی چاہئے۔" زاہد نے ڈیمانڈ کی۔

"کام ہونے پر لینا۔۔۔ مگر اس وعدے کے ساتھ کہ اسے دنیا کے سامنے نہیں لاؤ گے۔" عبدالرحمان نے سوچ کر جواب دیا۔

"نہیں سی ڈی مجھے ابھی چاہئے۔۔۔ اور اسے میں جہاں بھی استعمال کروں تمہارا نام کبھی نہیں آئے گا۔ خواہ میری جان بھی چلی جائے۔" زاہد نے یقین دلایا۔

عبدالرحمان نے چپ چاپ اٹھ کر لاکر سے ایک سی ڈی نکالی اور زاہد کے سامنے رکھ دی۔

"تھینک یو عبدالرحمان۔۔۔! تمہارا کام ہو جائے گا۔" زاہد شکریہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت زاہد کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سیدھا اخبار کے آفس میں جائے اور یہ ثبوت دکھا کر اگلے دن کے اخبارات میں عبداللہ کی اصلیت سب پہ عیاں کر دے۔ مگر فی الحال وہ صرف عبداللہ کو پوچھنا چاہتا تھا۔

"جن لوگوں سے امپریس ہو کر ہم اسلام کا راستہ اپناتے ہیں وہ اتنے منافق نکلیں تو دل کتنا دکھتا ہے۔ کیا فائدہ پھر اسلام پر عمل کرنے کا۔ اگر عبداللہ جیسے لوگوں کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ تو پھر ہم جیسوں کو بھی اللہ معاف کر دے گا۔"

غلط فلاسفی اور فضول خیالات زاہد کے ذہن کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ وہ خود سے الجھ رہا تھا اور غلطیوں پہ غلطیاں کیے جا رہا تھا۔ اسی رات وہ نائٹ کلب گیا تھا جو بیئر کیلئے مشہور تھا۔ وہاں اس نے خود ڈرنک نہیں کیا تھا بس لوگوں کو دیکھتا رہا تھا۔ سی ڈی اس کی جیب میں تھی۔

اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے ایم ایس سی میں ٹاپ کیا تھا تو اسے گولڈ میڈل ملا تھا۔ "التقویٰ" کے سٹوڈنٹس ونگ نے اسے ایوارڈ دیا تھا۔ اور ایک پروگرام میں شرکت کا دعوت نامہ بھی۔ وہاں اس نے عبداللہ کا لیکچر سنا تھا اور پہلا لیکچر ہی اس پر اثر کر گیا۔

اس نے اپنی ساری زندگی اسلام کیلئے وقف کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور "التقویٰ" میں باقاعدہ شامل ہو گیا تھا۔ حقیقی معنوں میں اس نے اپنا وقت 'توانائی' صلاحیتیں اور ہمدردیاں جماعت کیلئے وقف کر دی تھیں۔ عبداللہ نے اس کی ذہانت کو دیکھ کر اسے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ وہ عبداللہ کی ذات کو ایک آئینہ سمجھا کرتا تھا۔ اس کے لیکچرز پر مرمٹتا تھا۔ جو الفاظ سن لیتا ان پر فوراً عمل کرتا۔ اس کی زندگی بدلنے میں سارا ہاتھ ان لیکچرز کا تھا۔

مگر زاہد کے ساتھ یہ کیا ہوا تھا۔۔۔ دوسروں کو اللہ کی محبت سکھانے والا عبداللہ خود کیا تھا۔

کہاں کا اسلام۔۔۔ اور کہاں کی اللہ کی محبت۔۔۔! عبداللہ اب اسے ایک درندہ' بھیڑیا' وحشی اور فضول لگ رہا تھا۔ جذبات بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔ حالات کے پیش نظر بدل جاتے ہیں۔ شدید محبت شدید نفرت میں اور کبھی نفرت محبت میں بدل جاتی ہے۔

زاہد کو خود پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیوں عبداللہ پر اندھا اعتماد کرتا تھا۔ کیوں اس نے اسے آئیڈیل بنایا تھا۔ مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

زاہد بہت معصوم تھا وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جو آئیڈیلزم کا شکار ہوتے ہیں۔ خود پہ اسلام کا ٹیگ (Tag) لگانے والے لوگوں کو پیور (Pure) سمجھ لیتے ہیں اور خواہ مخواہ اذیت اٹھاتے ہیں۔

ڈرنک کرنے والے لوگوں کو وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت عبداللہ کی کال آئی تھی۔ اب زاہد نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آخری دفعہ ضرور اسے ملے گا۔

"زاہد! تم کہاں ہو۔۔۔؟ کال کیوں اٹینڈ نہیں کرتے۔۔۔؟"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"میں مصروف تھا۔ابھی آپ کی طرف ہی آ رہا ہوں۔"

"جلدی کرو۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ٹائم ٹیبل تمہاری وجہ سے بہت ڈسٹرب ہوا ہے۔"

"او۔کے۔" زاہد نے فون بند کر دیا تھا۔

اسے یاد آیا تھا۔عبداللہ کی ایک کال پر وہ سر کے بل دوڑا اس کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔اس وقت اس نے عقلمندی کا کام یہ کیا کہ وہ سی۔ڈی ایک لفافے میں ڈال کر اس پر ملک کے سب سے بڑے اخبار کے ایک جرنلسٹ کا نام لکھا اور اس کی طرف پیغام۔

وہ جرنلسٹ اس کا اچھا دوست رہا تھا۔اس کے بعد وہ عبداللہ سے ملنے روانہ ہوا۔اسے خطرہ تھا کہ اصلیت جاننے پر عبداللہ اسے مروا ہی نہ دے۔مگر اب وہ مطمئن تھا کہ عبداللہ اسے مروا بھی دے تو تب بھی اس کی حقیقت سب پہ عیاں ہو جائے گی۔وہ سی ڈی اس نے اپنے ایک جاننے والے کے پاس رکھوائی کہ کل اس سے لے لے گا۔اگر نہ لے سکا تو پھر وہ اسے پوسٹ کر دے۔اب وہ گاڑی اڑائے مین آفس کی طرف جا رہا تھا۔اور جلد ہی وہاں پہنچ گیا تھا۔عبداللہ کا چہرہ اسے بہت برا لگ رہا تھا۔

"تم ٹھیک تو ہونا زاہد۔۔۔!" کوئی مسئلہ ہے کیا؟" عبداللہ نے احوال دریافت کیا۔

"میں جماعت کو چھوڑ دوں گا۔" اس نے دھماکہ کیا۔

"وٹ۔۔۔" عبداللہ نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔

"یقیناً۔۔۔" اس نے یقین دلایا۔

"مگر کیوں۔۔۔؟" عبداللہ نے سوال کیا۔

"پہلے آپ میرے سوالوں کے جواب دیں۔" زاہد نے کرختگی سے کہا۔

"پوچھو۔۔۔" عبداللہ نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔

"شاہینہ سے آپ کا کیا رشتہ ہے؟

بہت سی کال گرلز آپ سے تعلق کا دعویٰ کرتی ہیں کیوں؟

آپ جماعت کے پیسے کو عیاشیوں میں کیوں اڑاتے ہیں؟

آپ نے اپنے سارے رشتہ داروں کے نام جماعت کے پیسے سے پلاٹس کیوں لے رکھے ہیں؟

آپ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟

عورت آپ کی کمزوری کیوں ہے؟

"آپ جو کہتے ہیں وہ کرتے کیوں نہیں؟" زاہد بم چھوڑ رہا تھا اور عبداللہ کے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی۔

"اگر میں ان سارے سوالوں کے جواب نہ دینا چاہوں تو پھر۔۔۔؟" عبداللہ نے اسے طیش دلایا۔

"تو پھر سارے ثبوت میں لوگوں کے سامنے لا کر پوچھوں گا آپ سے۔۔۔" زاہد نے اسے ڈرایا۔

"تم بچے ہو اور بچے ہی رہو گے۔۔۔ دیکھو تم مجھے اچھے لگتے ہو۔۔۔خواہ مخواہ ضد نہ کرو۔ جو تمہیں پتہ ہے اسے بھول جاؤ۔" عبداللہ نے اسے پچکارا۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔ جنہیں میں نے کئی سال آئیڈیل بنائے رکھا ہے آپ رات کو دن کہہ دیتے میں مان لیا کرتا تھا۔ میں نے آپ کی اتنی عزت کی ہے کہ زندگی میں کسی کی نہ کی ہوگی۔۔۔ مگر آپ نے دھوکہ دیا۔خود کو اجلا ظاہر کرتے رہے۔ اپنے آپ کو اسلامک ڈکلیئر کرتے رہے اور دیکھیں حقیقت کیا ہے۔۔۔؟

میرا اعتبار اٹھ گیا ہے انسانیت سے۔۔۔ اگر آپ جیسا بندہ منافقت کر سکتا ہے۔تو بندہ اوروں سے کیا امید رکھے۔۔۔؟" زاہد شدید ذہنی دباؤ کے زیر اثر بول رہا تھا۔

"میں نے کب کہا تھا کہ مجھے آئیڈیل بناؤ۔ آپ لوگ خود ایسا کرتے ہو میں بھی ایک انسان ہی ہوں اور انسان کی فطرت میں غلطیاں کرنا شامل ہے۔انڈر

Courtesy www.pdfooksfree.pk

سٹینڈ۔۔۔''اس نے بھنویں چڑھائیں۔

''یہ ساری وضاحت اب دنیا کے سامنے دیجئے گا۔جب سارا معاشرہ آپ پر انگلی اٹھائے گا۔تو انہیں بتایئے گا یہی باتیں جو مجھے کہہ رہے ہیں۔ٹھیک ہے ناں۔''زاہد نے اسے کرنٹ لگانے کی کوشش کی۔

''تم بالکل اناڑی ہو زاہد مرزا۔۔۔!کھلاڑی نہیں۔۔۔جتنے دن سے تم غیر حاضر رہے تمہارے ایک ایک پل کی خبر میں نے رکھی۔۔۔جو سارے ثبوت میرے بارے میں تمہارے پاس ہیں اتنے ہی میرے پاس بھی ہیں۔۔۔تم نے کال گرل کو انجوائے کیا نائٹ کلب میں ڈرنک کیا۔

''ہاہاہا۔۔۔''عبداللہ نے بہتان باندھا تھا۔

''میں نے کسی کال گرل کو انجوائے نہیں کیا۔ نہ ہی میں نے ڈرنک کو ہاتھ لگایا۔''زاہد مضطرب ہوا۔

''مگر ثبوت تو یہی کہتے ہیں ناں۔۔۔کال گرل کو کیا تم نے تبلیغ کرنے کیلئے بلایا تھا۔اس کے علاوہ میں بہت سے ایسے مقدمات میں تمہیں پھنسا سکتا ہوں کہ تم پوری زندگی جیل میں سڑتے رہو۔تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو؟''عبداللہ نے حقارت سے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ مجھے پھنسوایئے۔۔۔مگر میرے ساتھ آپ بھی پھنسیں گے۔''زاہد نے فیصلہ سنایا۔

''پتہ نہیں تمہیں کیوں سمجھ نہیں آ رہی ہے۔میری بات سب سنیں گے۔تمہیں کوئی نہیں سنے گا۔مجھے تم سے ہمدردی ہے اس لئے یہ سارا قصہ یہاں ختم کروا دو اپنی پہلے والی ڈیوٹی سنبھال لو۔''عبداللہ نے اسے سمجھایا۔

زاہد نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ بے گناہ ہو کر بھی معتوب ٹھہرے گا۔اس نے کچھ نہیں کیا مگر ثبوت عبداللہ کے ہاتھ میں تھے۔

اس وقت زاہد کا دل چاہ رہا تھا کہ عبداللہ کو شوٹ کر دے۔۔۔مگر وہ بے بس تھا۔وہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ گیا۔

''زاہد مرزا!تمہارے ساتھ اچھا وقت گزرا میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔جماعت میں واپس آ جانا اور آئندہ میرے بارے میں ایکشن لینے کا تصور بھی نہ کرنا۔۔۔مجھ سے پہلے تم نرغے میں آؤ گے۔۔۔''عبداللہ نے تنبیہہ کی۔زاہد کوئی جواب دیئے بغیر وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

''اف میرے خدایا!یہ کتنا مکار شخص ہے۔اپنے کیے ہوئے گناہ دوسروں کے سر تھوپ دیتا ہے۔۔۔یہ دنیا بھی عجیب ہے یہاں گناہگار دھڑلے سے گناہ کرتے ہیں اور بے گناہ کچھ کیے بغیر بھی مجرم بن جاتے ہیں۔''زاہد دلبرداشتہ ہو کر سوچ رہا تھا۔

اس نے سی ڈی واپس لے لی۔اب اس کا ارادہ جماعت کو چھوڑنے کا تھا۔

عبداللہ کی شکل تک دیکھنا اسے گوارا نہ تھا۔کجا اس کے ساتھ دوبارہ سے کام کرتا۔عبداللہ سے کسی قسم کے تعلق کی بھی گنجائش نہ رہ گئی تھی۔عبداللہ کی چالاکیوں پر وہ حیران ہو رہا تھا۔

''کیا ساری جماعتوں کے لیڈر ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔؟یہ کیا اسلام ہے؟یہ کیسے لوگ ہیں یہ اشرف المخلوقات کا کون سا روپ ہے؟انسان کیا کرے؟کس کو سچا سمجھے۔۔۔؟''اس کے ذہن میں بے شمار سوالات تھے۔اس رات وہ اپنا مختصر سا سامان پیک کر کے ہوٹل میں چلا گیا تھا۔وہ اپنے شہر اسلام آباد سے صرف عبداللہ کیلئے لاہور رہ رہا تھا۔اب اسے واپس جانا تھا۔واپس جانے کا پروگرام بھی کتنے اذیت ناک حالات پیش آنے پر اس نے بنایا تھا۔اداسی نے اسے چاروں طرف سے اپنا شکار بنا رکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

''بابا۔۔۔!زندگی ایک سمندر ہے۔گہرا'وسیع'سمندر۔۔۔جس میں بے شمار دنیائیں ہیں۔اللہ تعالیٰ جس طرح مجھے مشاہدہ کرواتا ہے چیزوں کا۔۔۔میں حیران ہو جاتا ہوں۔''ڈاکٹر شناس خود کلامی کر رہا تھا۔آج اس کے بابا کی ڈیتھ کو ایک اور سال بیت گیا تھا۔وہ اس دن اپنے آپ کو حوصلہ دیتا تھا کہ اس نے بابا کی توقعات کے مطابق

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ہسپتال کو بہت بہتر بنانا ہے۔

وہ سوچ رہا تھا۔مزید پلاننگ کر رہا تھا۔کہ ایک بوڑھا مریض آ گیا۔اس کے بیٹے کا ایک ہفتہ قبل ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔اور وہ وہاں ایڈمٹ تھا۔

''ڈاکٹر صاحب! کیا ساری مصیبتیں میرے لئے ہی ہیں؟''بوڑھا آدمی ہمت ہار بیٹھا تھا۔

''اللہ اپنے پیاروں کا امتحان لیتا ہے پھر ان کا اجر بڑھاتا ہے۔''شاس نے اس کی ہمت بندھائی۔

''کیا میں ہی رہ گیا ہوں مصیبتوں کیلئے۔۔۔''وہ بدستور ناشکری کر رہا تھا۔

''دیکھیں! انسان کو صبر کرنا چاہیے۔''

''مگر ڈاکٹر صاحب! صبر کرنا بھی دل گردے کا کام ہے۔ہر کوئی تو صبر بھی نہیں کر سکتا ناں۔۔۔''

''لیکن انسان خود کو سمجھا تو سکتا ہے ناں۔۔۔بے صبری، ناشکری کر کے تو نقصان ہی ہے۔اللہ کی ناراضگی تو پھر انسان اللہ کی رضا پہ راضی کیوں نہ ہو۔''

ڈاکٹر شاس نے اس بوڑھے آدمی کو بہت سمجھایا تھا۔اس کے بعد وہ معمول کے مطابق مریضوں کو چیک کرنے میں لگ گیا۔اسی وقت اس کے موبائل پہ ایک کال آئی تھی۔

''السلام علیکم!''

''وعلیکم السلام!''

''ڈاکٹر شاس احمد؟''

''جی شاس ہی بات کر رہا ہوں۔''

''التقویٰ کی طرف سے رورل ایریا میں ایک لیکچر کا اہتمام کیا گیا ہے اور لیکچر کے بعد فری میڈیکل چیک اپ بھی۔ان علاقوں میں ہاسپٹلز تک نہیں ہیں۔ہمارے ساتھ ڈاکٹرز کی ایک ٹیم ہے اگر آپ ساتھ دیں تو بہت اچھا رہے گا۔معقول معاوضہ تو دیا

ہی جائے گا۔

''میں انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا اور فری کام کروں گا۔آپ ڈیٹ بتا دیں۔''

''اگلے ہفتے۔۔۔''

''او۔کے۔''

ڈاکٹر شاس نے ''التقویٰ'' کا نام سن رکھا تھا۔مگر مصروفیت کی وجہ سے اسے لیکچرز اٹینڈ کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔اب نیکی کے اس کام میں حصہ لینا اسے بہت اچھا لگ رہا تھا اور اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ضرور رورل ایریا میں جائے گا۔

ہفتہ بہت جلدی گزر گیا تھا۔''التقویٰ'' کے ذمہ داران نے دو، تین دفعہ کال کر کے اس سے اس کا پروگرام کنفرم کیا تھا۔ہفتے کو فجر کی نماز کے بعد روانگی تھی۔

ڈاکٹر شاس نے معمول کے مطابق تہجد پڑھی تھی۔قرآن مجید کی تلاوت کی تھی اور فجر کی نماز پڑھ کر تیار ہو گیا تھا۔اسے گھر سے پک کر لیا گیا۔دو جونیئر ڈاکٹرز تھے اور ایک ڈاکٹر شاس جس نے انہیں کمانڈ کرنا تھا۔سکالرز میں سے عبداللہ ساتھ تھا۔

ڈاکٹر شاس کو عبداللہ نے اپنی گاڑی میں بٹھایا۔یہ پانچ گاڑیوں کا قافلہ تھا۔عبداللہ نے اپنا تعارف کروایا تو ڈاکٹر شاس کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ وہ ان کی شہرت سے واقف تھا کہ عبداللہ کے لیکچرز لوگوں کو بہت پسند ہیں اور ان میں تبدیلی لاتے ہیں۔

اصل میں زاہد کے بعد ڈاکٹر شاس عبداللہ کا اپنا ٹارگٹ تھا۔ایسے اسلامک اور مخلص لوگوں کو وہ جماعت میں شامل کر کے ان سے کام لیتا تھا۔

یہ رورل ایریا آزاد کشمیر کا تھا۔جہاں انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔''التقویٰ'' کے کچھ کارکنان دو دن پہلے سے وہاں انتظامات سنبھالے ہوئے تھے۔کچھ کا تعلق اس علاقے سے بھی تھا۔

''خدمت اور دعوت'' یہ ہمارا طریقہ ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ جیسا قابل انسان بھی اس دفعہ ہمارے ساتھ ہے۔''عبداللہ نے ڈاکٹر شاس سے کہا تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

لیکچر جلد ہی شروع ہوا۔ بہت سادہ سے الفاظ سے عبداللہ نے لوگوں کو قائل کر لیا تھا۔ فنڈ بھی جمع کیا گیا تھا۔ فری میڈیکل کیمپ بہت کامیاب رہا تھا۔ ڈاکٹر شاس کو اندازہ ہوا کہ ایسے علاقوں میں صحت کی سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ عام ایم بی بی ایس ڈاکٹرز تک میسر نہ تھے۔ سٹیبلشمنٹ کا تصور ہی نہ تھا۔ پروگرام شام کے بعد ختم ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر شاس کو عبداللہ جماعت کے آفس بھی لے کر گیا اور آئندہ بھی اس سے تعاون کی درخواست کی جس کی اس نے فوراً حامی بھر لی۔

ڈاکٹر شاس کو عبداللہ نے "التقویٰ" کا بھرپور تعارف کروایا۔ جس سے وہ متاثر ہوا۔ وہ خود نیکی کے کاموں میں تعاون کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے بھی "التقویٰ" میں فوراً شمولیت اختیار کر لی۔ عبداللہ بہت خوش تھا۔ کیونکہ یہی اس کا ٹارگٹ تھا۔

زاہد کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ دوبارہ جماعت میں اس طرح سے کام نہیں کرے گا۔ ڈاکٹر شاس جیسا مخلص بندہ اسے زاہد کا متبادل لگ رہا تھا۔

"مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے "التقویٰ" میں شمولیت اختیار کر لی۔" عبداللہ نے خوشی کا اظہار کیا۔

"میرے لئے خود یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں نیکی کے کام میں تعاون کروں گا آپ کو جب بھی میری ضرورت ہوئی۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔" ڈاکٹر شاس ہمیشہ کی طرح عاجزی دکھا رہا تھا۔

"جزاک اللہ ۔۔۔ آپ جیسے نوجوانوں کی ہمیں ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔" عبداللہ نے گرم جوشی سے کہا۔

"یہ تو آپ کا بڑا پن ہے۔ آپ خود ماشاءاللہ اس قدر ٹیلنٹڈ اور نالج رکھنے والے ہیں کہ فخر ہوتا ہے کہ اسلام کا تعارف آپ جیسا انسان کروا رہا ہے اور میں نے کئی دفعہ سنا مگر اس قدر پراثر لیکچر میں نے تصور نہیں کیا تھا۔ زندگی میں پہلی دفعہ اندازہ ہوا کہ لیکچرز بھی فوراً زندگیاں بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر شاس نے کھلے دل سے تعریف کی اور عبداللہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد وہ دونوں رخصت ہوئے۔ ڈاکٹر شاس اس قدر مطمئن اور خوش تھا۔ کہ اسے ذرا بھی تھکاوٹ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ قرآن کی آیت اسے یاد آ رہی تھی کہ "نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو"۔

وہ اللہ کیلئے یہ تعاون کرنے پر تیار تھا اور بہت کام کرنا چاہتا تھا۔

☆ ☆ ☆

حسنہ شاہ شہر کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کے پرنسپلز سے انٹرویوز لے رہی تھی۔ رومان اس کے ساتھ پہنچی تھی۔ اس کو چیف ایڈیٹر نے ایک اور پراجیکٹ دیا تھا۔

حسنہ شاہ "ہوسٹل میں مقیم طلبہ کی اخلاقیات" کے موضوع پر کام کر رہی تھی۔ اس کا جو نالج تھا اور جو اسے اندازہ تھا وہ اس نے لکھ لیا تھا مگر اب مختلف لوگوں سے مل کر جو اسے پتہ چل رہا تھا وہ حیران ہو رہی تھی۔

بورڈنگ سے لے کر وہ یونیورسٹیز کے ہوسٹلز تک کے بارے میں جاننے کے لئے اسے بہت سی جگہوں پر جانا پڑا تھا اور وہ حیران رہ گئی تھی کہ تعلیمی اداروں میں ہو کیا رہا ہے؟ منشیات کا استعمال عام تھا۔ اسلحہ کی نمائش کی جاتی تھی۔ فضول موویز دیکھنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔

"جن بچوں کو بہت چھوٹی عمر میں بورڈنگ میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے والدین سے اس طرح سے اٹیچ نہیں ہو پاتے جس طرح والدین کے ساتھ رہنے والے بچے ہوتے ہیں۔ بچے بہت نازک ہوتے ہیں ان کی تربیت کو نظرانداز کر کے ہم خود ان کی شخصیت میں خلا پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ہم نے بچوں کو بالکل اگنور کر دیا ہے اور وہ پھول جیسے معصوم بچے ایڈونچر کے شوق میں کیا کیا کر رہے ہیں؟ کسی کے پاس سوچنے کا وقت نہیں۔ میڈیا نے بچوں سے ان کی معصومیت چھین لی ہے۔ وہ اپنی عمر سے بڑھ کر باتیں جانتے ہیں۔" یہ دیکھتے ہوئے حسنہ خود بھی اداس ہو رہی تھی۔

اکثر اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ملک کے حالات اسے اپ سیٹ کرتے تھے۔ وہ بہت

Courtesy www.pdfooksfree.pk

حساس تھی اور جب ہر میدان میں بری حالت سے اس کا واسطہ پڑتا ہے تو وہ پریشان ہوتی ہے کہ اس ملک کا کیا ہوگا۔ کالجز میں اس نے دیکھا کہ کمپیوٹرز اور انٹرنیٹ طلبہ چوبیس گھنٹے استعمال کرتے اور وہ ویب سائٹس بھی دیکھتے جو انتہائی فضول تھیں۔ بہت سے اسٹوڈنٹس کالج میں آتے ہی ریڈ لائٹ ایریا جانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔گرل فرینڈز، ڈیٹس وغیرہ تو عام بات تھی۔

یونیورسٹیز میں سٹوڈنٹس ایک دوسرے کا مرڈر تک کر دیتے تھے۔ بے شمار تنظیمیں وہاں کام کر رہی تھیں جو کام سے زیادہ آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت میں لگی ہوتی تھیں۔ ایک ایک یونیورسٹی میں پندرہ پندرہ تنظیمیں کام کر رہی تھیں۔

حسنہ شاہ جب ایک ہفتہ بعد فارغ ہو کر آفس پہنچی تو رومان سے ملاقات ہوئی۔

"کیسا گزرا ہفتہ۔۔۔؟"

"بہت مصروف۔۔۔مگر اداس تھی۔"

"نہ اداس ہوا کرو۔ اب تو یہ معمول کی بات ہے کہ جس فیلڈ میں کام کرنے نکلو وہاں کی حالت خراب ہی ملتی ہے۔"

"مگر۔۔۔سوچتی ہوں رومی! ہمارے پیارے وطن پاکستان کا کیا ہو گا۔۔۔؟"

"کیا اتنی قربانیاں ہمارے بزرگوں نے اس لیے دی تھیں کہ ہم آزاد ہو کر ہر چیز سے آزاد ہو جائیں مذہب اور اخلاقیات سے بھی۔۔۔اور مغرب کے غلام ہو جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر کرتے اپنی من مانیاں ہیں۔ اسلام کے احکامات پر عمل ہی نہیں ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو مگر کہاں کہاں تبدیلی آئے گی۔ یہاں عوام خود ایسے لوگوں کو منتخب کرتے ہیں جو وزارت حاصل کر کے ان کی بھلائی کو بھول جاتے ہیں۔"

"دیکھو بات کہاں سے چلی تھی اور کہاں پہنچی۔۔۔؟"

"یاد رہے جب ہم نے عدلیہ کا یہ کام کیا تو کس قدر دکھ ہوا تھا۔ ہمارے ملک میں انصاف مہنگا ہی نہیں کبھی کبھی ناممکن بھی ہے۔ تعلیم، صحت و صفائی، ریلوے، زراعت سب یہ کام کر کے کتنا دکھ ہوا تھا۔۔۔ہمارے ملک میں کون سا محکمہ ٹھیک ہے بتا دو۔۔۔!"

"یہ تو بہت دلچسپ سوال ہے۔۔۔اس پہ ملکی سطح پہ سروے ہونا چاہیے۔" دونوں مسکرائیں تھیں۔

پھر حسنہ نے اسے اپنے بے شمار پرسنل تجربات بتائے تھے کہ بہت سے لوگوں کو حکمت عملی سے اس نے گائیڈ کیا اور ان میں بہت تبدیلی آئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم لوگوں کو ایجوکیٹ کریں گے تو محنت رائیگاں نہ جائے گی اگر سو میں سے ایک بندہ بھی اثر لے لے تو آہستہ آہستہ بات بڑھے گی۔"

"گڈ! یہی تو میں سمجھا رہی ہوں۔"

ہاف ڈے کی وجہ سے وہ دونوں آفس سے فارغ ہو کر شاپنگ کیلئے گئی تھیں حسنہ شاہ ہمیشہ بہت سستی چیز خریدا کرتی تھی۔ رومان اس سے پوچھتی تھی۔

"کہ وہ کیوں ایسا کرتی ہے مگر وہ نہیں بتاتی تھی۔۔۔" اصل میں حسنہ شاہ اچھے کاموں پہ رقم خرچ کر دیتی تھی۔ اسے ان عورتوں سے بہت ہمدردی ہوتی تھی جن کا دنیا میں کوئی سہارا نہ تھا۔ وہ ایسی عورتوں کو تلاش کر کر کے ان کی مدد کرتی۔ یہ سب اسے اطمینان دیتا تھا۔

حسنہ شاہ جتنی اچھی تھی حقیقت میں اس سے بڑھ کر اچھی تھی۔ وہ نیکی کے بے شمار کام کرتی مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتی۔۔۔اور مزے کی بات یہ تھی کہ ایسے ایسے لوگ اکثر مل بھی جاتے تھے جو بہت مستحق ہوتے اور انہیں مدد کی ضرورت بھی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ واقعی کسی کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔۔۔حسنہ شاہ کے ذریعے وہ اپنے بندوں کی مدد کروا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

ہوسٹل۔۔۔زاہد آوارہ گردی کرنے نکلا تھا۔ جب سے اسے عبداللہ کی اصلیت

Courtesy www.pdfooksfree.pk

کا پتہ چلا تھا وہ بہت فیڈ اپ تھا۔ اس وقت بھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ہر چیز کو تباہ و برباد کر دے۔ ہر طرف آگ لگا دے۔

"میں نے کوئی گناہ نہیں کیا مگر عبداللہ کی نظر میں گناہ گار ہوں۔۔۔ ہاں اب میں سب کچھ کروں گا۔ تا کہ کوئی مجھ پہ انگلی اٹھائے تو مجھے افسوس تو نہ ہو۔۔۔" زاہد نے بوجھل دل سے سوچا۔ اس نے پھر ایک کال گرل کو ہائیر کیا تھا اور بیئر لے کر ہوٹل پہنچا تھا۔

لارج بیگ چڑھاتے ہوئے اس کا ضمیر چوں چراں کر رہا تھا۔ مگر غصے میں اس نے پرواہ ہی نہ کی۔ نشہ اس کے دماغ میں چڑھ گیا تھا اور وقتی طور پر وہ سارے دکھوں سے آزاد ہو گیا تھا۔ اسے لگا جیسے وہ کسی اور دنیا میں ہے وہ اول فول بک رہا تھا۔ اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔ غم اسے ایک مدہم نقطہ لگ رہا تھا جو لمحہ اس سے دور ہوتے جا رہے تھے۔ مزید دور۔۔۔

"سب جھوٹ ہے۔۔۔ یہ دنیا جھوٹ ہے۔۔۔ لوگ بھی جھوٹ ہیں۔۔۔ اور عبداللہ۔۔۔ سب سے بڑا۔۔۔ سب سے بڑا جھوٹ۔۔۔" وہ با آواز بلند بولا۔

"دنیا ری دنیا۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ ویری گڈ!
دنیا والے۔۔۔ ویری بیڈ ویری بیڈ
گورے گورے مکھڑے۔۔۔ دل کالے کالے۔۔۔"

پرانا انڈین سانگ اسے بہت یاد آ رہا تھا اور وہ اسے گانے لگا جیسے اس کے علاوہ کوئی اور سمجھ بھی نہیں سکتا تھا۔

اب کال گرل کے آنے پر اسے ذرا کراہیت نہ ہوئی۔ ڈرنک کرنے کی وجہ سے اس کا دماغ ٹھکانے پر تھا بھی نہیں۔۔۔ اس لیے وہ کچھ سوچ نہ سکا۔

صبح جب وہ اٹھا تو اس کا سر چکرا رہا تھا اور منہ بے حد کڑوا تھا۔ اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"عورت اور بیئر۔۔۔ کتنا چارم ہے دونوں چیزوں میں۔۔۔ یہ میرے غم بھلا

دیں گی۔"

اب اس کی سوچ بدل رہی تھی۔

پورا ہفتہ وہ لاہور رہا تھا اور اپنے نامہ اعمال میں بہت سے گناہوں کا اضافہ کروا لیا تھا۔ زاہد مرزا۔۔۔! واقعی پیور نہیں رہا تھا۔ وہ گناہ کی دلدل میں گر چکا تھا۔ اپنے آپ سے انوکھا انتقام لے رہا تھا۔

یہ وہی زاہد مرزا تھا جو سچے دل سے عبداللہ کے ساتھ کام کیا کرتا تھا۔ اس نے دن اور رات کا فرق مٹا دیا تھا۔ مگر صرف ایک جھٹکا جو عبداللہ کی طرف سے اسے لگا تھا اس نے بالکل مختلف انسان بنا دیا تھا۔ وہ تو عبداللہ کے لیے اپنے گھر تک سے دور ہو گیا تھا۔

تین بھائیوں میں اس کا نمبر تیسرا تھا۔ والدین کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔ بڑے دونوں بھائی میرڈ تھے اور اکٹھے بزنس کرتے تھے۔ زاہد ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا تھا بلکہ جماعت میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ مگر زاہد ان کے ساتھ سلیپنگ پارٹنر کی حیثیت سے شامل ضرور تھا۔ وہ اپنی جان 'مال' انرجی' صلاحیت ہر چیز جماعت پہ لگاتا رہا تھا۔ مگر اب اسے نفرت ہو گئی تھی۔ جماعت سے اور سارے لوگوں سے۔۔۔ ایک انسان کی غلطی نے اسے سب سے بدظن کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔

"جو چاہو کرو
جیسے چاہو جیو"

یہ نعرے زاہد کو بہت پرکشش لگ رہے تھے۔ اور ان باتوں کے سحر میں جکڑا ساری حدیں پار کر گیا تھا۔۔۔ یہ سرگرمیاں تب ختم ہوئیں جب اس کا بینک اکاؤنٹ خالی ہو گیا تب اس کی ذرا آنکھیں کھلیں وہ برائی کو مزید خریدنے کا اہل نہ رہا تھا۔ اب اس نے واپس اسلام آباد جانے کا ارادہ کر لیا۔ وہ جاتے ہوئے کسی سے نہیں ملا تھا۔ حالانکہ بہت سے اچھے لوگوں سے دوستی تھی مگر وہ جاتے ہوئے کسی کے ساتھ ریلیشن نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ ساری یادوں کو لاہور میں ہی دفن کر کے نئے سرے سے زندگی شروع کرنا چاہتا تھا۔ لاہور میں اس نے بہت سے نیوز پیپرز جوائن کر رکھے تھے جس میں وہ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"التقویٰ" اور "عبداللہ" کی تعریفوں پہ مشتمل کالم لکھتا تھا۔عبداللہ کی شہرت میں جہاں اس کی اپنی خوبیاں تھیں وہاں زاہد کے کالمز کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔اب زاہد کو خود پہ غصہ آ رہا تھا کہ وہ ایک ایسے شخص کی تعریف کرتا رہا جو کسی بھی قابل نہیں ہے۔۔۔

گھر میں اس نے سرپرائز دینے کا سوچا اور جب وہ گھر پہنچا تو سب بہت خوش ہوئے۔ان کا جوائنٹ فیملی سسٹم تھا۔بڑے بھائی کے دو چھوٹے بچے تھے جبکہ چھوٹے بھائی کی شادی کو ابھی ایک سال ہی ہوا تھا۔زاہد کی آمد پر سب بے تحاشہ خوش ہوئے اور جب زاہد نے بتایا کہ وہ بزنس میں ان کی مدد کرے گا تب دونوں بھائیوں نے سکون کا سانس لیا۔وہ تو پہلے ہی زاہد کے لاہور رہنے اور جماعت میں شمولیت کے خلاف تھے مگر زاہد کی ضد کے سامنے وہ کچھ کر نہ سکتے تھے۔اب جب زاہد نے خود واپسی کی راہ اختیار کی تھی تو انہوں نے اسے پرجوش طریقے سے خوش آمدید کیا تھا۔زاہد سوچ رہا تھا کہ اب تو اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہا۔بس وقت گزارنا ہے اس نے اور اس کے لیے بزنس بہت بہتر تھا۔

لاہور میں گناہوں کی دلدل میں جو اس نے چھلانگ لگائی تھی۔اس پر اسے اب حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے کیا کیا۔۔۔؟ بہت عجیب بات تھی کہ زاہد مرزا جیسا پیور بندہ گناہ کبیرہ کر بیٹھا تھا اور اب حیران ہو رہا تھا کہ اس نے لاشعوری طور پر وہ گناہ کیے ہیں۔حالانکہ گناہ کبھی بھی لاشعوری نہیں ہوا کرتے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ اپنے مرضی کے مطابق چاہے تو نیک کام کرے یا برے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی دے رکھی ہے۔۔۔اور انسان اس آزادی کا بہت غلط فائدہ اٹھاتا ہے۔وہ بھول جاتا ہے کہ دنیا آزمائش ہے۔وہ گناہ کی وقتی لذت اور عجیب فلاسفی انسان کو نیکی کے راستے سے دور لے جاتی ہے۔وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔۔۔واپس آنے کی کوشش ترک کر کے برائی میں اور گہرا ہو جاتا ہے۔۔۔مگر زاہد مرزا تو نادم تھا کہ اس نے کیا کر دیا۔۔۔؟

☆ ☆ ☆

"میں عبداللہ بات کر رہا ہوں۔میڈم مریم! سے بات کرا دیں۔"

"میں مریم ہی بول رہی ہوں۔"

"التقویٰ کے خواتین ونگ میں ہمیں آپ جیسی ٹیلنٹڈ خواتین کی ضرورت ہے۔امید ہے کہ آپ ضرور ہمارے ساتھ شامل ہوں گی۔"

"انشااللہ"

پھر عبداللہ نے مریم کو لیڈیز ونگ کے بارے میں بتایا تھا اور مریم تو بہت زیادہ خوش تھی۔مریم لاہور میں اپنی خالہ کے پاس رہتی تھی۔اس کی ڈائیورس ہو چکی تھی خالہ کے دو بیٹے تھے اور وہ دونوں فارن میں سیٹ ہو چکے تھے۔اس لیے مریم ان کے پاس آ گئی تھی۔مریم کی ڈائیورس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا صرف ایک ماہ کے بعد سسرال والوں نے اسے رخصت کر دیا تھا۔اس کا ہسبینڈ بھی اچھا نہ تھا۔یہ سب مریم کیلئے بہت بڑا شاک تھا مگر اس نے خود کو کمپوز کیا اور اسلام کا کام شروع کر دیا۔وہ اکثر سٹوڈنٹس کیلئے لیکچرز ارینج کرتی تھی۔خود وہ پرائیویٹ کالج میں پرنسپل تھی۔اسنے ہسٹری میں ایم۔فل کر رکھا تھا۔عمر تقریباً چھتیس سال تھی مگر وہ اپنی عمر سے بہت کم لگتی تھی۔

لمبے، گھنے بال، ذہین آنکھیں، چمکدار سفید رنگت اور چہرے پر بے پناہ معصومیت۔۔۔یہ مریم خان تھی۔۔۔خالہ نے اسے شادی کیلئے بہت قائل کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس کا پہلا تجربہ اس قدر اذیت ناک تھا کہ ساری خوش فہمیاں ختم ہو چکی تھیں وہ اب شادی کرنا ہی نہ چاہتی تھی۔اس نے ایک بچہ اڈاپٹ کر لیا تھا اور اسے پال رہی تھی۔بچہ ابھی صرف چار سال کا تھا۔علی خان۔۔۔وہ سکول گوئنگ تھا اور مریم خان اس پر بہت محنت کرتی تھی۔

عبداللہ کے فون پر اسے بے تحاشہ خوش ہوئی تھی۔اسے لگتا تھا کہ ملک کے صدر نے اسے کال کیا ہے۔

"میں "التقویٰ" کے ساتھ ضرور کام کروں گی۔" یہ کتنے اعزاز کی بات ہے کہ عبداللہ جیسے سکالر کے لیے کام کرنے والے اور اسلام کا نالج رکھنے والے لوگوں کی وہ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

بہت عزت کیا کرتی تھی اور پھر عبداللہ تو ایک ایجڈ اور میچور سکالر کے طور پہ مشہور تھے جلد ہی کالج میں مریم نے ایک پروگرام رکھا جس میں عبداللہ کا لیکچر رکھوایا۔ یہ بہت اہم پروگرام ثابت ہوا۔۔۔اڑھائی / تین گھنٹے کا زبردست لیکچر عبداللہ نے دیا تھا کہ سب امپریس ہو گئے، لیکچر کے بعد سوالات کا جو سلسلہ چلا تو وہ مزید ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ سب طالبات نے بہت دلچسپی دکھائی۔ مریم بہت مطمئن تھی۔ عبداللہ بھی خوش تھا کہ مریم نے بہت تعاون کیا ہے۔ شام کو اس نے مریم کو کال کی تھی۔

"بہت خوشی ہوتی ہے آپ جیسی خواتین کا پور جذبہ دیکھ کر"

"کیوں شرمندہ کرتے ہیں آئی ریسپیکٹ یو سر۔۔۔!"

"مریم صاحبہ! ریسپیکٹ تو آپ کی میرے دل میں بہت ہے۔ میں بیان نہیں کرسکتا کہ مجھے کس قدر اطمینان ہوا آج کے پروگرام سے۔۔۔اب میں امید رکھوں کہ آپ آئندہ بھی ایسے شاندار پروگرام کرائیں گی۔"

"انشااللہ اس سے بھی اچھے۔۔۔"

"ہم لوگ یہی چاہتے ہیں کہ آپ جیسے خوبیوں والے لوگ ہمارے ساتھ آئیں تاکہ اسلام کا کام بہت امپریسو طریقے سے ہو۔۔۔لوگ بھی دیکھیں کہ ایجوکیٹڈ لوگ اسلام میں اس قدر انوالو ہیں تو یقیناً یہ کچھ دیکھ کر ہی آئے ہیں۔"

"خوبیاں تو ماشااللہ آپ میں بھی ہیں سر! ہم لوگ تو بس۔۔۔"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے آپ کی تو سب تعریف کرتے ہیں اسی لیے میں نے آپ سے رابطہ کیا۔۔۔میرا اندازہ اللہ کے فضل سے کبھی غلط ثابت نہیں ہوتا ہے اور دیکھیں اب بھی نہیں ہوا۔۔۔"

"جزاک اللہ سر!"

"او۔کے فی ایمان اللہ۔۔۔پھر بات ہو گی۔"

"فی ایمان اللہ۔"

عبداللہ کو مریم کے بارے میں ایک جماعت کے کارکن نے بتایا تھا وہ بھی مریم

کی خوبیوں سے امپریس ہوا تھا اور مریم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے عبداللہ سے ہیلپ مانگی تھی۔ احمد، مریم کا ہی ایچ فیلو تھا اور گورنمنٹ کالج میں اردو پڑھاتا تھا۔

"مریم خان بہت ٹیلنٹڈ ہیں۔ آپ اگر بات کریں تو اثر ہوگا اور پھر ہم دونوں جماعت کا کام بہت اچھے طریقے سے کریں گے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔کوشش کریں گے۔"

"بہت دعائیں آپ کیلئے۔۔۔"

احمد کے جانے کے بعد عبداللہ نے سوچا تھا کہ "وہ مریم جیسی ٹیلنٹڈ خاتون کو جماعت میں ضرور ملائے گا۔۔۔مگر خود بھی استفادہ کرے گا۔"

"یہ پھول میرے کالر پہ بھی سج جائے تو کیا ہے۔۔۔" مریم کے حوالے سے عبداللہ نے سوچا تھا۔۔۔عبداللہ کے سارے پلان ہمیشہ آسانی سے کامیاب ہو جاتے تھے۔۔۔اب مریم عبداللہ کی عزت کرتی تھی۔ اس لیے اس نے جماعت کے کام کے حوالے سے اسے اچھا رسپانس دیا تھا۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ عبداللہ کے دل میں اسے جال میں پھانسنے کا منصوبہ پنپ چکا ہے۔۔۔مریم خان ان بہت سے لوگوں میں سے تھی جو اسلام کا لیبل لگانے والوں کا بہت احترام کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ایسے لوگ دل و جان سے اسلامک ہوتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

"زاہد۔۔۔! میرے کام کا کیا بنا۔۔۔؟" عبداللہ نے زاہد کو فون پہ پوچھا تھا۔

"کام نہیں ہوسکا۔۔۔؟" زاہد نے سکون سے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے میرے ساتھ گیم کھیلی۔ سی ڈی بھی مجھ سے لے لی اور کیا بھی کچھ نہیں۔" عبدالرحمان نے اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں! میں نے کوئی گیم نہیں کھیلی۔۔۔میں تمہیں ساری بات بتاؤں

Courtesy www.pdfooksfree.pk

گا۔۔۔" زاہد ذرا بھی شرمندہ نہ ہوا۔

"تم آج کل کہاں ہو۔۔۔؟ لاہور میں تو ہرگز نہیں ہو۔" اس نے تفتیش کی۔

"ہاں! میں اسلام آباد میں ہوں۔" زاہد نے فوراً بتادیا۔

"ویسے دس دن کے بعد میں خود اسلام آباد آ رہا ہوں۔۔۔کیا ہے اگر ملاقات ہو جائے۔" عبدالرحمان نے پروگرام بتایا۔

"او۔کے۔ میں تم سے ملوں گا۔" زاہد نے رضامندی ظاہر کی۔

دس دن کیا عبدالرحمان تو ساتویں دن ہی اسلام آباد پہنچ گیا تھا۔ زاہد اس سے آفس میں نہیں ملا تھا بلکہ ایک ریسٹورنٹ میں اسے بلایا تھا۔

"سوری عبدالرحمان! میں وعدہ پورا نہ کر سکا۔۔۔کیونکہ عبداللہ سب کچھ جان چکا ہے۔" زاہد نے بتایا اور پھر اسے ساری سٹوری بھی سنادی۔

"زاہد مرزا! تم واقعی ایک سادہ انسان ہو۔۔۔اب کیا ارادہ ہے۔۔۔؟"

عبدالرحمان مسکرایا۔

"پتہ نہیں۔۔۔دل تو کرتا ہے کبھی کہ جاؤں اور عبداللہ کو شوٹ کر آؤں۔"

زاہد کو غصہ آ رہا تھا۔

"چھوڑو یار۔۔۔! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم جماعت کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دو۔۔۔تمہارے جیسے بندے نہیں چل سکتے۔۔۔بزنس بہت اچھا ہے۔۔۔تم گھر بساؤ اور آرام سے رہو۔۔۔یہ بہت مختلف سا مشورہ ہے اور تمہیں اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر دے رہا ہوں۔" عبدالرحمان جذباتی ہوا اور زاہد بھی حیران ہوا۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ عبدالرحمان بہت عجیب انسان ہے۔

ایک دم سے زاہد کو خیال آیا کہ شاید وہ بھی عبداللہ کی اصلیت جان کر ایسا ہو گیا ہو گا۔

"کیا تم بھی عبداللہ سے فیڈ اپ ہو کر ایسے بن گئے تھے۔" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"اچھا سوال ہے۔۔۔جماعتوں میں شاید ایک نہیں کئی کئی عبداللہ ہوتے ہیں میں صرف ایک عبداللہ کی وجہ سے نہیں بلکہ بے شمار عبداللہ دیکھ کر ایسا ہوا ہے۔ کبھی میں بھی تمہارے جیسا تھا۔۔۔" عبدالرحمان آج بالکل مختلف لگ رہا تھا۔

"تم برا نہ مناؤ تم مجھے اپنی کہانی سنادو۔۔۔" زاہد نے درخواست کی۔

"میں نے یونیورسٹی میں محبت کی تھی۔ ہالہ احمد سے۔۔۔وہ بہت امیر تھی۔ اسے مجھ سے محبت بھی نہ تھی مگر میں نے کوشش کر کر کے اس کا دل جیت لیا۔ اسے احساس دلایا کہ مجھ سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی بھی سوٹ ایبل نہیں ہو سکتا۔ یونیورسٹی میں میں ایک ذہین سٹوڈنٹ تھا۔ مجھ میں دولت کے علاوہ ہر خوبی تھی۔ مگر ہالہ کے والدین نے مجھے ریجکٹ کر دیا۔ جب اس نے ضد کی تو انہوں کی ہالہ کی شادی مجھ سے کر دی مگر اس سے سارے تعلق ختم کر دیئے۔۔۔شادی کے بعد ہالہ نے بہت تعاون بھی کیا اکلوتا بیٹا تھا اس لیے والدین اور بہنیں پریشان تھیں۔ ہالہ کو بھی احساس دلایا جاتا تھا۔ وہ تنگ آ گئی۔ حالانکہ میں اس سے محبت کرتا تھا۔ پتہ ہے اس نے ایک دن کیا کہا۔

"عبدالرحمان۔۔۔! مجھے آزاد کر دو۔ میں نے پانچ سال اذیت میں گزارے ہیں۔ میرا دل مر گیا ہے۔ اٹس ٹو مچ۔ اب میں مزید نہیں رہ سکتی اس جہنم میں۔۔۔سب کہتے ہیں کہ شادی جوا ہوتی ہے اور یہ جوا ہالہ احمد ہار گئی ہے بہت بری طرح۔۔۔اگر مجھے ان حالات کا اندازہ ہوتا تو میں پہلے ہی عقل کے ناخن لیتی۔"

یہ سن کر میں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔۔۔بس ہالہ کو آزاد کر دیا۔ وہ فارن جا چکی ہے۔ میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ دونوں بہنوں کی شادی ہو چکی ہے اور میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ تب میں نے جماعت جوائن کی۔۔۔مگر مجھے کوئی اچھا بندہ جماعت میں ملا ہی نہ۔۔۔حالانکہ جماعت میں کچھ اچھے لوگ تو ہیں۔۔۔مجھے ہر قدم پہ ایک سے بڑھ کر ایک عبداللہ ملا۔۔۔اور پھر جو۔۔۔مکسچر بنا وہ تمہارے سامنے ہے۔۔۔" عبدالرحمان نے دکھ سے ساری کہانی سنادی تھی۔

"تم میرے ساتھ بزنس کر لو۔ اس گندی دنیا کو چھوڑ آؤ۔" زاہد نے فوراً آفر

Courtesy www.pdfooksfree.pk

کی۔

"تھینک یو۔۔۔جب کبھی ضرورت پڑی تو آ جاؤں گا۔فی الحال تو کوئی ارادہ نہیں ہے۔بس تم بچ جانا اس جال سے جس میں میں پھنس چکا ہوں۔۔۔"عبدالرحمان نے نصیحت کی۔

"تم خود بھی بچو ناں۔۔۔"زاہد کو اس سے ہمدردی ہو رہی تھی۔

"ہوں۔۔۔تم نہیں سمجھو گے۔۔۔چھوڑو اس ٹاپک کو۔۔۔لاہور آئے تو تب ملاقات کرنا۔اب مجھے جلدی بھی ہے۔۔۔"عبدالرحمان کو کچھ یاد آیا۔

ڈنر انہوں نے بالکل بھی اچھی طرح نہیں کیا تھا۔زاہد اداس ہو گیا تھا اور عبدالرحمان کو جانے کی جلدی تھی اور پھر وہ چلا گیا۔

گھر جاتے ہوئے زاہد سوچ رہا تھا کہ بہت برے نظر آنے والے لوگوں کے برا بننے کی وجہ بھی ضرور ہوتی ہے۔بہت کم جرم ایسے ہوتے ہیں جو جرائم صرف ایک انٹرٹینمنٹ یا ایڈونچر کی وجہ سے کرتے ہیں اور ایسے مجرم ہوتے بھی مغرب میں ہیں۔

"تو کیا عبداللہ کو بھی کوئی مسئلہ ہو گیا ہوگا۔۔۔؟"اچانک ایک سوال اس کے ذہن میں آیا تھا اور اس کا جواب جاننے کے لیے وہ بے چین ہو گیا تھا۔

آج اس نے عبدالرحمان جیسے؟ بندے کی زندگی کا ایک مختلف گوشہ جان لیا تھا۔اسے عبدالرحمان سے بہت ہمدردی ہوئی تھی اور اس کا دل چاہا تھا کہ وہ پہلے جیسا ہو جائے۔۔۔"کیسے۔۔۔؟"یہ خود زاہد کو بھی نہیں پتہ تھا۔

☆ ☆ ☆

"لگتا ہے کپڑے کی پاکستان میں کمی ہو گئی ہے۔شرم آتی ہے ان خواتین کو دیکھ کر۔۔۔"حسنہ نے تاسف سے کہا۔

اس پروگرام میں وہ صرف چیف ایڈیٹر کے اصرار پر آئی تھی ورنہ کوئی ارادہ نہ تھا۔

"پتہ ہے حسنہ! پچھلے ہفتے میں نے صلاح الدین ایوبی کے باڑے میں ایک

بڑی سی بک پڑھی۔اس زمانے میں عورتیں وہ وہ کام کرتی تھیں کہ توبہ۔خراب قسم کی ہوتی تھیں اور بہت سے نوجوانوں کو گمراہ کر دیتیں۔۔۔۔یہ سب پڑھ کر بہت الجھن ہوتی۔"رومان نے ہمیشہ کی طرح اس کے نقطۂ نظر کو سپورٹ کیا تھا۔

وہ دونوں ایک این جی او کے پروگرام میں آئی ہوئی تھیں۔پروگرام کیا تھا نہری کارروائی۔حسنہ شاہ ملکی این جی او کے پروگرام کے بارے میں پہلے پہل اچھی رائے رکھتی تھی۔بعد میں پتہ چلا تھا کہ سو میں سے شاید ایک جماعت کچھ کام کر رہی تھی باقی سب صرف نام کی ہی تھیں۔

"سٹیج پر ایک خاتون اپنی این جی او کے اوصاف بیان کر رہی تھیں۔ان کی باتوں سے لگتا تھا کہ خواتین کے لئے اس سے بڑھ کر اچھا کام کرنے والی کوئی این جی او ملک بھر میں نہیں ہے۔سب سے زیادہ وہ اپنے ادارے "بہت" کی تعریف کر رہی تھی کہ کس طرح اس میں بے سہارا خواتین کو پناہ دی جاتی ہے۔انہیں سیٹ کیا جاتا ہے۔انہیں رہائش اور خوراک مہیا کی جاتی ہے۔"

حسنہ شاہ کو یاد آیا۔وہ اس ادارے "بہت" میں گئی تھی۔تب وہ جرنلزم میں نئی نئی آئی تھی۔وہ وہاں ایک بے سہارا لڑکی بن کر آئی تھی اور پھر اس پہ انکشافات ہوئے تھے وہ شاکٹ ہو گئی۔وزٹ کے لیے آنے والے ایلیٹ کلاس کے افراد کو خواتین پسند آ جاتی تھیں "بہت" کی انچارج انہیں مہیا کر دیتی تھیں۔یہ تھی اصلیت۔۔۔۔پھر حسنہ شاہ نے نیوز پیپر میں بہت کچھ لکھا تھا۔وہ اس لحاظ سے لکی تھی کہ اسے پہچان بنانے میں وقت نہیں لگا تھا بلکہ وہ فوراً چھا گئی تھی۔ہر فیلڈ میں اچھائی اور برائی ضرور ہوتی ہے۔حسنہ شاہ اچھائی کی تعریف کیا کرتی تھی اور برائی کو بے نقاب۔۔۔اتنے بہت سے جرنلسٹ میں حسنہ شاہ کا اپنا نام اور مقام تھا۔

رومان فوٹوگرافی کر رہی تھی اور حسنہ شاہ مشاہدہ کر رہی تھی۔حسنہ کی قوت مشاہدہ ہمیشہ سے ہی بہت سٹرونگ تھی۔

میک اپ سے اٹے چہرے۔قیمتی ڈریسز پہنے خواتین آزادی نسواں کے حق

Courtesy www.pdfooksfree.pk

میں دلائل دے رہی تھیں۔ بہت سی خواتین کی باتیں قائل کرنے والی تھیں مگر حقیقت میں وہ باتیں کافی نہ تھیں۔

"عورت کو ہر طرح کی آزادی ہونی چاہیے۔۔۔ مگر مرد اس پر ظلم کرتا ہے۔ اسے ہمیشہ اپنی مرضی سے چلانا چاہتا ہے۔ عورت ظلم کی چکی میں پس رہی ہیں۔ ہر کوئی اسے غیر اہم اور ارزاں چیز سمجھ کر اگنور کرتا ہے۔ ہر سطح پہ عورت کا استحصال ہو رہا ہے۔ معاشرے میں عورتوں کے حقوق نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان پر اس قدر ظلم روا رکھا جاتا ہے کہ جینا مشکل کر دیا جاتا ہے۔ کہیں اسے زندہ جلا دیا جاتا ہے تو کہیں جیتے جی مار دیا جاتا ہے۔ مظلومیت کا دوسرا نام عورت ہے۔۔۔ مردوں کے اس معاشرے میں عورت کی اہمیت بنانا جانِ جوکھوں کا کام ہے۔۔۔ مگر اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی پڑتی ہے۔"

"بہت" کی نگران جوش و خروش سے تقریر جھاڑ رہی تھیں۔

اب حسنہ شاہ بور ہو رہی تھی۔ کیونکہ ایسی باتیں وہ ہزار دفعہ سن چکی تھی۔ پروگرام رات گئے ختم ہوا تھا۔ وہ اور رومان بہت تھک گئی تھیں۔

"حسنہ! تمہارے خیال میں کیا آج کی عورت مظلوم ہے؟" رومان نے پوچھا تھا۔

"سب کہہ رہے ہیں تو ہم بھی مان لیتے ہیں۔" حسنہ نے بے نیازی سے بتایا۔

"بھئی تمہاری رائے پوچھ رہی ہوں تم کیا کہتی ہو۔۔۔ سچ بتانا۔۔۔" رومان نے بیتابی سے پوچھا۔

"سنو پھر! عورت واقعی مظلوم ہے۔۔۔ مگر جو ظلم اس پر مرد نے کیا ہے اب وہ اس کا بدلہ لے رہی ہے۔ حالانکہ خود اپنے آپ کو بھی اذیت دے رہی ہے لیکن مردوں کو اپنے پیچھے پاگل بھی بنا رکھا ہے۔ دنیا میں پچاس فیصد سے زائد گناہ عورت کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ عورت نے خود کو ستا کر لیا۔ اب "شکاری" بن گئی ہے۔ مرد نے ماضی میں اسے ذلیل و خوار کیا اور اب عورت اپنے ساتھ ساتھ مردوں کی بھی عاقبت برباد کر رہی

ہے۔ ہاں! اگر عورت کو اچھا ماحول مل جائے تو وہ ضرور پیور رہتی ہے۔ عورت بڑی چیز ہے۔ اس میں پلاننگ کی صلاحیت بھی ہے۔ عورت کیا نہیں کر سکتی۔۔۔؟ اب تو پاکستان میں بھی خواتین ایف۔ 16 چلا رہی ہے۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ معاشرے میں عورت کو جس طرح سے کردار ادا کرنا ہوتا ہے وہ بہت کم پلے ہو رہا ہے۔۔۔ بہت ہی کم۔۔۔ مگر شکر ہے کہ کہیں نہ کہیں ہے ضرور۔۔۔" حسنہ نے خالصتاً اپنی رائے دی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ عورت کو کیا ہونا چاہئے۔۔۔؟" رومان نے موضوع کو پھیلانے کی کوشش کی۔

"یہ بات تو تم خود بھی جانتی ہو۔ واؤ۔۔۔ سروے کرو اس پہ مگر صرف میلز سے رائے لو۔۔۔" حسنہ نے آئیڈیا بتایا۔

"یہ تو سروے کیے بغیر ہی بتا دیتی ہوں۔ میلز کے لیے آئیڈیل وہ ہیں جن کے پاس بے تحاشہ دولت ہے۔۔۔" رومان نے مسکراہٹ دبائی۔

"مگر جن میلز کے پاس خود بے تحاشہ دولت ہو ان کا معیار کیا ہو گا۔۔۔؟" اس نے نیا سوال کیا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتہ۔۔۔ ایسی باتوں کے جواب حسنہ شاہ ہی بتا سکتی ہے۔" رومان نے ایک دم جواب دیا۔

"اٹھو چلو۔۔۔ رائٹرز واقعی غریب ہوتے ہیں۔ اب ٹیکسی تلاش کرتے ہیں۔ مجھے ڈرائیور کو کہنا یاد ہی نہیں رہا۔" رومان شرمندہ ہو گئی۔

"چھوڑو۔۔۔ کوئی نیا ایڈونچر ہو سکتا ہے کہ ہمارا منتظر ہو۔۔۔" حسنہ مسکرائی۔

پھر وہ دونوں فنکشن سے فارغ ہو کر گھر کی جانب گئیں۔

حسنہ شاہ اکلوتی تھی سعید شاہ اور نابغہ شاہ اس کے والدین نے اسے بہت پیار سے پالا تھا۔ مگر جب وہ میٹرک میں تھی تو سعید شاہ کی ہارٹ اٹیک سے ڈیتھ ہو گئی تھی۔ اگرچہ وہ بہت بینک بیلنس چھوڑ گئے تھے مگر نابغہ شاہ ضرورت سے زیادہ سادہ خاتون تھیں۔ حالات بھی انہیں تبدیل نہ کر سکے۔۔۔ رشتہ دار تب تک ساتھ دیتے رہے جب

Courtesy www.pdfooksfree.pk

تک ان کے پاس کچھ تھا۔ جب آہستہ آہستہ بینک بیلنس ختم ہونا شروع ہوا تو رشتہ دار بھی دور ہونا شروع ہو گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ سب ساتھ چھوڑ گئے۔

حسنہ کو البتہ نابغہ شاہ نے اچھے طریقے سے پڑھایا۔ اب یہ حال تھا کہ بینک میں کچھ نہ رہا تھا۔ گاڑیاں سب بک چکی تھیں صرف ایک شاندار گھر رہ گیا تھا جہاں وہ دونوں رہتی تھیں۔

حسنہ شاہ اپنی ماں سے بہت مختلف تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ معاشرے میں اسے نابغہ شاہ کی طرح نہیں رہنا۔ سٹڈیز ختم ہونے پر اس نے جاب شروع کر لی تھی۔ اور اپنا نام اور مقام بھی بنا لیا تھا۔ وہ بہت ماڈ سکاڈ ہوا کرتی تھی۔ تب ایک دفعہ نابغہ شاہ بہت بیمار ہو گئیں۔ اس قدر کہ ان میں ہلنے کی سکت نہ رہی تھی پھر حسنہ نے سبق سیکھا تھا کہ انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے بے بس ہے۔۔۔ پھر اسے اسلام سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ زندگی میں اسلام کے لئے کچھ بڑا اور خاص کام کرنا چاہتی تھی۔

رومان کے حالات البتہ بہت اچھے تھے۔ وہ گھر میں سب کی لاڈلی تھی۔ کیونکہ تین بہنوں میں سب سے چھوٹی تھی۔ حسنہ کے ساتھ دوستی صرف گھر قریب ہونے کی وجہ سے ہوئی اور پھر بہت بڑھ گئی۔

رومان جاب صرف ٹائم پاس کرنے اور انجوائے منٹ کیلئے کرتی تھی اور نہ ہی اس کا ارادہ مستقل جاب کرنے کا تھا۔ حسنہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس کی سوچ بھی بہت پازیٹو ہو چکی تھی۔ مگر اس کے گھر میں کوئی بھی اس جیسا نہ تھا۔ وہ سب سے مختلف تھی۔

☆ ☆ ☆

''زاہد بھائی! آپ تو آئیڈیل ہیں جو اللہ کی راہ میں اتنا کام کیا۔ بہت خوش ہوتی ہوں آپ کے جذبے کو دیکھ کر۔۔۔'' رومان نے زاہد کی تعریف کی تھی۔

رومان' زاہد کی رشتہ دار تھی۔ مگر کافی دور سے۔۔۔ زاہد لاہور سے اب اسلام آباد شفٹ ہو گیا تھا۔ رومان کی دوستی زاہد کی چھوٹی بھابھی سے بھی تھی۔ اس وقت شام کو

ں سے ملنے آئی تھی اور زاہد کو بہت عرصے کے بعد دیکھا تھا۔ زاہد بہت کم گھر رہتا تھا۔ شتہ سالوں سے وہ جماعت میں رہنے کی وجہ سے گھر سے غیر حاضر ہی رہتا تھا۔ وہ ر اللہ کے خاص بندوں میں سے تھا اس لیے ہر وقت کام میں مصروف رہتا۔

رومان کی بات سن کر کچھ لمحے دل میں شرمندہ ہوا۔ بنیادی طور پر ہد ایک حساس، ذمہ دار، مخلص، سچا اور پیور انسان تھا مگر اب اسے اسلام سے دلچسپی ہی نہ ہی تھی۔

''سارے اسلامی لوگ جو ہر وقت اسلام اسلام کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔ اندر سے بالکل کھوکھلے ہوتے ہیں۔ عام لوگوں جیسا بن رہا ہوں۔ اسلام کو پڑھ کر عبداللہ جیسے ظالم لوگ ڈرنے کی بجائے اور شیر ہو جاتے ہیں بالکل اسی مجرم کی طرح جو صرف ایک بار جیل کی شکل دیکھنے سے بولڈ ہو جاتا ہے۔ اس کا سارا ڈر ختم ہو جاتا ہے اور وہ دیدہ دلیری سے اپنا کام کرتا ہے۔'' زاہد نے نفرت سے دل میں سوچا۔

''آئیڈیل کون ہے؟ یہ تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔ جو کچھ نظر آ رہا ہوتا ہے ضروری نہیں حقیقت بھی ویسی ہی ہو۔۔۔''

''اچھا یہ بتائیں اللہ کہاں ملتا ہے؟''

''اللہ تو دل میں ہوتا ہے۔ ہمارے بہت پاس مگر جان نہیں پاتے۔'' زاہد کو رومان کی باتوں سے ایک دم شرمندگی نے آ گھیرا تھا وہ جلد از جلد اس سے جان چھڑا کر بھاگ جانا چاہتا تھا، مگر رومان حسب عادت باتیں کیے جا رہی تھی۔

''اگر میں لڑکا ہوتی ناں۔۔۔ تو میں آپ کی طرح ہوتی۔ جماعت کے ساتھ کام کرتی اور دیکھتی کہ یہ کیسا تجربہ ہوتا ہے۔ اسلامک لوگوں کے ساتھ رہنا کتنا مزے کا کام ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جو عام مادہ پرست لوگوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ جن کا مقصد بس اسلام ہوتا ہے۔ جو ظاہر و باطن ایک سا رکھتے ہیں۔ آئیڈیل انسان۔''

''کہاں کا اسلام۔۔۔؟ سب فراڈ ہے۔ دھوکہ ہے۔۔۔ دکھاوا ہے۔۔۔ جھوٹ ہے۔'' زاہد دل ہی دل میں کڑھ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ کہ زور

Courtesy www.pdfooksfree.pk

زور سے کہہ دے۔

"کچھ بھی سچ نہیں ہے لوگو۔۔۔!"

"دیکھو رومان! تم ان چکروں میں نہ پڑو۔ بس اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اچھا ہے۔ ہمیں بس سیدھا سادھا مسلمان بن کی رہنا چاہیے۔ تم ایسی لڑکی ہو جس نے اتنی دنیا نہیں دیکھی جتنی میں نے دیکھی ہے۔ تم نہیں سمجھتی کہ باہر سے چمکنے والی چیزیں اندر سے کتنی خراب حالت میں ہوتی ہیں۔ ایک بات یاد رکھنا۔

Nothing is ideal in the World."

"آج آپ کی باتیں بہت الجھا رہی ہیں مجھے تو سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"سمجھ آ جائے گی آہستہ آہستہ۔ بس یہ یاد رکھنا کہ زندگی میں کسی سے امپریس نہیں ہونا۔"

"اچھا بابا! اور سنائیں آجکل کیا کام کیا جا رہا ہے جماعت کا۔۔۔؟"

"جماعت چھوڑ دی ہے۔ اب بزنس کر رہا ہوں۔"

"واقعی۔۔۔؟ مگر کیوں۔۔۔؟"

"بھئی ہر فیلڈ میں کام کی ضرورت ہے۔"

"جماعت کے بارے میں آپ کے کالمز میں ہمیشہ پڑھا کرتی ہوں۔ ہمیشہ زبردست لکھتے ہیں آپ۔۔۔!"

"تھینک یو۔۔۔ ویسے آجکل نہیں لکھ رہا"

"گڈ۔۔۔"

"آپ بھی آئیے گا ناں۔۔۔ یہ رکھیں میرا کارڈ۔"

"ٹائم ہی نہیں ہوتا مگر کبھی موقع ملا تو۔۔۔!"

"آئی ویٹ۔۔۔ تھینک یو آپ کا اتنا وقت لیا۔"

"یو آر موسٹ ویل کم۔۔۔"

رومان سے جان چھوٹنے پر زاہد نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔ جو زاہد کے ساتھ ہوا تھا وہ زخم ابھی نہیں بھرے تھے۔ اس نے خود کو بہت مصروف کر لیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اذیت ناک لمحے اسے ستا رہے تھے۔ حیرت کی بات یہ بھی تھی کہ لاہور سے آ کر اس نے پھر سے اچھائی کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعی اس نے ٹینشن میں اس قدر برے کام کر دیئے۔ وہ اپنی نظروں سے گر گیا تھا۔ وہ خود کو بہت برا تصور کر رہا تھا۔۔۔ اس کا دل شرمندگی، دکھ اور اذیت کا گھر بن گیا تھا۔

"میں نے جو کچھ کیا۔۔۔ وہ میں ڈیتھ بیڈ پہ بھی بھول نہیں پاؤں گا۔۔۔ زندگی مجھے کیا کیا نہیں دکھا رہی ہے۔۔۔؟ او مائی گاڈ!" آفس کی طرف گاڑی اڑاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ فل والیم میں اس نے ایک غزل لگا رکھی تھی مگر ساری توجہ اپنی ٹینشن کی طرف ہی تھی۔

☆ ☆ ☆

حسنہ نے آفس سے بہت عرصے کے بعد چھٹی کی تھی اور رومان اکیلی بیٹھی بور ہو رہی تھی۔

حسنہ کے لکھے بہت سے آرٹیکلز اس کے سامنے تھے اور اس نے کہا تھا کہ وہ سب اس نے پڑھنے ہیں۔ سو اب رومان کو پڑھنے پڑ رہے تھے۔ موضوعات اگرچہ پرانے تھے مگر حسنہ نے انہیں اپنے انداز میں لکھا تھا۔

"لوگ خودکشی کیوں کرتے ہیں؟

خواتین میں نشے کا استعمال۔

ایلیٹ کلاس کے مسائل۔

چائلڈ سائیکالوجی۔

بچے جو مزارعات پہ چڑھائے جاتے ہیں۔"

بے شمار موضوعات تھے اور رومان حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"حسنہ شاہ۔۔۔! تم واقعی بڑی چیز ہو ان سارے ٹاپکس کو پڑھنے کے لیے تو

Courtesy www.pdfooksfree.pk

بہت وقت چاہیے۔تم پتہ نہیں کیسے اتنا لکھ لیتی ہو۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔

سارے صفحات تہہ کر کے رکھے اور اپنا بیگ کھول کر چاروں موبائیل فونز نکال کر ٹیبل پر رکھے۔رومان کے بیگ میں ہر وقت چار موبائیلز ہوتے تھے۔ہر ایک میں مختلف سم تھی۔

اب وہ مختلف لوگوں سے رابطے کر رہی تھی۔یہ کام اس کے لیے مزے کا تھا۔دو تین گھنٹے آسانی سے گزر گئے۔مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ پہلے ہی وہ آفس سے نکل آئی اور سیدھی حسنہ کے پاس پہنچی۔

"تم آفس نہیں آئی تھی۔اس لیے بالکل مزا نہیں آیا۔" اس نے منہ بنایا۔

"مصروف تھی ناں۔۔۔مما کے ساتھ۔۔۔" حسنہ نے بتایا۔

"کیا مصروفیت۔۔۔کوئی خاص بات۔۔۔؟" رومان نے راز داری سے پوچھا۔

"بات وہی ہے۔تمہیں پتہ ہے ناں۔۔۔مما کے خیال میں اب میں بڑی ہو گئی ہوں۔"

"پورے پچیس سال اور چار ماہ کی۔۔۔اس لیے وہ میری شادی کرنا چاہتی ہیں۔"

"مگر کیا کروں۔۔۔۔۔۔مجھے کوئی پسند نہیں آتا۔۔۔شاید معیار زیادہ اونچا رکھ لیا ہے۔"

اتنے میں نابغہ شاہ آگئیں۔رومان سے ملیں اور انہیں انٹرٹین کیا اور خود دوبارہ کچن میں مصروف ہوگئیں۔

"واؤ۔۔۔حسنہ کیا مزے کے کباب ہیں۔ایک اچھی رائٹر ایک اچھی کک بھی ہے۔۔۔کیا خیال ہے رائٹنگ کے ساتھ ہم ککنگ کی کلاسز بھی شروع کر لیتے ہیں سچی بہت فائدہ ہوگا۔" رومان مزے سے کھا رہی تھی۔

"مجھے تو شوق نہیں۔مما نے سکھا دیا تھا۔۔۔تو کام چلا لیتی ہوں۔

ہاں۔۔۔تمہیں پتہ ہے اب ہم پاکستان میں مذہبی جماعتوں پہ کام کریں گے۔فی الحال دو ہفتے تو پرانا کام ہی چلے گا۔" حسنہ نے کچھ یاد دلایا۔

"چھوڑو! اب کام کو۔۔۔یہ بتاؤ کہ آج کس کو ریجکٹ کیا گیا۔" رومان نے کوک پیتے ہوئے پوچھا۔

"اب پھر تمہیں پرانا ٹاپک یاد آگیا۔پہلے زندگی میں کچھ اچیو کرنا ہے۔پھر مما کے کہنے پہ شادی بھی کر لوں گی۔۔۔ٹھیک ہے۔" حسنہ کی توجہ رومان کی بات سے زیادہ چپس کھانے پہ تھی۔

"اور اگر تمہارا معیار خدانخواستہ نہ ملا تو۔۔۔" رومان نے خدشہ ظاہر کیا۔

"پھر میں شادی نہیں کروں گی۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تو بھی کیا مزے کی چیز ہے حسنہ شاہ۔۔۔! کیا بات ہے تمہاری۔۔۔" رومان اپنی ترنگ میں تھی۔

"یہ ڈائیلاگ تم ہزار بار بول چکی ہو۔ویسے میں کوئی چیز نہیں جیتی جاگتی انسان ہوں۔" حسنہ نے اعتراض کیا۔

"اب بہت ٹھونس چکی۔۔۔کل ملاقات ہو گی۔۔۔جاتی ہوں اب۔۔۔" رومان نے چاروں موبائیلز جو صوفے پہ رکھے تھے وہ بیگ میں ٹھونسے اور اپنے گھر کی طرف بھاگی۔حسنہ اسے روکتی رہ گئی مگر وہ بہت جلدی میں تھی۔کیونکہ اسے یاد آیا تھا کہ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ایک پروگرام میں پہنچنا تھا۔

☆ ☆ ☆

"زندگی بہت لمبی اور کٹھن ہوتی ہے۔کوئی ہمسفر ملے تو بہت کچھ آسان ہو جاتا ہے مریم! اور آپ کی ایج تو بہت کم ہے۔ابھی بہت زندگی ہے کیوں آپ نے خود کو محدود کر لیا ہے۔ایسے تو بات نہیں بننے والی۔" عبداللہ بہت فرینک ہو گیا تھا۔

"سر! کبھی کبھی زندگی کو ایسے دردناک تجربات ہوتے ہیں کہ انسان کو خود کو محدود کرنا پڑتا ہے۔اب بار بار تجربات کر کے زندگی کو مزید اذیت ناک تو نہیں بنایا جا

Courtesy www.pdfooksfree.pk

سکتا۔'' مریم دل گرفتہ تھی۔

''ہمیشہ ایک جیسا نتیجہ نہیں نکلتا۔ دنیا میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ سب ایک جیسے تھوڑے ہوتے ہیں۔'' وہ وثوق سے کہہ رہا تھا۔

''میں مانتی ہوں کہ اچھے لوگ ہوتے ہیں مگر۔۔۔ وہ مجھے نہیں ملے۔'' وہ تلخ ہوئی۔

''اور اگر آپ کو اب کوئی ایسا ملے جو آپ کا بوجھ اٹھانا چاہے تو۔۔۔؟'' اس نے سوال کیا۔

''پتہ نہیں۔۔۔ جب موقع آیا تو دیکھوں گی۔'' اس نے بات ٹالی۔

''موقع کسی وقت بھی آ سکتا ہے۔۔۔ کچھ آئیڈیا تو دیں۔'' اس نے اصرار کیا۔

''شاید میں انکار کر دوں۔۔۔ اب کوئی امنگ نہیں رہی۔'' وہ بہت اداس ہو گئی۔

''دل بنجر ہوتا ہے مریم۔۔۔! حال کی خوشی ماضی کے غم بھلانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جو گزر گیا اسے بھول کر نئے سرے سے زندگی کا آغاز کرنا چاہئے۔'' وہ تمہید باندھ رہا تھا۔

''مگر آپ یہ سب مجھے کیوں کہہ رہے ہیں؟'' اس نے براہ راست سوال کیا۔

''آپ بہت اچھی ہیں اس قدر کہ انسان امپریس ہو جاتا ہے۔۔۔ آپ کو اس حالت میں دیکھنا برداشت نہیں ہوتا۔۔۔ کیا آپ میرے ساتھ چل سکتی ہیں؟ بہت دعوے تو نہیں کرتا مگر یہ بات ضرور ہے کہ میں پوری کوشش کروں گا کہ زندگی میں جو دکھ آپ کو ملے ہیں ان کی تلافی ہو جائے۔'' عبداللہ نے بھی براہ راست جواب دیا۔

اور مریم حیران رہ گئی۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنا بڑا سکالر اسے ایسی آفر کرے گا۔ یہ تو اس کے لیے ایک اعزاز تھا۔

''آپ پھر سوچ لیں سر۔۔۔!'' اس نے آہستگی سے کہا۔

''سوچ نہیں سکتا۔۔۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے اور آپ کو پتہ تو ہوگا کہ محبت کتنا مضبوط جذبہ ہوتا ہے۔ یہ راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو عبور کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔'' عبداللہ فوراً کہہ گیا۔

''جی۔۔۔؟'' اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

''رئیلی! میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔'' اس نے یقین دلایا۔

''مگر آپ کی فیملی۔۔۔؟'' وہ ہچکچائی۔

''اسلام میں چار شادیوں کی گنجائش ہے۔۔۔ اور جماعت کے بہت سے سکالرز نے ایک سے زیادہ شادیاں کر رکھی ہیں اور وہ کامیاب بھی ہیں۔'' اس نے سکون سے بتایا۔

''آپ فیس کر لیں گے سر۔۔۔؟'' اس نے مزید کلیئر کیا۔

''میں خود مختار ہوں۔ میرے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ آپ ہاں تو کریں۔'' عبداللہ نے جھٹ سے جواب دیا۔

''یہی بات کسی اور نے کی ہوتی تو مجھے بہت غصہ آتا۔ مگر آپ کی میں بہت ریسپکٹ کرتی ہوں۔ آپ کے مقابلے میں میرا نالج بہت کم ہے۔۔۔ ویسے آپ خالہ جان سے بات کریں۔'' اس نے بات کو ضمنی شکل دی تھی۔ آخر وہ بچی تو نہ تھی۔

''تھینک یو مریم۔۔۔! تھینک یو سوچ۔۔۔'' اس نے سکون کا سانس لیا۔

''فی امان اللہ۔'' مریم نے کال کاٹ دی۔

''عبداللہ صاحب جیسے انسان تو آئیڈیئل ہوتے ہیں۔ اتنے اسلامک اتنے اچھے۔۔۔ ایسے لوگ یقیناً جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ میں تو خود کو عبداللہ صاحب کے قابل نہیں سمجھتی۔۔۔ یہ تو ان کا بڑا پن ہے۔۔۔ بس! اللہ جو میرے لیے بہتر ہو وہ کر دے۔'' (آمین) مریم نے سوچا تھا۔ علی کو اس نے بورڈنگ بھجوا دیا تھا۔

اور پھر اس کے ساتھ ہی آئندہ دنوں میں عبداللہ کی کالز کا سلسلہ شروع ہو گیا مریم خوش تھی کہ عبداللہ اس سے لیگل تعلق بنانا چاہتا ہے۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

عبداللہ کی باتوں اور شخصیت کے سامنے تو بڑے بڑے لوگوں کو قائل ہونا پڑتا تھا اور مریم خان تو ایک عورت تھی۔ معصوم اور اچھے خیالات کی مالک۔۔۔ جو چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھ رہی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ حقیقت کیا ہے۔ یہ سونا اصل میں کوئلے سے بھی کمتر ہے۔ عبداللہ نے واقعی اسے ٹریپ کر لیا تھا۔ وہ اپنی محبت کے اتنے دعوے کرتا اور اسے بتاتا کہ اس کے بغیر رہنا ناممکن ہے۔۔۔ مریم کو وہ اک مضبوط سہارا لگا تھا۔۔۔ ایسا سہارا جس کی سب طلب کرتے ہیں۔ جس کے ملنے کی امید تلخیاں کم کر دیتی ہے۔ مریم بہت خوش بھی تھی۔۔۔ اور کچھ کچھ حیران بھی کہ کتنی جلدی اس نے عبداللہ کے لیے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا ہے۔

مریم نے عبداللہ کے ساتھ آئیڈیئل زندگی کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھے اور یہ خواب اس لیے بھی اچھے لگ رہے تھے کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ وہ اسلام کا بہت کام کرے۔ عبداللہ کے ساتھ اسلام پھیلانے کے چانسز واقعی بہت زیادہ تھے اور اسی لیے مریم نے ذہنی طور پر عبداللہ کو قبول کر لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آپ تو ماشاللہ "many in one" ہیں۔ اتنے سوفٹ انداز میں لیکچر دیا ہے کہ دل میں اتر جاتا ہے۔ اب تو باقاعدگی سے آپ کا لیکچر بھی رکھوایا کریں گے۔" عبداللہ نے ڈاکٹر شماس کی تعریف کی تھی۔ ماہانہ فنکشن میں کمپیئر نے اسے دعوت دی تھی۔ کہ وہ سوشل ورک کے بارے میں کچھ کہے۔ ڈاکٹر شماس نے کچھ باتیں بتائیں تھیں۔

اپنے دھیمے دھیمے انداز میں۔۔۔ وہ عبداللہ کی طرح پرجوش تقریر تو نہیں کر سکتا تھا مگر اس کے اس لہجے کا بھی اثر ہوا تھا۔ اسی لیے عبداللہ نے اس کی تعریف کی تھی۔

"یہ تو آپ کا فیلڈ ہے۔ میں تو بس ایک عام سا مسلمان ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا تھا۔" شماس مشکور ہوا۔

اب وہ سرگرم رکن بن چکا تھا۔ عبداللہ سے اس کی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ وہ

باقاعدگی سے پروگرامز میں شرکت کرتا۔ کبھی کبھار عبداللہ اس کے گھر لنچ بھی کرتا تھا۔ ایک زاہد تو گیا تھا مگر عبداللہ کو اس کا متبادل ڈاکٹر شماس کی صورت میں مل گیا تھا۔ یہی اس کا ٹارگٹ تھا۔

شماس نہ صرف خود "التقویٰ" میں شامل ہوا تھا بلکہ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی شامل کر رہا تھا۔ جہاں جہاں تک اس کی اپروچ تھی وہ پیغام پھیلا رہا تھا اور اسے کامیابی بھی ہو رہی تھی۔

عبداللہ کو اس نے بہت سے نئے آئیڈیاز بھی دیئے تھے اور عبداللہ کی یہ خوبی تھی کہ ہمیشہ سے وہ نئے آئیڈیاز پر کام کرتا تھا اور شماس تو ایسا بندہ تھا جسے اسلام سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی۔

"اپنا پیغام پھیلانے کے لیے ضروری ہے کہ میڈیا پہ ہمارا ہولڈ ہو۔ اس فیلڈ میں اپنے لوگوں کو شامل کریں۔ اور پراپر طریقے سے لوگوں کو گائیڈ لائین دیں۔ دیکھئے گا اس کا کتنا فائدہ ہو گا انشاءاللہ۔" ڈاکٹر شماس نے عبداللہ کو کام کی بات بتائی تھی۔

"چلیں پھر اس کام کی ذمہ داری بھی آپ سنبھالیں۔۔۔ آپ کا آئیڈیا ہے آپ اسے زیادہ بہتر ہینڈل کر سکتے ہیں۔ ویسے میڈیا میں ہمارے کافی لوگ موجود ہیں۔ مگر واقعی کام اس طرح سے نہیں ہے جس سے مطمئن ہوا جا سکے۔" عبداللہ نے آئیڈیا پسند کر کے یہ کام بھی شماس کو سونپ دیا۔

شماس نے ایک لسٹ بنائی ان لوگوں کی جو اپنے کالمز میں اسلام کو سپورٹ کرتے ہیں اور وہ حیران رہ گیا کہ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ زیادہ تر اسلام کو بس فارمل لیتے ہیں شماس کو بہت افسوس بھی ہوا مگر اس نے اپنا کام جاری رکھا۔ مختلف شہروں میں رائٹرز کے پروگرامز رکھوائے اور انہیں اپنے ساتھ کام کرنے کی دعوت دی۔

اس نے عبداللہ کی توقعات سے بڑھ کر کام کیا۔

"التقویٰ" بھی اب پہلے سے زیادہ establish ہو گئی تھی۔ اس کا نام اب بڑا سمجھا جاتا تھا مگر عبداللہ کی سرگرمیاں سب ویسی ہی تھیں۔ اب تو وہ کسی سے ڈرتا بھی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

نہیں تھا۔

لوگ اس کی ریسپکٹ کرتے تھے اور اس کا وہ غلط فائدہ اٹھاتا۔

اس نے خود کو دنیا کے سامنے اس طرح پیش کر رکھا تھا کہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کہ کوئی اسے غلط سمجھے۔۔۔اس پہ شک کرے۔۔۔اور اگر کسی کو خبر ہو بھی جاتی اس کے غلط کارناموں کی تو اکیلا بندہ بھلا کیا کر سکتا ہے۔۔۔عبداللہ کے خیال میں اس کی پانچوں گھی میں تھیں۔۔۔مگر اسے یہ سمجھ نہیں تھی کہ یہ سب عارضی اور وقتی فائدے اور مزے ہیں جنہیں وہ لوٹ رہا ہے۔۔۔

یوم احتساب ایک دن آنا ہوتا ہے۔۔۔اور وہ دن ہر صورت آ کر رہتا ہے انسان چاہے یا نا چاہے۔۔۔!

☆ ☆ ☆

''یہ رہیں این جی او کے فنکشن کی تصاویر۔۔۔'' رومان حسنہ کو تصاویر دکھا رہی تھی۔

''رومی۔۔۔ڈیئر۔۔۔! یہ تو ساری ماڈلز لگتی ہیں اور ڈریسز دیکھو۔۔۔'' حسنہ نے غور سے دیکھ کر کہا۔

''صرف وہی تصاویر پرنٹنگ کے لیے منتخب کرو جو ذرا بہتر ہوں۔'' مزید مشورہ دیا۔

''او۔کے۔میم۔۔۔!'' اس نے ایکٹنگ کی۔

''ہاں۔۔۔میں نے ایک پلان بنایا ہے۔مما کی ایک فرینڈ کی بیٹی سارہ ڈیزائننگ میں کافی ایکسپرٹ ہے۔اسے ''سائر بوتیک'' بنانے کا کہا۔مزے کی بات ہے کہ اس نے فوراً حامی بھر لی ہے۔کیونکہ میں نے اسے کہا تھا کہ میں ایڈورٹائزمنٹ میں بہت ہیلپ کروں گی۔اب سوچنا یہ ہے کہ لباس میں زبردست ڈیزائننگ متعارف کروائی جائے۔میں نے پچاس ڈریسز کی ڈیزائننگ سامنے رکھ کر اسے پندرہ ڈریسز کے ڈیزائن دیئے وہ بہت خوش ہوئی۔اب تم جو فوٹوگرافی کرو گی وہ اس طرح ہو کہ سب کیلئے ''

سائر لباس'' میں اٹریکشن پیدا ہو جائے۔۔۔'' اس نے فنٹاسٹک پلان بتایا تھا۔

''زبردست۔۔۔اس خوشی میں ٹریٹ ہونی چاہیے۔'' رومان پرجوش ہوئی۔

''فی الحال تو ٹائم نہیں۔۔۔تم اپنا کام کرو پھر دیکھیں گے۔'' حسنہ نے اسے کام پر لگا دیا تھا۔

''سائر بوتیک'' کا سوچ کر ہی اسے اچھا لگ رہا تھا۔

''کہ کم از کم کچھ تو اچھا ہو۔ہمیں ہر فیلڈ میں اسلامک آئیڈیاز متعارف کروانے ہیں اور وہ بھی بہت اٹریکٹو بنا کر۔'' اس نے دل میں سوچا۔

آفس سے فارغ ہو کر وہ دونوں سارہ کے پاس جاتی تھیں۔اسے گائیڈ کرتی تھیں۔سارہ میں ٹیلنٹ بھی تھا۔۔۔یوں ''سائر بوتیک'' کا کام شروع ہوا اور اس کے افتتاح کا دن بھی آ گیا۔

''رومی! انسان کوشش کرے تو کیا نہیں ہو سکتا۔۔۔دیکھو۔۔۔ذرا سی کوشش سے ایک اچھا بوتیک بن گیا۔اسلامک بوتیک۔۔۔'' حسنہ نے رومان کو خوش ہوتا دیکھ کر کہا تھا۔

''بس اللہ کا کرم ہے۔۔۔'' وہ بہت خوش تھی۔

رومان نے واقعی اچھی فوٹوگرافی کی تھی۔افتتاحی تقریب کے بعد دونوں نے بیٹھ کر رپورٹ لکھی تھی۔تصاویر منتخب کی تھیں اور اگلے دن کے پیپر میں پرنٹنگ کیلئے دے دی تھیں۔بہت سے اور طریقوں سے بھی ایڈورٹائزمنٹ کی تھی۔

''سائر بوتیک'' ایک منفرد بوتیک تھا۔اس لیے زیادہ تر لوگوں نے اچھا رسپانس دیا تھا۔

''اگر میں لڑکا ہوتی تو مجھے تم سے عشق ہو جاتا۔۔۔تمہاری ذہانت کی وجہ سے۔۔۔'' رومان نے مذاق کیا۔

''تب بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔تمہاری فیملی تمہارا حشر کر دیتی۔'' حسنہ نے بھی اسے چھیڑا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"فیملی کی کون سنتا۔۔۔ میں تو تمہیں لے اڑتی۔۔۔" وہ کھلکھلائی۔

"چلو پھر مما کا مسئلہ حل ہو جاتا۔۔۔" اس نے بات ختم کی۔

بوتیک کے بارے میں رپورٹ شائع ہونے پر رومان نے ضد کر کے حسنہ سے ٹریٹ لی تھی۔ جو بمشکل ٹائم نکال کر اس نے دی تھی۔

"اب ہم نے مذہبی جماعتوں پر کام کرنا ہے۔ ان کا تعارف اور یہ بتانا ہے کہ کس کا کام سب سے اچھا ہے۔ کون کیا کر رہا ہے۔۔۔؟ اگرچہ ہمیں سب سے عقیدت ہے مگر حقائق لکھتے ہوئے صرف حقیقت کو مدنظر رکھنا ہے۔ یہ کافی بڑا کام ہے اور حساس بھی۔۔۔ تم فریش ہو جاؤ پہلے سے ہی۔۔۔ کیونکہ ہم ہر جگہ ساتھ ہوں گی۔" حسنہ نے ڈنر کرتے ہوئے کام کی باتیں شروع کر دی تھیں۔

"یہ دلچسپ ہوگا۔۔۔ ہاں۔۔۔ یاد آیا۔۔۔ میرے ریلیٹو ہیں زاہد بھائی۔۔۔ وہ "التقوی" میں کام کرتے رہے ہیں ان سے ہیلپ لیں گے۔ بہت اچھے انسان ہیں وہ۔۔۔ کچھ دن پہلے لاہور سے واپس آئے ہیں۔ کبھی ملواؤں گی تمہیں۔۔۔" رومان نے تائید کی۔

"چھوڑو۔۔۔ مجھے کسی سے نہیں ملنا۔ خود مشاہدہ کرنا ہے۔۔۔ جو لوگ بتا رہے ہوتے ہیں وہ حقیقت نہیں ہوتی رومی۔۔۔! ہر کوئی دوسرے سے مختلف سوچتا ہے۔ ہم نے یہاں صرف حقیقت پیش کرنی ہے۔۔۔" حسنہ کا اپنا نقطہ نظر تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ سوچ رہی ہوں ہم نے کام خواتین ایڈیشن سے شروع کیا اور اب سارے سیکشنز میں کر رہے ہیں۔ بر ڈن بڑھ گیا ہے۔" رومان ٹھیک کہہ رہی تھی

"نئے لوگ مزید آنے چاہئیں۔" حسنہ نے تائید کی۔

"ہاں! زاہد بھائی جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ ایک اچھے کالم نگار ہیں۔ تم نے کیا کبھی ان کا کالم نہیں پڑھا۔۔۔ زاہد مرزا۔۔۔!" رومان نے مزید معلومات دیں۔

"زاہد مرزا۔۔۔! ہاں یاد آیا۔۔۔ پڑھے ہیں کچھ کالمز۔۔۔ اچھا لکھتا ہے۔" حسنہ نے تعریف کی تھی۔

"شکر ہے کسی کی تو تعریف کی تم نے۔۔۔" رومان حیران بھی ہوئی پھر انہوں نے جلدی جلدی ڈنر کیا اور ریسٹورنٹ سے باہر آ گئیں۔

☆ ☆ ☆

"مریم خوبیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور جتنی آپ میں ہیں اتنی کسی میں بھی نہیں۔ میرے جیسا انسان جو کبھی کسی سے امپریس نہیں ہوتا تھا آپ سے ہو گیا ہے۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آپ سے ملاقات بہت دیر سے ہوئی۔ اگر پہلے میں آپ کو جانتا ہوتا تو حالات بہت مختلف ہوتے۔" عبداللہ حسب معمول مریم کے گرد شکنجہ کس رہا تھا اور وہ اسے نجات سمجھ رہی تھی۔

"بس یہ آپ کا حسن ظن ہے اور کچھ نہیں۔۔۔" وہ شرمائی۔

"انشاء اللہ جب ہم دونوں مل جائیں گے تو اسلام کا بہت کام کریں گے۔ کیونکہ پھر تو بہت آسانی ہو جائے گی۔ ہم اکٹھے ہوں گے ناں۔۔۔ آپ دیکھیں گی کہ میں اپنے دعوؤں میں کس قدر سچا ہوں۔" وہ اپنی دھن میں کہے جا رہا تھا۔

"اللہ کرے! ایسا ہی ہو ہاں۔۔۔ کیا میں خالہ جان کو کچھ بتاؤں۔۔۔؟" اس نے جھجکتے ہوئے سوال کیا۔

"ابھی ضرورت نہیں۔۔۔ میں ذرا اپنے گھر بات کر رہا ہوں۔ حالات ذرا سے بہتر ہو جائیں پھر میں خود خالہ جان سے آ کر بات کر لوں گا۔ ڈونٹ وری۔۔۔ سب ممکن ہے۔ بس ہمت ہونی چاہئے۔ میں ہوں ناں۔۔۔ ہمیشہ کے لیے آپ کے ساتھ۔۔۔" عبداللہ نے تسلی دی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ رضامند ہو گئی۔

"دیکھو! ہم دونوں کو کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ ہماری سوچ ملتی ہے۔ ہمارا ٹارگٹ ایک ہے۔ مجھے آپ سے محبت ہے۔ لہٰذا ہم ضرور ایک ہوں گے۔ مگر بات تو ساری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔۔۔ ہے ناں۔۔۔" اس نے مزید تسلی دے کر مریم کو مطمئن کر دیا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"اگر یہ آفر کوئی اور کرتا تو میرے لیے فیصلہ بدلنا ناممکن تھا۔ بس آپ کی وجہ سے میں رضا مند ہوئی ہوں۔ میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں۔ شاید زندگی میں کسی بھی میل کی اتنی نہیں کی۔" اس نے بتلایا۔

"تھینک یو وری مچ مریم! اپنا بہت خیال رکھا کریں۔ مجھے ہر وقت آپ کی بہت فکر رہتی ہے۔ آپ میرے پاس آئیں گی تو دیکھئے گا میں آپ کی بہت کیئر کروں گا آپ کو ہر سہولت اور خوشی دوں گا۔" وہ ڈائیلاگ پہ ڈائیلاگ بول رہا تھا۔

"میں بہت لکی ہوں کہ آپ جیسا گریٹ انسان مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میرے لیے اتنا سوچتا ہے۔" وہ شکر گزار ہوئی۔

"بھئی لکی تو میں ہوں کہ آپ جیسی خوبیوں والی خاتون میری ہم سفر ہو گی۔ انشاءاللہ ہم ایک آئیڈیل کپل ہوں گے۔" وہ جذب سے بولا۔

"ایک بات کہوں۔۔۔ میرا دل اب بھی ڈرتا ہے۔ کیونکہ زندگی میں تو توقعات ہمیشہ ہی رہتی ہیں۔ اگرچہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کی بات اور ہے آپ پر یقین کرنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ کی بات ماننے کو میں کیا کوئی بھی فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے انسان اس راستے پر چل سکتا ہے جس کی طرف آپ رہنمائی کر دیں۔" مریم واقعی دلدل میں پھنس چکی تھی۔

"سچ میں بھی بتاؤں مریم۔۔۔! میں حیران رہ جاتا ہوں جب لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دولت یا خوبصورتی سے متاثر ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے خوبصورتی اٹریکٹ کرتی ہے۔ مگر خوبیاں نہ ہوں تو انسان کچھ بھی نہیں۔۔۔ آپ میں اتنا ٹیلنٹ ہے کہ کوئی بھی فوراً امپریس ہو جائے۔ ماشاءاللہ آپ تو خوبصورت بھی ہیں۔" تعریفیں جاری تھیں۔

"یہ بات چھوڑیں۔۔۔ میں واقعی اسلام کے لیے کام کرنا چاہتی ہوں۔ مگر مجھے سپورٹ چاہیے۔ بیک چاہیے۔۔۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ تنہا عورت کے لیے کام کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ میں اپنے ان سارے آئیڈیاز کو عملی شکل دینا چاہتی ہوں جو میں نے سوچ رکھے ہیں۔ آپ کے ساتھ مل کر میں اطمینان سے سارے کام کروں گی انشاء

اللہ۔۔۔" مریم نے دل کی بات کی۔

"بس مریم تم دعا کرو۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"اچھا آپ کی مسز کیسی ہیں۔۔۔؟ کبھی ان کے بارے میں بتایا ہی نہیں آپ نے؟" مریم نے نیا ٹاپک چھیڑا۔

"میری مسز آپ کی طرح زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہیں اور میرے چچا کی بیٹی ہیں۔ چچا کی ڈیتھ ہو گئی تو مجبوراً مجھے شادی کرنا پڑی۔۔۔ ورنہ شاید میں یونیورسٹی کی کلاس فیلو سے شادی کرتا۔۔۔ اگر آپ مجھے مل جائیں گی تو ساری تلافی ہو جائے گی۔" اس نے بتایا۔

"سو سٹرینج۔۔۔ اتنے بڑے سکالر کی مسز زیادہ ایجوکیٹڈ نہیں ہیں۔" مریم حیران ہوئی۔

"چلیں آپ تو ہوں گی ناں ایجوکیٹڈ۔۔۔ وہ گھر میں رہیں گی اور آپ میرے ساتھ اسلام کا کام کریں گی۔۔۔" عبداللہ پھر اپنے ٹاپک پہ آ گیا۔

"اور آپ کے بچے۔۔۔؟" وہ نئی بات پوچھ بیٹھی۔

"چار بیٹیاں ہیں اور تین بیٹے۔۔۔ سب پڑھ رہے ہیں۔" اس نے بتایا۔

"آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟" وہ ٹاپک چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔

"مغیرہ۔۔۔ سب سے چھوٹی بیٹی۔۔۔ وہ بالکل مجھ پہ ہے۔۔۔" عبداللہ بور ہو رہا تھا۔ مگر وہ جواب دینے پر مجبور تھا۔

"آپ ساری فکر چھوڑیں مریم۔۔۔! مجھ پر اعتبار کریں۔۔۔ میں بس یہی کہتا ہوں کہ آپ کی ہر خواہش کا احترام کروں گا۔۔۔ اور ہمیشہ آپ سے محبت کروں گا۔" عبداللہ نے جوش سے کہا اور مریم کا دل پرسکون ہو گیا۔

خود عبداللہ کا خیال پہلے یہ تھا کہ مریم کو ٹریپ کرنا آسان نہیں تھا۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ مریم آسانی ٹریپ ہو گئی تھی۔ اصل میں وہ اسلام کے نام پر ٹریپ ہوئی تھی۔ کیونکہ عبداللہ پہ اسلام کا جو ٹیگ تھا وہ بہت نمایاں تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

☆ ☆ ☆

"آج تو بہت اچھا دن ہے۔ ہم نے "التقویٰ" کے سارے لیڈرز کے انٹرویوز کی ڈیٹس فائنل کر لی ہیں اور یہ سارے انٹرویوز میں کر رہی ہوں۔ "How happy i am" حسنہ نے رومان کو پرجوش ہو کر بتایا تھا۔

"بھئی ڈھیروں سکالرز کے انٹرویوز تم کر چکی ہو۔۔۔ اب اتنا پرجوش ہونے کی وجہ۔۔۔؟" رومان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"بھئی ملک کے سب سے بہترین مقرر، میرے فیورٹ عبداللہ صاحب کا انٹرویو بھی ہو گا اور ان سے ملاقات کی خواہش پوری ہو جائے گی۔۔۔" حسنہ نے وجہ بتائی۔

"ابھی پچھلے ماہ تم نے کہا تھا کہ اب کسی بڑے سے بڑے "نام" کو ملنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔" اس نے یاد دلایا۔

"ہاں یاد ہے مجھے۔۔۔ مگر یہ ساری دلچسپی اسلام کی بنیاد پہ ہے۔۔۔ میں نے بہت لیکچرز سنے ہیں عبداللہ صاحب کے۔۔۔ ان سے ملاقات کا ہمیشہ دل چاہا ہے مگر کبھی موقع نہیں ملا۔ یہ سارے لیکچرز نیٹ پہ سنے تھے۔۔۔" اس نے تفصیل بتائی۔

پھر دونوں کام میں مصروف ہو گئیں۔ حسنہ شاہ کو کبھی سوالات سوچنے یا پوچھنے یا لکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ براہ راست پوچھ لیتی تھی۔ اس کا تجربہ اتنا تو تھا ہی کہ ہر فیلڈ کے انسان کو وہ آسانی سے ٹیکل کر لیتی۔

"التقویٰ" سے باقی سب لوگوں کی طرح اس کا بھی "عقیدت" والا رشتہ تھا اس نے اس جماعت کے بارے میں ایک ہفتہ پہلے بہت معلوماتی آرٹیکل لکھا تھا اور اب وہ باقاعدہ مرکزی لیڈرز کے انٹرویوز کرنے جا رہی تھی۔

عبداللہ کو اچانک ملک سے باہر جانا پڑا تھا اس لیے باقی سب کے انٹرویوز اس نے مکمل کر لیے مگر ان کا نہ ہو سکا۔۔۔ حسنہ کو بہت دکھ ہوا۔ ایسا ایک بار نہیں بار بار ہوتا ہے۔ پسندیدہ کاموں کی راہ میں رکاوٹیں معمول سے زیادہ آتی ہیں۔

مگر حسنہ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا۔ دس دن کے بعد اسے عبداللہ نے خود کال کر کے بلوا لیا تھا۔

"التقویٰ" کی مین لائبریری میں۔۔۔ حسنہ بہت خوش تھی۔ وہ عبداللہ سے انٹرویو کرنے کو بے تاب تھی۔ تعارف کا مرحلہ طے کرنے کے بعد عبداللہ نے فوراً اس کی تعریف کی تھی۔ کہ اس کے بہت سے آرٹیکل عبداللہ نے پڑھ رکھے تھے۔ زندگی میں پہلی دفعہ حسنہ شاہ کو اپنی تعریف اچھی لگی تھی۔

"تھینک یو سر۔۔۔!" وہ ممنون ہوئی۔

اسکے بعد وہ سوالات پوچھنے پہ آ گئی تو یہ نشست لمبی ہوتی گئی۔ آخر پہ آف دی ریکارڈ باتیں ہوئیں۔ حسنہ "التقویٰ" کے لیے مشورے دینے لگی۔

"آپ جو اسلامک لٹریچر پرنٹ کرواتے ہیں اس میں ایک بات کا خیال رکھیں کہ بہت زیادہ انتہا پسندی کا دیا کریں۔ ہمیں ایسے لٹریچر کی ضرورت ہے جو بتدریج تبدیلی لائے۔ کیونکہ ایسی تبدیلی ہی مستقل ہوتی ہے۔۔۔ اچانک آنے والی تبدیلی اکثر عارضی ثابت ہوتی ہے۔"

"نائس بیٹا!" عبداللہ نے شکریہ ادا کیا۔

"میں نے بہت سے انٹرویو لیے ہیں۔ لیکن یہ انٹرویو سب سے خاص، سب سے یادگار اور میرے لیے سب سے اہم ہے۔۔۔ کیونکہ آپ میرے پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں۔" حسنہ نے اعتراف کیا۔

"آپ جیسی بچیاں تو ہمارا سرمایہ ہیں۔" یہ کہہ کر عبداللہ نے اپنا کارڈ بھی حسنہ کو دے دیا تھا۔

"میرے بابا نہیں ہیں اور آپ میں مجھے بابا کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔" حسنہ یہ کہنا نہیں چاہتی تھی مگر پتہ نہیں کیسے اس کے ہونٹوں سے پھسل گیا تھا۔

"مجھے فخر ہو گا۔۔۔ آپ مجھے "بابا" ہی کہا کریں۔۔۔ اتنی ذہین بیٹی بھلا کس کی ہو گی۔" عبداللہ نے فوراً کہا اور حسنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

عبداللہ کے ساتھ پر تکلف چائے پینے کے بعد حسنہ نے پھر شکریہ کی گردان پڑھی تھی اور جانے کے لئے اٹھی تھی۔

"اب رابطہ رہے گا ناں۔۔۔" عبداللہ نے یاددلایا۔

"انشاءاللہ" حسنہ مسکرائی۔عبداللہ خود اسے باہر تک چھوڑنے آئے۔

یہ بات ضرور تھی کہ جو ایک دفعہ عبداللہ سے مل لیتا تھا اس سے کسی حوالے سے تعلق ضرور رکھتا تھا۔عبداللہ کی شخصیت میں واقعی جادو تھا۔ایسا جادو جو ہر کسی پہ اثر کرتا تھا اس بات سے عبداللہ مزید خود پسند ہو گیا تھا۔ ہر فیلڈ کے لوگوں سے اس کے تعلق تھے حالانکہ اصل بات یہ تھی کہ اسلام کا کام کرنے ،اللہ کا نام لینے کی وجہ سے لوگ اسی کی طرف اٹریکٹ ہوتے تھے۔اس سے عقیدت رکھتے تھے۔

☆ ☆ ☆

"مما۔۔۔بابا مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ناں۔۔۔" وہ چھوٹے بچوں کی طرح مما کی گود میں سر رکھے یوں پوچھ رہی تھی۔

"ہاں حسنہ۔۔۔یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔" نابغہ شاہ نے یقین دلایا۔

"اگر وہ زندہ ہوتے تو مجھ سے کتنا پیار کرتے۔۔۔"؟ حسنہ کو بابا کی یاد آ رہی تھی۔

"زیادہ بہت۔۔۔زیادہ۔۔۔" نابغہ شاہ خود بھی اداس ہوگئیں۔

"اگر میں کہوں کہ آج میں نے بابا کو دیکھا ہے تو۔۔۔" حسنہ یہ کہتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"جو چلے جاتے ہیں وہ کبھی واپس نہیں آتے۔۔۔اب تم بچی نہیں ہو۔۔۔" وہ برا مان گئیں۔

"مما وہ جو سکالر "عبداللہ" ہیں ناں "التقویٰ" کے۔انہوں نے مجھے اپنی بیٹی بنا لیا ہے۔میں انہیں بابا کہتی ہوں۔۔۔" وہ دھیرے سے کہنے لگی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔بہت اچھے انسان ہیں۔۔۔تمہیں اچھی گائیڈ لائن دیں گے

ان کی بہت قدر کرنا اور ہمیشہ ان کا احترام کرنا ۔۔۔ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔" انہوں نے نصیحت کی تھی۔

"آج مجھے بابا بہت یاد آئے ۔۔۔ کتنا مشکل ہوتا ہے ناں ایسے زندگی گزارنا۔۔۔آپ نے میرے لیے بہت قربانیاں دی ہیں۔ کتنے مسائل دیکھے ہیں۔ زندگی ہمارے لیے کبھی بھی آسان نہ تھی بابا کے بغیر۔۔۔اب جب عبداللہ صاحب نے مجھے بیٹی کہا تو یوں لگا جیسے کسی نے دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا ہو۔۔۔" وہ بے ربط باتیں کر رہی تھی ،، رنابغہ شاہ چپ چاپ سن رہی تھی۔

اصل میں آج وہ ڈیٹ تھی جس دن سعید شاہ کی ڈیتھ ہوئی تھی۔

اس لیے وہ مما سے بہت اداسی والی باتیں کر رہی تھی۔ آج ہی کے دن اسے عبداللہ کی شکل میں بابا ملے تھے ،حسنہ کا دل رونے کو چاہ رہا تھا اور یہ کام اس نے واش روم میں جا کر کیا تھا۔رونے کے بعد وہ ہلکی پھلکی ہوگئی تھی اور پھر بڑے آرام سے مما کے ساتھ بیٹھ کر پلاننگ کر رہی تھی۔

"جلد ہی ہم نئی گاڑی لے لیں گے۔قسطوں پر۔۔۔باقی سب ٹھیک ہے۔ شکر ہے ہمارا گھر ہمارے پاس ہی ہے۔" وہ اب میچور بن کر پلان بتا رہی تھی۔

"گاڑی کو چھوڑو۔۔۔تمہارے جہیز کی فکر ہے مجھے۔۔۔" نابغہ نے تشویش سے کہا۔

"جہیز بالکل نہیں لینا۔۔۔میں خود ہی اپنا جہیز ہوں۔۔۔" یہ بات کہہ کر وہ کھلکھلائی۔

"بس تمہاری شادی ہو جائے تو میرا فرض ادا ہو جائے۔۔۔" انہوں نے دعا دی۔

"شادی کے علاوہ بھی زندگی میں بہت سے اہم کام ہوتے ہیں۔۔۔" وہ بیزار ہوئی۔

"میرے لیے یہ کام بہت اہم ہے۔۔۔مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں کوئی پسند بھی نہیں

Courtesy www.pdfooksfree.pk

آ تا۔ حالانکہ کئی بار تمہیں بتا چکی ہوں کہ جیسا آئیڈیل تم سوچتی ہوناں۔۔۔ ویسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں دنیا میں۔۔۔'' انہوں نے کہا۔

''شکر ہے ہوتے تو ہیں ناں۔۔۔ اگر میرے معیار کا بندہ نہ ملا تو میں ہرگز شادی نہیں کروں گی۔۔۔ بس مما۔۔۔ اب اس ٹاپک پر بات مت کریں۔۔۔'' اس نے منت کی۔

''اف تمہارا معیار۔۔۔'' وہ ٹاپک چھوڑنے والی کب تھیں۔

''معیار تو بہت عام سا ہے۔۔۔ بس ایک اچھا انسان۔۔۔ انشاء اللہ ضرور ہو گا دنیا میں۔۔۔ ٹھہریں! میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔'' اس نے جان چھڑائی اور کچن میں گھس گئی۔

چند منٹ بعد وہ دو مگ اٹھائے واپس آئی تھی اور چائے دیتے ہوئے نابغہ شاہ کو ان کے دو تین ڈریسز بھی دکھا رہی تھی۔ جو اسی دن سل کر آئے تھے۔

یہ دیکھئے مما۔۔۔ یہ میری چوائس کا ہے۔'' بلیک کلر کا ڈریس پھیلائے وہ کہہ رہی تھی اور نابغہ شاہ جانتی تھی کہ ان کی بیٹی کس ٹاپک سے جان چھڑانے کے لئے یہ کر رہی ہے۔۔۔ بیٹیوں کو سب سے زیادہ مائیں سمجھ سکتی ہیں اگر کوشش کریں تو۔۔۔ نابغہ شاہ اپنی بیٹی کو بہت زیادہ سمجھتی تھیں۔

☆ ☆ ☆

''اسلام علیکم میڈم۔۔۔! میں زینت بات کر رہی ہوں۔ عبداللہ صاحب کی سب سے بڑی بیٹی! چار سال پہلے کالج میں میں آپ کی سٹوڈنٹ بھی رہی ہوں۔ مگر آپ کو میرا پتہ نہیں ہے۔ میں آپ کو جانتی ہوں۔'' زینت روانی سے بول رہی تھی۔

''کیسی ہیں آپ زینت۔۔۔! اصل میں اتنی زیادہ تعداد ہوتی ہے سٹوڈنٹس کی۔۔۔ کہ سب کو یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔'' مریم نے صفائی دی۔

''اصل میں میڈم۔۔۔! میں نے بہت ضروری کام کے سلسلے میں آپ کو فون کیا ہے۔ میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں مگر ان دنوں گھر کے حالات ٹینشن کا شکار ہیں۔

مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔۔۔ لیکن حقیقت سنیں۔۔۔ بابا صرف آپ کا سکینڈل بنا رہے ہیں۔'' وہ آرام سے کہہ گئی۔

''میں سمجھی نہیں زینب۔۔۔!'' مریم حیران ہوئی۔

''اپنے باپ کو ایک بیٹی بہت اچھی طرح جان سکتی ہے۔۔۔ شرمندگی بھی ہو رہی ہے مجھے بابا کے بارے میں ایسا کہتے ہوئے۔۔۔ مگر میں آپ کو بچانا چاہتی ہوں۔۔۔ یہ چوتھی بار ہوا ہے کہ بابا نے کسی کو شادی کا جھانسہ دیا ہے اور یہ ان کی عادت ہے۔ کیونکہ اچھی خواتین ٹائم پاس، فرینڈ شپ، افیئر کیلئے راضی نہیں ہوتیں۔۔۔ اس لئے ان سے شادی کا وعدہ کر کے بابا اپنی پتہ نہیں کون سی حس کو تسکین کرتے ہیں اور شادی کبھی نہیں کرتے۔۔۔ اب اور کیا کہوں۔۔۔'' زینب نے تفصیل سنا دی۔

''تھینک یو زینب۔۔۔! آپ واقعی گریٹ ہو۔۔۔''

''میں آپ سے ملنا بھی چاہوں گی۔'' مریم کی آواز مدھم ہو گئی۔

''کوشش کروں گی۔۔۔ او کے۔۔۔ بائے۔۔۔'' زینب نے اجازت لی اور مریم سن ہو گئی۔۔۔

''یہ سب میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ عبداللہ صاحب کس طرح میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔ مگر زینب تو ان کی بیٹی ہے۔ انہیں زیادہ بہتر جانتی ہے۔''

مریم سسک اٹھی۔ اس کے سر میں درد ہو رہا تھا، وہ حالات پہ غور کر رہی تھی۔ یہ بات بھی سچ تھی کہ عبداللہ نے اسے پرپوز کرنے کے بعد بس باتیں سنائی تھیں، دعوے کیے تھے اور بے شمار عہد باندھے تھے مگر عملی طور پر کچھ نہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ اسے خالہ جان کو بھی یہ بات بتانے نہ دی تھی۔ مریم کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔

''او۔۔۔ میرے خدایا۔۔۔! میں کروں تو کیا کروں۔۔۔'' وہ سوچتی رہ گئی اپنا دکھ سہنے کیلئے وہ تنہا تھی۔ اس نے یہ بات کسی سے بھی تو شیئر نہ کی تھی۔

''کہ عبداللہ نے اسے پرپوز کیا ہے۔۔۔ اور اب زینب نے جو بات بتائی تھی وہ بھی اسے اپنی جان پر کیلئے جھیلنی تھی۔۔۔'' وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

رات کو عبداللہ کی کال آئی تھی۔

''کیا حال ہے مریم۔۔۔؟'' عبداللہ نے فریش لہجے میں پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں۔'' مریم نے بمشکل خود پہ قابو پایا۔

''آواز تو بہت اداس ہے۔'' اسے تشویش ہوئی۔

''بس آپ مجھے کال نہ کیا کریں۔ جب واقعی کچھ ہو گیا تو پھر بات ہے۔۔۔'' مریم ہمیشہ ڈائریکٹ بات کیا کرتی تھی۔

''آپ ناراض ہیں۔۔۔؟'' وہ حیران ہوا۔

''نہیں تو۔۔۔'' اس نے مختصراً جواب دیا۔

''پھر۔۔۔؟'' وہ کب جان چھوڑنے والا تھا۔

''آپ خود سوچیں۔۔۔ اتنے مہینے ہو گئے۔ آپ صرف فون پر بات کرتے ہیں۔ خالہ جان تک کو بھی ابھی پتہ نہیں ہے۔۔۔ میں اپ سیٹ ہو جاتی ہوں یہ سوچ کر کہ حالات آپ کے حق میں نہ ہو سکے تو پھر۔۔۔؟ میں خواہ مخواہ آپ کے ساتھ اٹیچ ہو گئی ہوں۔'' وہ ایک سانس میں کہہ گئی۔

''او نو۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ آپ تسلی رکھیں۔'' اس نے ہمت بندھائی۔

''جو بھی ہے آپ مجھے کال اب تب کریں۔ جب حالات بہتر ہو چکے ہوں پلیز۔۔۔'' یہ کہہ کر مریم نے فون بند کر دیا۔

اس نے سوچا تھا کہ عبداللہ کو غصے سے پوچھے گی۔ بہت کچھ کہے گی لیکن اپنی توقعات کے مطابق وہ کچھ نہ کہہ پائی تھی۔۔۔ اس کی باتیں سن کر عبداللہ ویسے پریشان ہوا تھا اور فوراً نئے پلان پر عمل کرنے جا رہا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اسے کبھی پلان سوچنا نہ پڑا تھا۔ بلکہ ڈائریکٹ عمل کرنا ہوتا تھا۔

فراڈ اور جھوٹ اس کی گھٹی میں شامل ہرگز نہ تھا۔ اس کا باپ تو ایک باعمل عالم دین تھا مگر عبداللہ کوئی اور چیز تھا سارے انسان اسے مہرے لگتے تھے وہ انہیں اپنی مرضی سے چلانا چاہتا تھا۔ چلاتا تھا اور ہر بار گیم جیت جاتا تھا۔

''میں نے اپنا دل بہت لاڈلا رکھا ہوا ہے۔۔۔ میں اس کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اس کی ہر خوشی مجھے عزیز ہے۔۔۔'' عبداللہ یہ بات خود سے کیا کرتا تھا اور واقعی یہ سو فیصد سچ تھا۔ دل کی بات پہ عمل کرتے ہوئے عبداللہ اپنے دماغ کی کبھی نہ سنتا تھا۔ عبداللہ کی ہر بات عجیب تھی۔

☆ ☆ ☆

''کیسا رہا انٹرویو۔۔۔؟'' رومان رات کو حسنہ کے گھر آ کر پوچھ رہی تھی۔

''توقعات سے بڑھ کر اچھا۔۔۔ بس بتا نہیں سکتی۔ اسلام پر عمل کرنے والے لوگوں کو بس عبداللہ صاحب جیسا ہونا چاہئے۔ بہت پولائیٹ ہیں وہ۔۔۔ واقعی ساری خوبیاں ان میں ہیں۔'' اس نے کھلے دل سے تعریف کی۔

''پھر بھی بتاؤ ناں تفصیلات۔۔۔'' اسے تجسس ہوا۔

پھر حسنہ نے ساری سٹوری سنائی اور بتایا کہ عبداللہ صاحب کس قدر نائس انسان ہیں ذرا بھی نخرہ نہیں کرتے۔۔۔

''اتنے بڑے اور اچھے سکالر نے مجھے اپنی بیٹی بنایا ہے۔ اس سے بڑھ کر اعزاز کیا ہو سکتا ہے۔'' حسنہ کی آنکھوں میں یہ بتاتے ہوئے بہت چمک تھی۔

''اچھا مجھے ملواؤ ناں۔ ان سے۔۔۔'' رومان نے بے چینی سے کہا۔

''ضرور ملواؤں گی۔۔۔'' اس نے تسلی دی۔

''بس جلد ہی۔۔۔'' حسنہ نے وعدہ کر لیا۔

جو انٹرویو اس نے لیا تھا وہ تیسرے دن تصاویر کے ساتھ پرنٹ ہوا تھا۔

جسے بہت پسند کیا گیا۔ نیٹ پہ اسے باہر کے ممالک میں رہنے والے مسلمانوں نے بھی پڑھ لیا اور رائے دی کہ اس انٹرویو سے انہیں بہت معلومات ملیں۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد انٹرویو بھی تھا۔ اسلئے اچھا رسپانس ملنا قدرتی بات تھی۔

''تھینک یو حسنہ بیٹی۔۔۔!'' عبداللہ نے خود اسے کال کی تھی۔

''کس بات کی سر۔۔۔؟'' وہ حیران ہوئی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"سر نہیں بابا۔۔۔" اس نے ٹوکا۔

"بابا۔۔۔!" حسنہ نے معصومیت سے کہا۔

"انٹرویو کیلئے تھینکس۔۔۔ بہت منفرد رہا یہ۔۔۔" عبداللہ نے بتایا۔

"سو نائس آف یو۔۔۔"

یہ کتنی عجیب بات تھی کہ عبداللہ جیسے گریٹ انسان کو بھی حسنہ شاہ اپنی بیٹی لگی تھی وہ اس کے کالمز کے ذریعے فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے بھی حسنہ کو بیٹی بنایا تھا۔ مگر حسنہ پوری دنیا میں واحد تھی جس کے لیے عبداللہ کی مثبت سوچ تھی۔

فون پہ ان کا رابطہ ہوتا تھا۔

دوسری ملاقات پہ حسنہ کے ساتھ رومان بھی تھی۔ یہ ملاقات بھی لائبریری میں ہوئی تھی۔ انہوں نے عبداللہ سے اسلام کے بارے میں بہت سے سوالات پوچھے تھے اور ایسے مدلل جوابات ملے تھے کہ وہ دنگ رہ گئیں۔

"جیسا حسنہ نے آپ کے بارے میں بتایا تھا آپ اس سے بڑھ کر اچھے ہیں ماشاءاللہ۔۔۔"

ہمارے ملک اور معاشرے کو آپ جیسے لوگوں کی ہی ضرورت ہے۔" رومان نے بھی عبداللہ کی تعریف کی تھی۔

اور عبداللہ سے بڑھ کر کون جانتا تھا کہ اسلام کے نام پر سب کو ٹریپ کیا جا سکتا ہے اور پڑھی لکھی خواتین جو تخلیقی بھی ہوں انہیں خوبیوں سے امپریس کیا جاتا ہے۔

اب عبداللہ نے حسنہ کو اپنے گھر انوائیٹ کیا تھا۔

حسنہ بہت بزی تھی مگر اس نے وقت نکال لیا تھا۔ عبداللہ نے اپنی مسز اور بچوں سے ملوایا تھا۔ عبداللہ کی مسز بہت عام سی تھیں اور زیادہ پڑھی لکھی بھی نہ تھیں۔ حسنہ نے سب کے ساتھ مل کر لنچ کیا تھا۔ اسے بہت اچھا لگا تھا کہ اتنے بڑے اور اچھے سکالر نے اسے بیٹی بنا کر کتنا مان دیا ہے۔

عبداللہ کی فیملی نے حسنہ کو بہت سے گفٹ دیے تھے اور خود حسنہ ان کے لئے

ڈھیر ساری بکس لائی تھی۔ اب سب کا ایک مضبوط تعلق بن گیا تھا۔

حسنہ نے "التقویٰ" کے بارے میں خصوصی طور پر لکھنا شروع کیا تھا۔ ایک تو اسے اسلام سے ذاتی دلچسپی تھی اور عبداللہ کی گائیڈ لائین سے سب آسان تھا۔ ہر موضوع حسنہ کے قلم نے منفرد انداز میں پیش کیا تھا۔

اور پھر حسنہ شاہ اسلامک کالم نگار کے طور پر بہت جلد اپنا آپ منوانے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"پتہ نہیں مرد بے بس مجبور عورتوں کو کھلونا کیوں بنا لیتے ہیں۔۔۔؟ کیوں۔۔۔ ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔۔۔؟ عبداللہ کو بھی پتہ ہے کہ میرا کون ہے جو اس سے پوچھے گا۔۔۔ اس لیے وہ میرا تماشا لگا رہا ہے لیکن نہیں۔۔۔ میں انشاءاللہ ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ میں اللہ کی مدد سے اپنا تحفظ کروں گی۔ بس اب کوئی رابطہ نہیں رکھنا۔۔۔ سب کچھ ختم۔۔۔" سوچتے سوچتے مریم کی آنکھیں بھر آئیں۔ اور پھر وہ سسکیاں لینے لگی تھی۔

"عبداللہ کو مجھ سے محبت بھی تو ہے ناں۔۔۔" دل کے کسی کونے سے آواز آئی۔

"محبت کیا ہے۔۔۔؟ محبت کا مطلب ہوتا ہے شادی۔۔۔ اب پتہ چلے گا کہ محبت کے ان دعوؤں میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ۔۔۔؟ کیا حقیقت ہے اور کیا فراڈ۔۔۔؟ اگر عبداللہ کی محبت سچی ہے تو یہی آزمانے کا وقت ہے۔۔۔ اب کیا ہو گا۔۔۔ دیکھنا یہ ہے۔۔۔" مریم سوچتی جا رہی تھی۔ اس کے دل میں عبداللہ کی محبت تھی اور سچی بات تو یہ تھی کہ اسی محبت کے معاملے میں اس کا دل خوش فہم تھا۔ وہ یہی توقع لگا بیٹھی تھی۔ کہ عبداللہ سارے دعوؤں کو حقیقت کا روپ دے دے گا۔

وہ کالج باقاعدگی سے جا رہی تھی۔ مگر ہر چیز سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ بظاہر ہر لیکچر دے رہی ہوتی مگر اس کا دھیان عبداللہ کی طرف ہوتا۔

"او میرے خدایا! میں نے خود کو کہاں پھنسا لیا ہے۔۔۔ یہ تو زندگی کا بہت

Courtesy www.pdfooksfree.pk

عجیب موڑ ہے اور مجھے ہر وقت درست فیصلہ کرنا ہے ورنہ یہ بھنور میری ساری زندگی کا روگ بن جائے گا۔۔یس یا نو۔۔۔بس یہ دو آپشن ہیں۔ مجھے عبداللہ کو بھول جانا ہے یا پھر اس کی زندگی میں شامل ہونا ہے۔۔۔مگر کیسے۔۔۔؟"

رات کو وہ سوچنے بیٹھی تھی۔علی کو اس نے اسی لیے اڈاپٹ کیا تھا کہ شادی کا کوئی ارادہ نہ تھا مگر عبداللہ نے خود ہی اسے فیصلہ بدلنے پر مجبور کیا تھا۔

"میں میچور ہوں۔ٹین ایجر نہیں۔۔۔" وہ خود کو یقین دلا رہی تھی۔

"عبداللہ کی محبت میں اگرچہ پھنس چکی ہوں مگر اس جال سے مجھے نکلنا ہے۔۔۔ہاں۔۔۔میرے خیال میں مجھے اپنے راستے الگ کر لینے چاہیے۔اگر عبداللہ سچا ہوتا تو واپس آ جاتا۔۔۔وہ سیریس تھا ہی نہیں۔۔۔بس بہت ہو گیا۔اس کی طرف جانے والے سارے دریچے آج بلکہ ابھی بند کر دینے ہیں اور اسے بھول جانا ہے۔۔۔"

اسے ٹینشن بھی ہو رہی تھی۔ایک لمحے کو اسے لگا تھا کہ جیسے دل بند ہو جائے گا۔ اسے خود اندازہ نہ تھا کہ وہ عبداللہ کی محبت میں اس حد تک آگے جا چکی ہے مگر وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔عبداللہ کو ہمیشہ کیلئے بھولنے کا فیصلہ۔۔۔مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ یہ فیصلہ اسے تبدیل کرنا پڑے گا۔حالات بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔بہت کم انسان کی توقعات کے مطابق ہوتے ہیں۔

مریم حیران رہ گئی تھی۔ وہ کالج سے آئی تھی جب خالہ جان نے بتایا تھا کہ عبداللہ گھر آیا تھا۔خالہ جان بھی اس سے متاثر ہوئی تھیں اور مریم کو کہا تھا کہ عبداللہ انہیں بہت اچھا لگا ہے۔زینب کی باتیں ایک دم اسے یاد آئی تھیں مگر اب وہ عبداللہ پر کیسے شک کر سکتی تھی۔وہ تو خود خالہ جان کے پاس آ گیا تھا اور مریم کے لئے بات بھی کر دی تھی۔ خالہ جان نے سوچنے کیلئے ایک ہفتے کا وقت لیا تھا۔

"میں جو کہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔۔۔میں اپنی محبت میں سچا ہوں۔آپ آزما کر دیکھیں۔جیسے چاہیں۔۔۔" عبداللہ نے پھر کال کی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔" مریم دھیرے سے بولی رات کا فیصلہ فوراً بدل گیا تھا۔

"مگر آپ نے مجھ پر شک کیا ناں۔۔۔" وہ ناراض ہوا۔

"شک تو نہیں کیا۔۔۔یہ تو میرا حق تھا بھی۔۔۔میں نے بھی کچھ غلط نہیں کہا تھا۔" وہ بھی اپنی بات پر ڈٹی تھی۔

"او کے۔۔۔او کے۔۔۔اب مزید موڈ خراب نہ کرنا۔۔۔کوئی اور بات کرو۔" اس نے موضوع بدلنا چاہا۔

"کام کیسا جا رہا ہے "التقویٰ" کا۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"بہت زبردست۔۔۔بھئی اس کے علاوہ بھی باتیں ہو سکتی ہیں۔" عبداللہ بور ہو رہا تھا۔

"کیسی باتیں۔۔۔؟" وہ ہنسی۔

"اپنی چوائس کے بارے میں۔۔۔" اس نے بات بنائی۔

"چوائس۔۔۔اصل میں اس عمر میں جو بھی اچھی چیز ہوتی ہے وہ سب کو اچھی لگتی ہے۔ویسے میرے بارے میں سب کہتے ہیں کہ ہر چیز پسند نہیں کر سکتی۔سلیکٹڈ اشیاء ہی پسند کرتی ہوں۔۔۔دیکھیں میں نے خود اپنی تعریف بھی کر لی۔۔۔" وہ دونوں ہنسنے لگے۔

عبداللہ نے مریم کے اعتراض کے تیسرے دن ہی خالہ جان سے ملاقات کر لی تھی۔وہ اتنی آسانی سے مریم کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔وہ گیم شروع کر چکا تھا۔اس گیم کے ذریعے وہ کچھ فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔وہ اناڑی تو تھا نہیں کہ ٹریپ ہو جاتا۔۔۔وہ کھلاڑی۔۔۔باتوں کا، پلان کا۔۔۔ہر چیز کا۔۔۔نام تو اس کا عبداللہ۔۔۔اللہ کا بندہ تھا۔۔۔مگر وہ اپنے نام سے بالکل مختلف شخصیت تھا۔ بہت سے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔اپنی نام سے بالکل مختلف۔۔۔نام کا مطلب اللہ کا بندہ اور کام سارے کے سارے شیطانوں جیسے۔۔۔

☆ ☆ ☆

زاہد بزنس میں اس قدر مصروف ہو گیا تھا کہ باقی سب سرگرمیاں ختم ہو کر رہ گئی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

تھیں۔ ویسے بھی اسکا سٹارٹ تھا اس لیے ہر کام سیکھنا پڑ رہا تھا۔ یہ زندگی بہر حال اسے اچھی لگ رہی تھی۔ وہ خود بھی تو عبداللہ کا مکروہ چہرہ دیکھنے کے بعد یہ چاہتا تھا کہ خود کو بہت مصروف کرے، گم کرے، اسے لگتا تھا کہ اس کے دل کو کچھ سکون میسر آئے۔ اور واقعی بھائیوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے اسے لگتا تھا کہ وقت بہت جلدی گزر جاتا ہے۔ بے تحاشا مصروفیت اسے ایک نعمت لگا کرتی تھی اور وہ اپنے آپ کو کھپا دیتا تھا۔ اب یہی اس کی زندگی تھی۔

اس دن صبح جب وہ اخبار دیکھ رہا تھا تو اس کا سارا سکون غارت ہو گیا۔ عبداللہ کا انٹرویو پڑھ کر اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ "حسنہ شاہ" اس نے نام پڑھا اور بڑبڑایا۔ اخبار کا نام پڑھ کر جیسے اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"رومان۔۔۔! ہاں رومان بھی تو اسی پیپر میں کام کرتی ہے۔" اب سب واضح ہو رہا تھا۔ جب رومان نے اسے وزٹنگ کارڈ دیا تھا تو اس پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈال کر اسی نے وہیں کہیں رکھ دیا تھا اور اس اب کارڈ کی شدید ضرورت تھی۔

"اوہو۔۔۔" وہ جھنجھلایا۔ اب بات کا چانس تو بہت کم تھا کہ ڈھونڈنے پر وہ کارڈ اسے مل جاتا۔

"میں رومان سے خود رابطہ کروں گا۔" اس نے سوچا اور زبردستی کام میں مصروف ہونے کی کوشش کی مگر اس کا موڈ بہت خراب ہو گیا تھا۔

آج ہفتہ تھا۔ صبح چھٹی تھی۔ ہفتے کو ہی سارے ہفتے کا ٹائم ٹیبل سیٹ کرتا تھا اس نے اگلا ہفتہ اس طرح ترتیب دیا کہ بآسانی اپنے لیے وقت نکال لیا۔ اب تو وہ خود ملنا چاہتا تھا اور اس کے لئے یہ سب ممکن تھا۔ رومان وہاں نہ بھی ہوتی تو تب بھی کسی نہ کسی طریقے سے حسنہ سے رابطہ کر ہی لیتا مگر اب تو رومان کی وجہ سے بہت آسانی تھی۔

وہ آفس ہونے سے پہلے ہی اٹھ گیا تھا۔ بے مقصد گھومنے کے بعد وہ رات گئے گھر لوٹا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھی تھی اور چھوٹی بھابھی سے رومان کا کونٹیکٹ نمبر مانگا تھا۔

"بھابھی! مجھے رومان کا نمبر چاہیے۔" اس نے کہا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائیں۔

"وہ رائٹنگ کے بارے میں ایک کام ہے۔" اس نے صفائی دی۔ بھابھی نے نمبر لکھوا دیا۔

"تھینک یو بھابھی۔۔۔!" کہہ کر وہ اپنے روم میں چلا گیا۔

اگلے لمحے وہ رومان کے نمبر کے بٹن پش کر رہا تھا۔

"ہیلو۔۔۔"

"زاہد بات کر رہا ہوں۔"

"زاہد بھائی! کیسے ہیں آپ۔۔۔؟"

"فائن۔۔۔"

"اور کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ خاص نہیں۔ آج کل کچھ لکھ رہا ہوں سوچا آپ نے آفر کی تھی آفس وزٹ کی۔"

"کب آؤں۔۔۔؟"

"جب چاہے آ جائیں۔۔۔"

"ہاں میں نے ایک انٹرویو پڑھا تھا۔ حسنہ شاہ نے کیا۔ بہت منفرد۔۔۔"

"حسنہ میری فرینڈ ہے۔ اسی کے ساتھ کام کرتی ہوں۔"

"گڈ۔۔۔"

"او کے۔۔۔ اب ملاقات پہ بات ہوگی۔"

رومان سے بات کر کے وہ کچھ مطمئن ہوا تھا۔ حسنہ شاہ سے ملنا اب زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ زاہد تو خود بھی بہت اچھا کالم نگار تھا۔ اب اس خوبی کا استعمال کرنا وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

وہ چند گھنٹوں کیلئے لکھنے بیٹھا تھا اور پانچ زبردست قسم کے کالمز لکھ چکا تھا۔ لکھتے ہوئے وہ ذرا بھی پرسکون نہیں تھا۔ مگر تب بھی اس نے اچھا لکھا تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اس کا پلان بس یہ تھا کہ حسنہ کا انداز بہت جانبدار تھا اس نے عبداللہ کی بہت تعریف کی تھی۔

دوسرے دن اخبارات میں اس کی نظر پھر حسنہ کے کالم پہ پڑی تھی جو "التقویٰ" کے بارے میں تھا۔ زاہد کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ اسے حسنہ اپنی جگہ کھڑی نظر آتی تھی۔ اب تو اس سے ملنا از حد ضروری ہو گیا تھا۔ اپنے کالمز اس نے رومان کو بھجوا دیئے تھے۔ جنہیں وصول کر کے رومان بہت خوش ہو رہی تھی۔ زاہد مرزا ایک جانا پہچانا نام تھا۔ چیف ایڈیٹر نے تھینکس کے ساتھ اگلے دنوں کے اخبارات میں ترتیب کے ساتھ پرنٹ کروانے کے لئے کہا تھا اور رومان کے ذریعے زاہد مرزا کو مستقل لکھنے کی آفر بھی کی تھی۔ زاہد کے کالمز انٹرنیشنل ایشوز سے متعلقہ تھے اور بہت معلوماتی بھی۔۔۔ سب سے بڑھ کر ادبی زبان تھی۔ اس کی ہر لائین میں ادب کی چاشنی تھی۔ جو ہر کسی کا اسٹائل نہیں ہو سکتا۔

یہ ساری روداد رومان نے حسنہ کو بھی سنائی تھی اور یہ بھی کہ جلد وہ زاہد مرزا سے ملیں گی اور پھر رومان کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ پانچ کالمز اگلے پانچ دنوں کے اخبار میں آئے تھے اور پانچویں دن وہ مزید کالمز لے کر رومان سے ملنے آیا تھا۔

"زاہد بھائی! بہت زبردست لکھتے ہیں آپ۔۔۔ ماشاءاللہ۔۔۔ کیا بات ہے آپ کی۔۔۔ اگر مستقل لکھیں تو ملک کے سب سے بڑے کالم نگار آپ ہی ہوں۔" رومان اس کی خوبیوں کی ہمیشہ سے معترف تھی۔

"بھئی ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔ ویسے اب میں ارادہ کر چکا ہوں کہ لکھا کروں۔"

اس نے ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا۔

"دیکھیں! ایک میں ہوں۔۔۔ فوٹوگرافی کے لیئے ڈھنگ سے لکھنا نہیں آیا۔" اس نے خود پہ تنقید کی۔

"اچھا تو اب اپنی تعریف سننے کا ارادہ ہے۔ وہ میں منہ پہ بالکل

نہیں کروں گا۔" زاہد نے اسے تنگ کیا۔

"نہیں زاہد بھائی۔۔۔! میں تعریف کے قابل کہاں۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔ بس بہت خوشی ہو رہی ہے۔ کہ آپ نے وقت نکالا۔۔۔" وہ واقعی بہت خوش تھی۔

کولڈ ڈرنک لینے کے بعد اس نے زاہد کو چیف ایڈیٹر سے ملوایا تھا۔ جنہوں نے فوراً زاہد کو جاب کی آفر کر دی تھی۔ جس کے بارے میں اس نے بس سوچنے کا کہا تھا۔ پھر رومان اسے لے کر حسنہ شاہ کی طرف گئی تھی۔

"حسنہ یہ ہیں زاہد بھائی۔۔۔! جن کے بارے میں نے تمہیں بتایا تھا۔ بلکہ ان کے کالمز تو تم نے پڑھے ہوئے ہیں ناں۔۔۔ اور زاہد بھائی یہ میری دوست "حسنہ شاہ" رائٹر ہونے کے ناطے آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ آج باقاعدہ ملاقات بھی ہو گئی۔" رومان نے تعارف کروایا تھا۔

حسنہ نے زاہد کو سرسری سا دیکھا تھا۔ مسکرا کر سلام کیا تھا۔ مگر زاہد نے اس کا بغور جائزہ لیا تھا۔

چمکدار آنکھیں، چھوٹی سی ناک، بہت سفید رنگ، گلابی ہونٹ، چھوٹے چھوٹے بال اور سر پہ دوپٹہ رکھے "حسنہ شاہ" اسے پسند آئی تھی۔ وہ پہلی نظر کی محبت کا قائل ہرگز نہ تھا۔ پہلی نظر کی محبت اسے بکواس لگی تھی۔۔۔ مگر اسی وقت اس نے سوچا تھا کہ اگر اس کی زندگی کی ڈکشنری میں ایسی محبت کا تصور ہوتا تو وہ محبت حسنہ شاہ سے کی جا سکتی تھی۔

"بہت اچھا لکھتے ہیں آپ۔۔۔ مستقل لکھیں ناں۔۔۔" حسنہ نے بات شروع کی تھی۔

"تھینک یو۔۔۔ رومان بھی مستقل لکھنے کے لئے کہہ رہی تھی۔" زاہد کو حسنہ کی کی گئی تعریف اچھی لگی تھی۔

"آپ خود بھی تو بہت منفرد لکھتی ہیں کچھ کالمز نظر سے گزرے۔۔۔ بہت پسند آئے۔" زاہد نے بھی اس کی تعریف کی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

تھینک یو۔۔۔وہ بھی مشکور ہوئی۔

"او۔کے رومان اینڈ مس حسنہ۔۔۔میں ذرا بزی ہوں۔پھر ملاقات ہوگی
بائے۔۔۔"

وہ چلا گیا تھا۔حالانکہ رومان اسے مزید رکنے کے لئے کہہ رہی تھی۔

زاہد کے بزنس کے مقابلے میں یہ ایک چھوٹا سا اخبار تھا۔مگر اب زاہد سوچ رہا
تھا کہ وہ ہفتے میں دو دن سہی مگر یہاں جاب ضرور کرے گا۔

بزنس کا کام بے تحاشہ تھا۔وہ پھر اس میں مصروف ہو گیا تھا۔مگر رات کو کالم
لکھنے کے لئے وقت ضرور نکال لیتا تھا۔چیف ایڈیٹر کو اس نے اگلے ماہ سے ہفتے میں دو
دن جاب کرنے کی رضامندی دے دی تھی۔

زندگی میں بہت سے کام ہم یہ سمجھ کر کرتے ہیں۔کہ وہ ہمارا شوق ہیں۔مگر
حقیقت میں بہت سی چیزیں ہماری قسمت میں ہوتی ہیں۔ہم چاہیں یا نہ چاہیں۔۔۔وہ
ہم نے کرنا ہوتا ہے۔یہی معاملہ زاہد کے ساتھ تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیسے لگے زاہد بھائی۔۔۔؟" رومان نے حسنہ سے پوچھا تھا۔

"اچھے ہی ہوں گے۔۔۔کالمز تو بہت اچھے لکھتے ہیں۔" حسنہ نے اسے چھیڑا۔

"یہ اچھے ہی ہوں گے سے کیا مراد ہے بھئی؟ وہ واقعی بہت اچھے ہیں۔اتنا بڑا
بزنس کرتے ہیں مگر بہت عاجز انسان ہیں۔چیف ایڈیٹر نے تو انہیں جاب کی آفر بھی کر
دی تھی فوراً۔۔۔" رومان زاہد سے واقعی امپریس تھی۔

"گڈ۔۔۔ایک اچھے کالم نگار کا اضافہ ہو جائے تو ہمارا اخبار نمبر ون بن جائے
گا۔" حسنہ اس خبر پہ خوش ہوئی۔

"اب دیکھتے ہیں زاہد بھائی کیا جواب دیتے ہیں۔" رومان نے
مزے سے کہا۔

"چلو اب کام کرو۔۔۔پھر ہمیں "التقویٰ" کے پروگرام میں جانا ہے۔یہ یتیم

بچوں کے لئے خصوصی پروگرام ہے۔ان کے لئے کوئی بڑا اقدام اٹھانے کے لئے منصوبہ
بندی کی جا رہی ہے۔عبداللہ صاحب نے ہمیں بلایا ہے۔حالانکہ یہ پروگرام صرف
جماعت کے خصوصی لوگوں کے لئے ہے۔" حسنہ نے تفصیلات بتائیں۔

"او۔کے میم۔۔۔!" وہ جھٹ سے بولی۔

دونوں وقت پر پروگرام میں پہنچ گئی تھیں۔عبداللہ ان کا منتظر تھا،اس نے حسنہ
سے بہت سے مشورے لیے تھے۔حسنہ نے سکارف اوڑھا ہوا تھا۔یہ سکارف اسے
عبداللہ کی مسز نے گفٹ کیا تھا۔حسنہ کا چہرہ بہت نمایاں ہو رہا تھا،روشن' مسکراتا چہرہ۔

"بابا۔۔۔! آپ واقعی لکی ہیں جو اللہ کے اتنے پیارے ہیں۔اسلام کی ہر
بات پر عمل کرتے ہیں۔ہم لوگ تو بہت پیچھے ہیں اور اب آپ کو دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ
اسلام سے محبت کے ہمارے سارے دعوے بس کھوکھلے ہیں۔۔۔ہم بس کہتے ہیں کہ
ہمیں اللہ سے محبت ہے۔۔۔مگر عملی زندگی میں اسلام سے بہت دور ہیں۔" حسنہ عبداللہ
سے مخاطب تھی۔

"حسنہ بیٹا! ایسا نہیں سوچتے۔۔۔آپ تو قلم کے ذریعے اپنا پیغام پھیلا رہی
ہیں۔جتنے لوگ آپ کی باتیں پڑھ کر اچھے کام کرتے ہیں ان سب کا ثواب تو آپ کو ہی
ملتا ہے۔۔۔آپ تو مثال ہیں باقی سب لوگوں کے لئے۔۔۔" عبداللہ اس کی تعریف کر
رہا تھا۔

مگر حسنہ کو بالکل یقین نہیں آ رہا تھا۔اس کی آنکھیں پانی سے بھر رہی تھیں۔مگر
اس پانی کو اس نے باہر نہیں آنے دیا تھا۔عبداللہ کو حسنہ اس وقت بہت معصوم لگی تھی مگر اس
کی باتوں سے بھی اس کا ضمیر نہ جاگتا تھا۔وہ اپنے آپ کو بدلنا چاہتا بھی نہیں تھا حسنہ جو
اسے سمجھ رہی تھی وہ اس سے بالکل الٹ تھا۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد وہ خود انہیں اپنے گھر لے کر گیا تھا۔مسز بھی حسنہ کو
دیکھ کر خوش ہوئی تھیں۔عبداللہ نے اپنی چھوٹی بیٹی کو بلایا تھا اور پھر حسنہ کو بتانے لگا تھا۔

"مجھے اپنی یہ بیٹی بہت پیاری ہے حسنہ! آپ بھی اسی طرح ہیں اور میں اللہ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ میری بیٹیوں کو بہت خوشیاں ملیں۔" اس نے رسانی سے کہا تھا۔

"میں اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہوں کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہیں مجھے اپنی بیٹی کہتے ہیں ۔ یہ میرے لیے بہت بڑی بات ہے ۔ بہت اعزاز کی بات۔۔۔" حسنہ وہی باتیں دہرا رہی تھی۔

"رومان کی بھی عبداللہ سے اچھی جان پہچان ہو گئی تھی۔ اس وقت زاہد کا فون آیا تھا۔ زاہد بات کر رہا ہوں۔"

"جی اب تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔"

"میں آفس آنا چاہ رہا تھا۔"

"ابھی تو میں اور حسنہ عبداللہ صاحب کے گھر پر ہیں۔"

"کون عبداللہ؟"

"التقویٰ کے مرکزی لیڈر۔۔۔"

"وہ تو لاہور میں ہوتے ہیں۔"

"آج کل وہ اسلام آباد سیٹل ہیں کام کے سلسلے میں۔"

"او۔کے"

زاہد نے فوراً فون بند کر دیا تھا۔ عبداللہ لاہور سے اسلام آباد شفٹ ہو چکا تھا اور زاہد کو پتہ ہی نہیں تھا۔

زاہد آفس گیا تھا اور چیف ایڈیٹر کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا۔ اخبار کو وہ زیادہ ٹائم تو نہیں دے سکتا تھا، مگر اس نے ہر ہفتے دو دن میں چند گھنٹوں کے لئے اخبار جوائن کر لیا تھا۔

وہ عبداللہ کو جتنا پیچھے دیکھنا چاہتا تھا وہ اتنا ہی آگے جا رہا تھا۔ اس میں مرکزی کردار حسنہ شاہ ادا کر رہی تھی۔ کردار بدل گئے تھے مگر کہانی اسی تسلسل سے آگے بڑھ رہی تھی۔ پہلے زاہد عبداللہ کے بارے میں لکھا کرتا تھا اور اب حسنہ شاہ لکھ رہی تھی زاہد

مرزا حسنہ شاہ کو ایک دم روک بھی نہیں سکتا تھا۔ اسے انتظار تھا مناسب موقعہ کا۔۔۔

☆ ☆ ☆

اس دن سنڈے تھا۔ چھوٹی بھابھی شام کو رومان کے گھر جا رہی تھیں تو زاہد بھی تیار ہو گیا۔

"ڈرائیور کی بجائے میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔"

"ضرور اپنا کوئی کام ہو گا ورنہ کب وقت ہوتا ہے۔"

"چلیں یہی سمجھ لیں۔۔۔"

رومان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ اس نے زاہد کو بہت سے اپنے لکھے آرٹیکلز دکھائے تھے۔ جب بھابھی تنگ آ کر وہاں سے اٹھ گئیں اور باقی فیملی سے گپ شپ لگانے لگی تھیں۔ زاہد کو یہی موقعہ چاہیے تھا۔

"آپ لوگ عبداللہ کو کیسے جانتے ہیں؟" زاہد نے کریدا۔

"حسنہ نے ان کا انٹرویو کیا تھا اور انہوں نے حسنہ کو اپنی بیٹی بھی بنایا ہوا ہے۔ بہت پیار کرتے ہیں اس سے۔۔۔ میں بھی کبھی کبھار حسنہ کے ساتھ ان کے گھر جاتی ہوں بہت اچھے انسان ہیں عبداللہ صاحب ۔۔ ۔۔ریئلی گریٹ پرسنالیٹی۔۔۔ انسان مل کر امپریس ہو جاتا ہے۔۔۔ اسلام کا کام جتنا عبداللہ صاحب کر رہے ہیں تمام انسان کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ تو ایک کمپیوٹر ہیں۔ جو کبھی نہیں تھکتا۔۔۔" وہ معصومیت سے ہر بات بتاتی گئی۔ زاہد کو پھر غصہ آ رہا تھا مگر اس نے کنٹرول کیا۔

"اس لیے حسنہ عبداللہ صاحب کی بہت تعریفیں لکھتی ہے۔" اس نے بے ساختہ کہا۔

آپ خود بھی تو عبداللہ صاحب کے بارے میں بہت تعریفیں لکھا کرتے تھے۔ یقیناً تب وہ لاہور رہتے تھے۔۔۔" رومان نے آنکھیں جھپکائیں۔

"ہاں۔۔۔ یہ تو ہے۔۔" اس نے اعتراف کیا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"اچھا تو اخبار کب تک جوائن کر رہے ہیں۔" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"کر چکا ہوں اب انشاء اللہ وہاں ملاقات ہوا کرے گی ہفتے میں دو دن۔۔۔" وہ چہکا۔

"رئیلی ونڈرفل۔۔۔ کیا مزہ ہے۔ ملک کے دو نامور اور بہترین کالم نگار ایک ہی اخبار میں کام کریں گے۔۔۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

"بہت دیر ہوگئی اب میں چلتا ہوں۔۔۔"

وہ جانے کے لیے مڑا۔۔۔ بھابی بدستور مشغول تھیں۔ خوب گپ شپ ہو رہی تھی۔ مگر اب وہ وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ جو کچھ وہ جاننا چاہتا تھا جان چکا تھا۔ اب تو وہ خود کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اس کا دل تو چاہتا تھا کہ فوراً کچھ کرے، مگر حالات ایسے تھے کہ پلان اسے بتدریج کامیابی کی طرف لے کر جانا تھا۔

جاب کا پہلے دن زاہد نے خوب کام کیا۔۔۔ دوسرے دن حسنہ کے ساتھ اس کی میٹنگ تھی۔ زاہد مرزا پہلا بندہ تھا جس کے ساتھ حسنہ میٹنگ کرنے پر راضی ہوگئی تھی ورنہ بس چیف ایڈیٹر کے ساتھ ہی کرتی تھی۔

ہمیں اپنے اخبار کو بہتر بنانے کے لئے اس میں ورائٹی پیدا کرنا ہوگا۔ اس قدر سلسلے کہ سب اچھا لگے۔۔۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ بھرمار کر دی جائے۔"

"نہیں یہ بات بھی نہیں۔۔۔ مگر اتنا کچھ ہو کہ پڑھنے والا بغیر پڑھے رہ نہ سکے۔

ہم ریڈرز فیسٹول کریں گے اس طرح ان کی اپروچ بہتر بنا دیں۔۔۔ اور ایسا تب ممکن ہے جب ہم زیادہ معلومات دیں گے مگر انٹرسٹنگ طریقے سے۔۔۔"

"ویری نائس زاہد صاحب۔۔۔! آپ کے آئیڈیاز اچھے ہیں۔ انشاء اللہ ہمارا اخبار بہت پروگرامز کرے گا۔ اگر آپ مستقل اچھی پلاننگ کرتے رہے۔"

باتوں کے دوران زاہد نے اسے اپنے بزنس کے بارے میں بھی بتا دیا تھا اور

دس دن کے بعد ہونے والے آفس کے گرینڈ پروگرام میں اسے انوائیٹ بھی کیا تھا۔ وہ حسنہ شاہ سے روابط بڑھانا چاہتا تھا۔ میٹنگ کے بعد وہ رومان سے بھی ملا تھا۔ گھر جاتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے حسنہ کا چہرہ تھا۔

"چینی گڑیا! دکھ ہوتا ہے کہ جب میں تمہیں عبداللہ کی اصلیت بتاؤں گا تو تمہارا حال میرے جیسا ہی ہوگا۔۔۔ عبداللہ نہ جانے کتنے لوگوں کو بیوقوف بناتا رہے گا۔ لاہور میں جی بھر کر منافقت کی۔ اب اسلام آباد چلا آیا اور حسنہ شاہ جیسی ذہین لڑکی کو بھی اپنے دام میں کر لیا۔۔۔ "بیٹی" بنا کر۔۔۔ بیٹی۔۔۔! میرے خیال میں تو عبداللہ کے نزدیک کسی بھی رشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نہ وہ بیٹی جیسا تقدس کسی کو دے سکتا ہے۔ وہ اک درندہ ہے۔۔۔" زاہد بڑبڑا رہا تھا۔

کچھ عرصہ پہلے جب تک اسے عبداللہ کا حقیقی روپ پتہ نہ تھا وہ کتنے خشوع و خضوع سے سجاوتیں کرتا تھا۔ اب حال یہ ہے کہ وہ سب کچھ نارملی کرتا تھا۔ بہت سی چیزوں سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ نمازیں بھی جلدی جلدی پڑھ لیتا تھا۔ نماز میں اس کا دل بالکل نہ لگتا تھا۔

☆ ☆ ☆

فنکشن بہت بڑا تھا۔ زاہد نے رومان اور حسنہ کو خوش آمدید کہا تھا۔ ان سے باتیں کی تھیں۔ اپنی بے پناہ مصروفیت سے ان کے لئے خصوصی وقت نکالا تھا۔

اس فنکشن میں اچھی کارکردگی کرنے والوں کو بہت سراہا گیا تھا اور زاہد کو خاص طور پر کہ چند ماہ میں اس نے بہت اچھا کام کیا تھا اور بزنس کو آگے بڑھایا تھا۔ رومان نے بہت ساری فوٹوگرافس بنائیں اور حسنہ نے رپورٹنگ کی۔

"بہت زبردست فنکشن تھا اور معلوماتی بھی۔۔۔" پروگرام کے آخر پہ حسنہ تعریف کر رہی تھی۔

"تھینک یو۔۔۔" زاہد نے سر ہلایا۔

واقعی زا بھائی! بہت مزا آیا۔۔۔ ونڈرنل۔۔۔ اب تو اپنے اخبار میں اس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

فنکشن کی کوریج کے لئے خصوصی ایڈیشن ساتھ دینا پڑے گا۔ ڈھیر ساری تصاویر بنائی ہیں۔'' رومان نے کارکردگی بتائی۔

''رات بہت ہوگئی ہے۔ آپ دونوں کو میں ڈراپ کر دوں گا۔'' زاہد نے انہیں تھوڑی دیر رکنے کے لئے کہا۔ وہ انتظار کرنے لگیں۔ زاہد دس منٹ بعد ہی آ گیا۔

''زاہد بھائی! اس خوشی میں ٹریٹ دیں۔۔۔ وہ بھی ابھی۔۔۔ میں اور حسنہ کچھ بھی کھا نہیں سکیں۔ بزی تھیں اس وقت کام میں۔۔۔'' رومان نے جب بتایا تو زاہد دل ہی دل میں اس کا تھینک فل ہوا وہ خود بھی یہی چاہتا تھا۔ حسنہ سے تھوڑی سی فرینکنس۔۔۔ اس کے بعد عبداللہ کی حقیقت بتانا چاہتا تھا۔

''ڈونٹ بی سو فارول۔۔۔'' زاہد نے بات سنی ان سنی کر دی اور انہیں لے کر ریسٹورنٹ میں گھس گیا۔

''اول بات یہ ہے کہ میں نے خود بھی کچھ نہیں کھایا۔'' اس نے بتایا تو رومان کو بہت ہنسی آئی۔

تینوں جب ڈنر کر رہے تھے تو حسنہ سنجیدگی سے بیٹھی کھانا کھا رہی تھی جبکہ زاہد اور رومان ساتھ ساتھ روانی سے باتیں کر رہے تھے۔

''حسنہ! تم بھی بولو ناں۔۔۔'' رومان نے اسے کہا۔ مگر وہ چپ تھی۔

''پتہ ہے زاہد بھائی نے بھی ''التقویٰ'' کے ساتھ بہت کام کیا ہے۔'' رومان نے گویا اسے اطلاع دی۔

''کیا اب بھی کرتے ہیں۔۔۔'' حسنہ نے پوچھا۔

''بزنس کے سلسلے میں آ کر یہاں بزی ہو گیا ہوں۔ اس لیے نہیں کر رہا۔'' زاہد نے خود بتایا۔ ''التقویٰ'' میں عبداللہ کا ہی نام سوجھتا تھا۔

یہ سن کر زاہد کس حلق تک کڑوا ہو گیا۔ حالانکہ اس وقت وہ سویٹ ڈش کھا رہا تھا۔

''کاش! حسنہ میں تمہیں اس وقت حقیقت بتا سکتا۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ ابھی تھوڑا

سا انتظار کرنا پڑے گا۔'' اس نے بے دلی سے سوچا۔

''جی۔۔۔'' اس نے تائید میں کہا۔

ڈنر کے بعد اس نے پہلے حسنہ کو گھر چھوڑا تھا۔ مروتاً حسنہ نے انہیں گھر آنے کی آفر کی۔ اور وہ آنٹی سے ملنے کا بہانہ لے کر رومان کے ساتھ گاڑی سے اتر آیا۔ نابغہ شاہ حیران بھی ہوئی تھی۔ کیونکہ پہلی دفعہ کوئی حسنہ کا ایج فیلو اس کے ساتھ گھر آیا تھا۔ زاہد انہیں بہت پیارا لگا تھا۔ رومان نے جب اپنے رشتے دار کی حیثیت سے زاہد کا تعارف کروایا تو ان کی حیرت دور ہوئی۔

نابغہ شاہ نے زبردستی انہیں چائے پلوائی تھی اور کچھ دیر بعد جب زاہد رومان کو چھوڑنے جا رہا تھا تو حسنہ کی مما سے ملنے پر خوش ہو رہا تھا۔ اس کو یہ فیملی اچھی لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

''چھ ماہ کے بعد مجھے کراچی شفٹ ہونا ہے۔ شاید فیملی یہیں رہ جائے۔۔۔ سب یہاں سیٹ ہیں۔'' عبداللہ حسنہ کو بتا رہا تھا۔ حسنہ بہت دنوں بعد ان کے گھر آئی تھی۔

''آپ ہمارے گھر چھوڑ جایئے گا سب کو۔۔۔ صرف میں اور مما ہوتی ہیں اور ہمارا گھر بہت بڑا ہے۔۔۔'' [illegible] نے آفر کی۔

عبداللہ کبھی حسنہ کے گھر نہیں گیا تھا کیونکہ حسنہ خود ہی آ جاتی تھی۔

''تھینک یو فار آفر۔۔۔'' عبداللہ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''یہاں ہم نے جو کام شروع کر رکھا ہے۔ اسے چھ ماہ چلانے کے بعد پھر میری جگہ کوئی اور سنبھال لیتا ہے۔ جیسے لاہور میں ہوا۔۔۔'' اس نے مزید کہا۔

''مجھے تو آپ کے لائیو لیکچر سننے کا مزہ آتا ہے بابا! آپ چلے جائیں گے تو۔۔۔ تو بہت پرابلم ہو جائے گی۔۔۔ ہر ماہ تو آپ کا لیکچر ہوا ہی کرے گا یہاں بھی۔۔۔ مگر وہ بات تو نہ ہوگی جو اب ہے۔۔۔'' حسنہ اداس ہو رہی تھی۔

''نہیں میرے بچے۔۔۔ جب آپ کہیں گی میں آ جایا کروں گا۔۔۔ یا آپ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

سب کو اپنے ساتھ کراچی لے جاؤں گا۔"

یہ سن کر حسنہ بہت ہنسی تھی۔

"آپ جب لیکچر دیتے ہیں تو بندہ کچھ اور سوچ ہی نہیں سکتا آپ کی بات غور سے سننے کے علاوہ ۔۔۔اس وقت بہت تبدیلی آتی ہے انسان کے دل و دماغ میں ۔۔۔اللہ کی محبت زندگی میں شامل ہو جاتی ہے اور انسان مقصد حیات کو پانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

بابا! بہت اچھا لگتا ہے کہ آپ کے جملے سب کچھ بدل دیتے ہیں۔انسان کی ترجیحات جنہیں وہ مادہ پرستی کی دوڑ میں بہت خاص سمجھ رہا ہوتا ہے۔آپ کی باتوں سے بالکل بدل جاتی ہیں۔سب چیزوں کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔سوائے اللہ کی محبت کے۔۔۔"

وہ اک جذبے سے بتا رہی تھی اور عبداللہ کو تو ایسی باتیں سننے کی عادت تھی۔ ذہین سے ذہین انسان بھی عبداللہ کے لیکچرز سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا اور حسنہ کی تو اس سے جذباتی وابستگی تھی۔اس نے اسے بیٹی بنایا تھا۔

حسنہ عبداللہ کا بے انتہا احترام کرتی تھی اور اس سے محبت بھی کرتی تھی۔بابا کی کمی کافی حد تک عبداللہ نے پوری کر دی تھی۔

"بابا! آپ واقعی چلے جائیں گے۔۔۔اور آپ کا دل چاہے گا مجھے چھوڑ کر جانے کو۔۔۔؟" حسنہ نے پھر وہی ٹاپک چھیڑا تھا۔

"دیکھو! میرے جانے یا نہ جانے سے کیا ہوتا ہے۔لڑکیوں نے ہمیشہ ایک جگہ پر تو نہیں رہ جانا ہوتا۔۔۔آپ بھی چلی جائیں گی اپنے گھر۔۔۔" عبداللہ نے اپنا لہجہ اداس بنالیا۔

"میرا گھر تو ادھر ہی ہے۔۔۔اور مجھے مما کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"بچے ایسا نہیں کہتے۔۔۔آپ کی شادی تو ہم نے کرنی ہے۔کسی آپ جیسے

ذہین اور اچھے انسان کے ساتھ۔۔۔" عبداللہ نے مسکراہٹ دبائی۔

"تو پھر اسے یہیں میرے گھر میں رہنا پڑے گا۔اگر نہیں تو مجھے نہیں کرنی شادی وادی۔۔۔"

"شادی تو آپ کی ضرور کرنی ہے۔۔۔اور شرائط ہم خود طے کر لیں گے۔ ٹھیک۔۔۔" وہ بدستور مسکرا رہا تھا۔

"چھوڑیں بابا۔۔۔! کوئی اور بات کریں۔۔۔لیڈیز میں "التقویٰ" کا کام بہت بہتر ہو رہا ہے اس کے بارے میں مجھے اپنا سارا پلان بتائیں۔میں نے جو کالمز لیڈیز ونگ کے بارے میں لکھے ہیں۔ان پر مطمئن نہیں ہوں۔مزید لکھنا چاہ رہی ہوں۔ جو آپ کی گائیڈ لائین کے بغیر ممکن نہیں ہے۔" اس نے فوراً ٹریک بدل لیا تھا۔

عبداللہ نے چند منٹوں میں حسنہ کو بہت کچھ بتا دیا تھا اور حسنہ ہر بار اس کی ذہانت کی داد دیتی تھی۔

"اللہ تعالیٰ نے بابا کو بہت ذہین بنایا ہے اور ان سے بہت کام لے رہا ہے۔ لوگ دنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں۔میرے بابا کتنے گریٹ ہیں صرف آخرت کو مدنظر رکھ کر اپنی دماغی صلاحیتیں لگا رہے ہیں۔کتنا اجر کما رہے ہیں۔اللہ ان جیسے بندوں سے تو بہت پیار کرتا ہوگا۔ایسے لوگ اس کے پسندیدہ ہوتے ہوں گے۔۔۔اور میرے جیسے۔۔۔ہائے میں کیا ہوں۔۔۔؟ کچھ بھی نہیں۔۔۔میں تو کچھ بھی نہیں کر پاتی۔میرا کیا ہوگا۔۔۔؟ اسلام کے بنیادی احکامات۔۔۔مسلمان خواتین۔۔۔میں تو حلیے سے مسلمان خاتون نہیں لگتی۔۔۔اوہ گاڈ! مجھ سے راضی ہو جا۔۔۔" حسنہ گھر واپس جاتے ہوئے سوچ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی اور گھر کے دروازے پر پہنچ کر اپنے آنسو صاف کر کے فریش لگنے کی ایکٹنگ کی تھی۔وہ مما سے اداس موڈ میں ملنا نہیں چاہتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"جب سے آپ گئے ہیں لاہور میں بالکل بھی مزا نہیں آتا۔واپس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

آ جائیں۔" ڈاکٹر شماس نے عبداللہ کو کال کی تھی۔

"بس کام کے لئے یہاں آنا پڑا۔۔۔"

"ماشاءاللہ کام تو آپ کا بہت اچھا ہو رہا ہے۔۔۔میڈیا میں بھی ان ہے جماعت۔۔۔"

"اس میں سارا ہاتھ حسنہ بیٹی کا ہے۔۔۔اس کے کالمز پڑھتے ہوناں۔۔۔"

"پتہ ہے وہ میری بیٹی ہے۔۔۔"

"ماشاءاللہ۔۔۔"

"آج کل میں اس کے لیے ایک اچھا لڑکا تلاش کر رہا ہوں جماعت میں۔۔۔حسنہ جماعت میں آ کر بہت کام کرے گی۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔۔۔حسنہ شاہ کے ساتھ کے لئے ہر کوئی فخر محسوس کرے گا۔"

"یہ تو ہے۔۔۔"

"آپ وقت نکالو ناں۔۔۔اسلام آباد آؤ۔۔۔پھر حسنہ سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔اسے مشورہ دے دینا۔۔۔ٹھیک!"

"انشاءاللہ۔۔۔"

عبداللہ نے یہ اچھا آئیڈیا سوچا تھا کہ حسنہ کی شادی ڈاکٹر شماس سے کرا دی جائے اور پھر دونوں جماعت میں کام کریں۔یہ واقعی اس کا مثبت پلان تھا۔ڈاکٹر شماس کو بھی عبداللہ کی بات کی سمجھ آ گئی تھی۔عبداللہ اس سے ڈائریکٹ بھی بات کر سکتا تھا۔مگر پہلے وہ حسنہ کی رائے جاننا چاہتا تھا۔اسے یہ بھی پتہ تھا کہ حسنہ اس کی رائے کا احترام کرتی ہے۔۔۔اور ہوتا بھی تو ایسا ہی تھا۔عبداللہ جو چاہتا کر لیتا تھا۔

اگلا قدم حسنہ کے گھر جانے کا تھا۔۔۔جب عبداللہ نے حسنہ کو فون پر بتایا تھا کہ وہ اس کے گھر آ رہا ہے تو حسنہ بہت خوش ہوئی تھی۔اس نے فوراً ڈنر کا اہتمام شروع کر لیا تھا اور جب عبداللہ آیا تو اسے مما سے ملوایا تھا۔عبداللہ تھوڑی دیر کے لئے آیا تھا مگر

حسنہ کے ڈنر کے اصرار پر اسے رکنا ہی پڑا۔

وہ کھانا لگا رہی تھی۔جب عبداللہ نے نابغہ شاہ سے بات کی تھی۔

"حسنہ کو میں واقعی اپنی بیٹی کی طرح سمجھتا ہوں۔اس کے لیے میں نے ایک اچھا رشتہ دیکھا ہے۔ڈاکٹر شماس احمد۔۔۔بہت نیک بچہ ہے۔آپ اسے ملئے گا اور پھر رائے دیجئے گا۔"

نابغہ شاہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئیں۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔میں پہلے ہی حسنہ کے لئے بہت پریشان ہوں آپ ضرور ڈاکٹر شماس سے مجھے ملوائیے گا۔حسنہ تو کئی رشتے ریجکٹ کر چکی ہے۔مگر اب مجھے امید ہے کہ آپ کی بات وہ نہیں ٹالے گی۔آپ کا سلیکٹ کیا گیا لڑکا یقیناً بہت اچھا ہوگا۔"

"کھانا لگ گیا۔۔۔" حسنہ گنگنائی۔

انہوں نے ڈنر کیا تھا۔

"حسنہ یہ ساری ککنگ آپ نے کی ہے۔۔۔؟"

"جی بابا!"

"ویری ویل ڈن۔۔۔بہت زبردست۔۔۔مجھے ابھی پتہ چلا ہے کہ میری بیٹی ایک اچھی سگھڑ بیٹی ہے۔۔۔"

"بس بابا اب اتنی بھی تعریف نہ کریں۔"

یہ سارا وقت بہت اچھا گزرا تھا اور نابغہ شاہ تو دل ہی دل میں عبداللہ کے لیے دعائیں کر رہی تھیں کہ انہوں نے حسنہ کے لیے کتنا اچھا سوچا۔

☆ ☆ ☆

علی کو چھٹیاں تھیں اس لیے وہ گھر آیا ہوا تھا۔مریم بہت ٹائم دے رہی تھی۔کالج سے بھی اس نے تین چار چھٹیاں لے لی تھیں۔وہ سارا وقت علی کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔عبداللہ سے بھی وہ ان دنوں بہت مختصر بات کیا کرتی تھی۔علی کے ساتھ اس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

نے سیر کا پروگرام بنایا تھا۔

''مما۔۔۔ مجھے پارک میں جھولے جھولنے ہیں۔۔۔''علی نے معصومانہ فرمائش کی تھی۔

''او۔کے بیٹا۔۔۔! شام کو چلیں گے ناں۔۔۔''اس نے ہامی بھر لی۔

''مما آپ بہت اچھی ہیں۔''علی نے مریم کے گالوں پہ پیار کیا۔

''آپ خود بھی تو بہت اچھے ہیں ناں۔۔۔''مریم نے بھی اسے بے تحاشہ پیار کیا اسی وقت سیل پہ عبداللہ کی کال آئی تھی۔

''لگتا ہے آج کل بہت بزی ہو گئی ہیں۔ بات بھی نہیں کرتیں۔''

''ہاں علی آیا ہوا ہے۔۔۔ سارا ٹائم اس کے ساتھ گزرتا ہے۔''

''اچھا تو یہ بات ہے۔''

''واقعی علی کے ساتھ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ آج جھولے جھولنے کی ضد کر رہا ہے۔''

''تو چلیں ہم اکٹھے اسے سیر کرواتے ہیں۔''

''مگر۔۔۔۔''

''بھئی مریم! آپ کیوں ہچکچا رہی ہیں۔۔۔ میں لینے آؤں گا شام کو۔۔۔''

شام کو واقعی عبداللہ انہیں لینے آیا تھا اور وہ پارک میں گئے تھے علی بہت خوش ہو رہا تھا۔

''تھینک یو انکل۔۔۔''اس نے عبداللہ سے کہا تھا۔ جب عبداللہ نے اسے بہت سارے جھولوں پہ بٹھایا تھا۔

ڈنر بھی عبداللہ نے ہی کروایا تھا۔ علی کو کھلونے بھی لے کر دیے تھے۔ عبداللہ پوز کر رہا تھا کہ علی سے بہت محبت ہے اور مریم کے دل میں عبداللہ کے لئے پیدا ہونے والا نرم گوشہ مزید بڑھ گیا تھا۔

''علی انشاء اللہ ہمیشہ ہمارا بیٹا رہے گا۔''

مریم کو گھر چھوڑتے ہوئے عبداللہ یہ بات کرنا نہیں بھولا تھا۔ علی تو بیڈ پہ لیٹتے ہی سو گیا۔ مگر مریم کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔

''زندگی کتنی عجیب ہوتی ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ سب ختم ہو گیا۔۔۔ پھر علی کو سہارا بنا کر فیصلہ کیا تھا کہ اس کے لئے زندگی گزار دوں گی اور کچھ نہیں چاہیے۔ جب عبداللہ نے زندگی کا ساتھ گزارنے کا کہا تو فیصلہ بدلنا پڑا۔۔۔ اب پتہ نہیں حالات کہاں تک پہنچے ہیں۔۔۔؟ میرا فیصلہ مجھے کہاں لے جا رہا ہے؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ مستقبل میں کیا ہو گا؟''مریم مسلسل سوچ رہی تھی۔

علی پرسکون نیند سو رہا تھا۔ اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

''میرے پاس علی ہے۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ یہ میں کیا کر رہی ہوں؟ عبداللہ زندگی کی راہوں پر اگر سراب کی مانند ثابت ہو گیا تو۔۔۔؟ میں تو خود کو نہ سنبھال نہ سکوں گی۔۔۔ مانا کہ وہ بہت تسلیاں دے چکا۔ خالہ جان سے بھی بات کر چکا۔۔۔ مگر حالات تو اب بھی ویسے ہی ہیں۔ بس اس کی انگیجمنٹ میرے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔۔۔''مریم نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ وہ ٹھیک سوچ رہی تھی۔ کہ اسی وقت عبداللہ کی کال آئی عبداللہ کی باتوں نے پھر سے اسے فریش کر دیا۔

''مریم! آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔۔۔ میں ہوں ناں۔۔۔ میں اپنی بات سے پھر نہیں سکتا چاہے مر ہی جاؤں۔۔۔ پلیز مریم۔۔۔ بس تھوڑا سا انتظار۔۔۔ پھر انشاء اللہ آسانی ہی آسانی ہے۔''

کتنے مان سے اس نے کہا تھا اور مریم کب تک خود سے لڑتی۔۔۔ وہ پھر ہار گئی تھی عبداللہ کے بارے میں اس کے سارے خدشے اس کی باتوں سے ختم ہو جاتے تھے اور پھر وہ مطمئن ہو جاتی تھی۔ یہ سلسلہ بہت عرصے سے چلتا جا رہا تھا۔ نیند میں جاتے ہوئے وہ پھر فیصلے پر قائم تھی کہ عبداللہ کا ساتھ ہی زندگی میں علی اور اس کے لیے فائدہ مند ہے۔

☆ ☆ ☆

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"جماعت کی ایک بہت اہم میٹنگ ہوئی تھی۔ اب ہم فارغ ہیں۔ آپ آ جاؤ تو بہت سی اہم باتیں جان سکتی ہو۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔" عبداللہ نے حسنہ کو کال کی تھی۔

"بہت شکریہ۔۔۔ میں ساری مصروفیات چھوڑ کر فوراً نکلتی ہوں۔" حسنہ نے کہا تھا۔

"ڈرائیور بھجواؤں۔۔۔!" عبداللہ نے پوچھا۔

"بالکل ضرورت نہیں۔۔۔ اتنی دیر میں میں خود پہنچ جاؤں گی۔" اس نے منع کر دیا۔

"او۔کے۔۔۔ آپ کا بہت انتظار ہے۔۔۔" عبداللہ نے بات ختم کی۔

حسنہ بہت جلدی "التقویٰ" کے مرکزی آفس پہنچی تھی اور عبداللہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔

"یہ ڈاکٹر شماس احمد ہیں۔۔۔ بہت کام کرنے والے اور اسلام سے محبت رکھنے والے۔۔۔"

"اور شماس یہ حسنہ شاہ۔۔۔ میری بیٹی ہے۔۔۔ ملک کی نامور رائٹر۔۔۔" عبداللہ نے فوراً تعارف کرایا تھا اور دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا تھا۔

ڈاکٹر شماس نے میڈیا کے ذریعے "التقویٰ" کا کام مؤثر طور پر کرنے کے لئے حسنہ کو بہت سے نکات بتائے تھے اور حسنہ نے بہت غور سے اس کی باتیں سنی تھیں۔ یہ ڈسکشن ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس کے بعد عام باتیں ہوئیں۔ مزید ایک گھنٹہ گزر گیا۔ حسنہ کو جانے کی جلدی تھی۔ مگر عبداللہ نے یہ کہہ کر روک لیا کہ وہ اسے چھوڑ دیں گے۔ عبداللہ اور شماس حسنہ کو چھوڑنے کے لئے گئے۔ ہلکی ہلکی گپ شپ بھی ہوتی رہی۔

"آج چائے حسنہ کے ساتھ پی جائے گی۔" عبداللہ نے گویا اعلان کیا۔

"ضرور۔۔۔" وہ مسکرائی۔

مسز نابغہ شاہ سے جب شماس کا تعارف ہوا تھا تو وہ بہت خوش ہوئیں۔ انہیں پر تکلف چائے پلوائی گئی۔ شماس انہیں بہت پسند آیا تھا۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ حسنہ اور شماس نے ایک دوسرے کے لئے اس طرح سے نہ سوچا تھا۔

"حسنہ! آپ شماس کو اپنی لائبریری ضرور دکھائیں۔" عبداللہ نے گویا حکم دیا تھا۔

"جس طرح آپ اللہ کی محبت کی باتیں کرتی ہو۔ شماس بھی کرتا ہے۔" معلومات میں اضافہ کیا گیا۔

"جی اچھا۔۔۔" کہہ کر حسنہ شماس کو دوسرے روم میں لائی تھی۔

شماس نے دلچسپی سے ساری کتابوں کو دیکھا تھا۔ وقت بہت کم تھا۔ اس لیے وہ صرف کتابوں کے نام ہی پڑھ سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے یہی کیا۔

"تھینک یو۔۔۔" کہہ کر شماس نے بات ختم کی تھی۔

"ڈاکٹر شماس وہی لڑکا ہے جس کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔ آپ دیکھ لیں۔ سوٹ بھی کرتا ہے۔" عبداللہ نے نابغہ شاہ سے بات کی تھی۔

"میں تو آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔ حسنہ صرف آپ کی بات سے ہی قائل ہو سکتی ہے مجھے شماس بہت پسند آیا ہے۔۔۔ میں حسنہ سے بات کروں گی۔۔۔" انہوں نے بہت جلدی رضامندی دے دی تھی۔

"بس میں تو حسنہ کی خوشی چاہتا ہوں۔ وہ بہت حساس ہے۔ کسی ایسے بندے کے ساتھ ہی ایڈجسٹ کر سکتی ہے جو اس کی بہت کیئر کرے۔۔۔ شماس کے بارے میں میں سب کچھ جانتا ہوں۔ ماشاءاللہ۔ بہت نیک بچہ ہے۔" عبداللہ نے مزید تعریف کی۔

ان کی باتیں ابھی جاری تھیں کہ شماس بھی واپس آ گیا۔ حسنہ اس کے ساتھ نہیں تھی۔

"بہت جلدی لائبریری دیکھ لی آپ نے۔۔۔"

"بس چند بکس کے نام پڑھے۔ اچھی کولیکشن ہے۔۔۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"حسنہ کہاں رہ گئی۔۔۔" عبداللہ نے اتنا کہا تھا کہ حسنہ بھی آ گئی۔

"بابا! یہ التقویٰ کے لئے کچھ فنڈنگ کی تھی میں نے۔۔۔" حسنہ نے ایک چیک عبداللہ کو دیا۔

جزاک اللہ۔۔۔" عبداللہ نے آہستگی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں چلنا چاہئے۔۔۔" وہ شماس سے مخاطب تھا اور شماس فوراً کھڑا ہوگیا۔

"ایسے کیسے جا سکتے ہیں شماس بیٹا پہلی دفعہ ہمارے گھر آیا ہے۔ کھانا کھا کر جایئے گا۔" نابغہ شاہ نے انہیں اصرار سے روکا۔

حسنہ کا موڈ ریسٹ کرنے کا تھا۔ مگر وہ پروگرام کینسل کر کے اس نے جلدی جلدی کھانا لگایا۔ سب نے اکٹھے ڈنر کیا۔۔۔ مزید باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد عبداللہ اور ڈاکٹر شماس واپس چلے گئے تو نابغہ شاہ اور حسنہ انہیں مین گیٹ تک چھوڑنے کیلئے آئیں۔

☆ ☆ ☆

"او مائی گاڈ۔۔۔! یہ حسنہ شاہ تو عبداللہ کو خواہ مخواہ سر چڑھا رہی ہے۔۔۔ اس کی کلاس لینے کا۔۔۔۔۔ اس کو حقیقت بتانے کا وقت آ چکا ہے۔۔۔۔۔۔ میں اس سے ضرور ملوں گا۔"

زاہد اخبارات کو سامنے پھیلائے بڑبڑا رہا تھا۔ وہ آفس سے آ کر پچھلے ہفتے کے سارے اخبارات دیکھ رہا تھا۔ یہ ہفتہ بہت مصروف گزرا تھا۔ اس نے اخبارات بس دیکھے تھے پڑھے نہیں تھے۔ صبح سنڈے تھا اور رات گئے وہ مطالعہ میں مصروف تھا۔ حسنہ شاہ کے کالمز اس کے غصے کو بڑھا رہے تھے۔

"لڑکیوں کو الو بنانا ہمیشہ ہی بہت آسان ہوا کرتا ہے اور وہ بھی حسنہ شاہ جیسی سیدھی سادھی، پیور لڑکی کو۔۔۔" اس نے سوچا۔ حسنہ کا نمبر اس کے پاس تھا اور اس نے فوراً ڈائیل کیا۔

"جی۔۔۔" رات گئے بھی حسنہ کی آواز بہت فریش تھی۔ کیونکہ اس وقت اس

نے چائے پی تھی اور رائٹنگ کے لئے بیٹھی تھی۔

"میں زاہد مرزا بات کر رہا ہوں۔۔ سوری ڈسٹرب کیا۔"

"اٹس او۔ کے۔۔۔"

"مجھے آپ سے بہت ضروری کام ہے۔۔۔ ملنا چاہتا ہوں آپ سے۔۔۔ کل وقت دے سکتی ہیں۔۔۔"

"کل تو بہت مشکل ہے۔۔۔ پرسوں آپ آفس آ جائیں۔"

"لیکن ایسے۔۔۔ آخر بات کیا ہے؟"

"بہت اہم۔۔۔ جو فون پر بھی نہیں بتائی جا سکتی۔۔۔"

"ویری فرینکلی۔۔۔ آئی وانٹ ٹو کلئیر۔۔۔ میں آج تک کسی میل سے اکیلے میں نہیں ملی۔"

"لیکن یہ بہت ضروری ہے مس حسنہ شاہ۔۔۔! آپ مجھ پر اعتماد کر سکتی ہیں اور ہم شہر کے کسی بھی بڑے ہوٹل میں ملیں گے۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگلے ہفتے جب آفس میں لنچ بریک ہوگی۔"

"تھینک یو مس حسنہ۔۔۔!"

"یو آر ویل کم۔۔۔"

حسنہ زاہد مرزا کی کال سن کر حیران ہوئی تھی اسے سسپنس بھی تھا کہ آخر زاہد مرزا اپنی پٹاری سے کیا نکالنا چاہتا ہے۔۔۔ صحافت میں اپنے کیریئر کے دوران اس نے بہت سی معلومات غیر متوقع سورسز سے حاصل کی تھیں مگر زاہد کی کال کی اہمیت اپنی جگہ تھی۔۔۔ حسنہ نے رائٹنگ کرنے کی کوشش کی مگر وہ بار بار ڈسٹرب ہو رہی تھی۔ ہفتے سے پہلے وہ وقت نکال سکتی تھی مگر جان بوجھ کر زاہد کو لیٹ وقت دیا تھا۔

"حسنہ۔۔۔! بہت ہو گیا۔۔۔ اب بس کرو۔۔۔ میری بات سنو۔" نابغہ شاہ ایک دم اس کی سوچوں میں مخل ہوئی تھیں اور وہ خود بھی اٹھنا چاہ رہی تھی۔

"جی مما۔۔۔ کیا بات ہے؟" وہ پرسکون سے بیٹھ گئی تھی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"ڈاکٹر شماس احمد تمہیں کیسا لگا۔۔۔؟" مما کے ایک دم سوال کرنے پر وہ گڑ بڑا گئی۔

"جی۔۔۔۔۔۔۔؟"

"میرا خیال ہے میں نے کوئی مشکل بات نہیں پوچھی۔۔۔وہ کیسا لڑکا ہے؟"

"میں کیا جانوں۔۔۔بابا کے ساتھ آئے تھے اچھے ہی ہوں گے۔"

"پتہ ہے عبداللہ صاحب تمہارے اور شماس کے لئے پلان کر رہے ہیں؟"

"او مائی گاڈ۔۔۔مجھے بتایا تک نہیں۔۔۔یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔"

"اب تو بتا دیا ہے۔۔۔"

"سو سٹرینج۔۔۔"

"اس میں حیرت والی کون سی بات ہے؟"

"او نو۔۔۔مما۔۔۔!اتنی جلدی نہ سوچیں۔۔۔پلیز۔۔۔کچھ موقعہ تو دیں۔"

"ہر دفعہ تم یہی کہتی ہو۔۔۔"

"فی الحال تو بہت نیند آ رہی ہے اب سوتی ہوں۔۔۔بعد میں بات ہو گی۔"

"حیرت ہے بابا بھی کیا کیا سوچ رہے ہیں؟"

حسنہ نے سونے کی کوشش کی مگر نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ڈاکٹر شماس پہ اس نے اتنا غور ہی کب کیا تھا۔۔۔

"سب کچھ اللہ پہ چھوڑنا چاہئے۔۔۔" یہ سوچ کر وہ مطمئن ہو گئی تھی اور مزے سے سو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"عبدالرحمان! کیا تم اسلام آباد آ سکتے ہو۔۔۔؟"

"نہیں زاہد! فی الحال کوئی ارادہ نہیں۔"

"اچھا تو پھر عبداللہ کے بارے میں ساری باتیں مجھے بتاؤ۔"

"وہ تم پہلے سے ہی جانتے ہو۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں سو بار سمجھا چکا ہوں کہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری ایک فورس چاہئے۔"

"میں فورس بناؤں گا تم ہاں تو کرو۔"

"اچھا بابا بتاؤ۔۔۔کیا کروں۔۔۔"

"کچھ مزید ثبوت۔۔۔"

"دے دوں گا اور۔۔۔"

"اور تم بہت اچھے ہو۔۔۔پلیز واپس آؤ۔۔۔اللہ سے توبہ کر لو۔۔۔ڈرنک کرنا چھوڑ دو۔۔۔ہمارے ساتھ کام کرو۔۔۔بہت اچھے اچھے لوگ ہیں ہمارے ساتھ۔۔۔ہم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔"

"بچوں جیسی باتیں کرتے ہو۔"

"پلیز عبدالرحمان۔۔۔!میں تمہیں اس حالت میں برداشت نہیں کر سکتا۔کوئی ایسا سفر نہیں ہوتا جس سے واپس پلٹنا اختیار میں نہ رہے۔تم اللہ سے معافی مانگ لو۔۔۔وہ فوراً معاف کر دیتا ہے۔۔۔مجھ سے وعدہ کرو تم کوشش کرو گے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔میں کوشش کروں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"تم بہت اچھے ہو زاہد۔۔۔!میں خود تم سے رابطہ کروں گا گڈ بائے۔"

☆ ☆ ☆

"ایک کروڑ۔۔۔مجھے یہ سودا منظور ہے۔پلاٹ تم اپنے نام کروا لو۔۔۔پھر سیل کر کے تمہیں تمہارا حصہ مل جائے گا۔" عبداللہ اپنے بھانجے سے مخاطب تھا۔

"آپ بہت گریٹ ہیں ماموں۔۔۔بہت شکریہ۔۔۔"

"یہ تو آغاز ہے۔تمہارے دوستوں کے نام آئندہ پلاٹس لینے ہیں۔تم انہیں اعتماد میں لے لو۔۔۔ٹھیک۔۔۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"بالکل!"

"رقم تمہارے اکاؤنٹ میں موجود ہے ناں۔۔۔وہاں سے ادائیگی کر دینا۔"

"جی اچھا۔۔۔"

عبداللہ ایسے سودے دن میں کئی بار کرتا تھا۔۔۔اتنی بے تحاشہ دولت اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی اور وہ قابو میں نہ رہا تھا۔۔۔اس نے دولت سے محبت ہی تو کر لی تھی۔فراڈ سے وہ اسے مسلسل بڑھا رہا تھا۔مگر اسے ذرا بھی احساس نہ تھا کہ وہ کتنے غلط کام کر رہا ہے۔

شاہینہ سے ملے بہت دن گزر گئے تھے۔اس دفعہ اس نے خود ڈائمنڈ کا ایک سیٹ خریدا تھا۔جو شاہینہ کے حضور پیش کرنا تھا۔

گفٹ اسے بہت پسند آیا تھا اور وہ عبداللہ کے سامنے بچھی جا رہی تھی۔اس دفعہ عبداللہ نے ڈرنک بھی کیا تھا اور بے ہودگی کی انتہا پہ تھا۔وہ گالیاں دے رہا تھا۔

"شاہینہ۔۔۔اس جماعت کے کام (گالی)۔۔۔نے اس قدر مصروف کر رکھا ہے (گاں) کہ تم سے ملاقات کا ٹائم ہی نہیں ملا۔۔۔(گالی) بس یہ کام ستا کے رکھ دیتے ہیں۔(بے تحاشہ گالیاں)"

شاہینہ تو ہمیشہ ہوش میں رہتی تھی۔عبداللہ کی اس حالت کو دیکھ کر وہ بھی انجوائے کر رہی تھی۔وہ خود حیران تھی کہ عبداللہ جیسا ایجڈ انسان اسے پسند تھا۔کیونکہ وہ اس کے نخرے اٹھاتا تھا اس لیے شاہینہ کو اس سے بہت دلچسپی تھی۔بلکہ وہ اس کی ضرورت بھی تھا۔کوئی عام گاہک اسے اس قدر نواز نہیں سکتا تھا۔

عبداللہ نشے کی حالت میں پڑا تھا۔۔۔وہ جو بیئر کو "ام الخبائث" کہہ کر اپنے لیکچرز میں لوگوں کو اس سے دور رہنا سکھاتا تھا اب خود اس کا اسیر بنا ہوا تھا۔۔۔اس وقت وہ اس عبداللہ سے کتنا مختلف لگ رہا تھا۔جو لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتا تھا۔۔۔حیرت کی بات تھی کہ لوگ اسے سنتے 'پسند کرتے اور اس کی باتوں پر عمل بھی کرتے تھے۔۔۔مگر وہ خود عمل سے دور ہو چکا تھا۔کبھی کبھی انسان اتنے غلط کام کرتا ہے

کہ وہ ہدایت سے دور ہو جاتا ہے۔بہت دور عبداللہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔

عورت اور بیئر نے اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دی تھی۔شاہینہ میں اضافی خوبی تو موجود نہ تھی۔یہ تو عبداللہ کے اخلاق کی گراوٹ تھی کہ وہ گندگی میں خود کو دھنسا رہا تھا۔اس نے کبھی اپنا احتساب نہیں کیا تھا۔نہ اپنے گریبان میں جھانکا تھا۔معاشرے کی لڑائیوں کو سر پر چڑھ کر گننے والا عبداللہ کیا تھا۔۔۔؟

اس کی شخصیت کو اگر ایک لفظ میں سمو دیا جائے تو وہ لفظ "دھوکہ" تھا شاید وہ خود کو بھی دھوکہ دے رہا تھا۔

وہ اک سراب تھا مگر خود کے لیے عذاب بھی تھا۔

☆ ☆ ☆

"اللہ میں تیرا بہت گناہ گار بندہ ہوں۔۔۔مگر گناہ کے اس راستے پر نادم ہوں مجھے کہیں سکون نہیں ملا۔۔۔میں واپس پلٹنا چاہتا ہوں۔میری توبہ قبول کر لے۔۔۔مجھے معاف کر دے۔۔۔تیری رحمت بہت وسیع ہے۔وہ میرے جیسے گناہ گاروں، بدکرداروں کے سارے گناہ دھو سکتی ہے۔۔۔اللہ! میں نے بہت عرصہ گناہوں کے راستے پر چلتے ہوئے گزارا ہے۔اب میں تھک گیا ہوں۔۔۔مجھے کہیں پناہ نہیں ملی۔۔۔بس پناہ تو تیرے پاس ہے۔۔۔مجھے پناہ دے دے۔۔۔ورنہ میں تو کہیں کا نہیں رہوں گا۔۔۔"

عبدالرحمان اللہ کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔۔۔

"اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرما لے اور میرے گناہوں کو دھو ڈال اور میری دعا قبول فرما۔اور میری محبت و دلیل کو باقی رکھ اور میری زبان سچی بنا اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینے کی سیاہی نکال دے۔"(ترمذی)

"اے اللہ! میری خطا اور نادانی اور میرے کاموں میں زیادتی سے درگزر فرما اور اس گناہ سے بھی جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھے ہے۔اے اللہ! میری مغفرت فرما، اس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

بات سے جس کو میں نے ارادے اور سنجیدگی سے کیا اور اس سے بھی جس کو ہنسی اور دل لگی میں کیا اور ان کاموں سے بھی جنہیں میں نے بھول چوک میں کیا اور ان سے بھی جنہیں میں نے دانستہ طور پر کیا۔"

اللھم اغفرلی ذنبی کلہ و اولہ ،واخرہ وعلانیتہ وسرہ . (مسلم)

"اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے گناہوں کو معاف فرما دے۔ وہ جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں اور جو پوشیدہ ہیں یا ظاہر۔"

"اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما تو یقیناً توجہ کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (ابن ماجہ)

وہ بار بار عربی میں یہ دعائیں دہرا رہا تھا۔

اپنی پوری زندگی کی فلم اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ وہ کیا تھا اور کیا ہو گیا تھا بہت سی باتیں اسے یاد آ رہی تھی۔ اس کے دل پر دستک دے رہی تھیں اور آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

اللہ کے خوف سے عبدالرحمان کانپ رہا تھا۔

"اے اللہ مجھے پتہ ہے کہ میں بہت برا بن چکا ہوں۔ میں تو اس قابل ہوں کہ مجھے کڑی سزا دی جائے مگر تو توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے مجھے معاف کر دے۔۔۔ اب میں تیرے در پہ آ گیا ہوں۔۔۔ جب تک تو معافی نہ دے میں نہ اٹھوں گا۔۔۔" وہ رو رہا تھا اور توبہ کر رہا تھا۔

تین گھنٹے مسلسل رونے کے بعد اس کے دل میں سکون بھر گیا تھا۔ اب اسے یقین آ گیا تھا کہ اللہ نے اسے معاف کر دیا ہے۔

مگر وہ رو رو کے نڈھال ہو گیا تھا۔ مگر پرسکون تھا۔

☆ ☆ ☆

"حسنہ۔۔۔! آپ کے سامنے میری کیا ویلیو ہے؟" عبداللہ نے اس سے سوال کیا تھا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔۔ میں آپ کو بابا جتنی ویلیو دیتی ہوں۔ آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ حالانکہ مجھے پتہ ہے کہ آج کل اتنا اہم رشتہ کوئی کسی سے نہیں بناتا لیکن میں نے بنایا ہے آپ سے۔۔۔"

"تھینک یو حسنہ۔۔۔!"

"تھینک یو ٹو۔۔۔"

"اچھا اب یہ بتاؤ۔۔۔ کہ میں آپ کا بھلا چاہوں گا ناں۔"

"جی بالکل۔۔۔ مگر یہ پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہیں۔ ڈائریکٹ بات کریں۔ مجھے کچھ کچھ آئیڈیا ہو رہا ہے کہ آپ کس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ تو مجھے پتہ ہے کہ آپ بہت ذہین ہو۔۔۔ میں ڈاکٹر شماس احمد کی بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"او گاڈ۔۔۔! مما بھی یہی بات کرتی ہیں۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ یہ ضروری بات ہے ناں۔۔۔ اب آپ بتاؤ کہ وہ کیسا لگا آپ کو۔۔۔؟"

"رئیلی بابا! میں نے اس طرح اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔۔۔ نہ observe کیا۔۔۔"

"وہ پھر آ رہا ہے اگلے ہفتے کے شروع میں۔۔۔ اب آپ سوچ لینا۔۔۔"

"اچھا بابا! دیکھیں گے۔۔۔ فی الحال کام کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ "التقویٰ" کے تحت ہم اسلامک اکیڈیمز بنائیں۔ یہ کام ہم آزاد کشمیر سے شروع کرتے ہیں۔ ان اکیڈیمز میں ہم خواتین اور لڑکیوں کے مختلف گروپس بنائیں گے۔ ان کی تعلیم وغیرہ کو مدنظر رکھ کر۔۔۔ پھر انہیں اسلام سکھائیں گے۔ کیونکہ رورل ایریاز کے حالات بہت خراب ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت کو یہ نہیں پتہ کہ کیا درست ہے اور کیا غلط۔۔۔؟ ہم ان پڑھ خواتین کو بھی تعلیم دیں گے۔۔۔ ان اداروں کا سلیبس آپ ڈیزائن کریں گے اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ہم ان کے ذریعے کس طرح سے

Courtesy www.pdfooksfree.pk

تبدیلی لائیں گے۔کم از کم ان علاقوں کی خواتین کو قرآن کا ترجمہ پڑھا دیا جائے۔یہ بھی بڑی بات ہے۔"

"ونڈر فل حسنہ۔۔۔! آپ ہی سارے کام کو سنبھالو گی۔"

"نہیں بابا۔۔۔! آپ کسی تجربہ کار بندے کو یہ کام سونپیں۔۔۔میں بس ہیلپ کروں گی۔"

"ہاں۔۔۔مریم خان صاحبہ بہت ٹیلنٹڈ خاتون ہیں۔آپ فوراً ان سے مل لو۔ بہت ہیلپ فل ثابت ہوں گی۔ان کے پاس تجربہ بھی ہے۔پرائیویٹ کالج کی پرنسپل ہیں۔بلکہ انہیں ہم جاب دے دیتے ہیں۔کیسا ہے۔۔۔؟"

"آپ کہہ رہے ہیں تو واقعی مریم صاحبہ ہینڈل کرلیں گی۔میں ان سے ملاقات بھی کرلوں گی۔ان کا کونٹیکٹ نمبر دے دیں پلیز۔۔۔"

"میں خود بھی انہیں بتادونگا۔۔۔انشاءاللہ۔۔۔"

"تھینک یو بابا۔۔۔!"

"اب انفارمل باتیں ہوجائیں۔۔۔"

"جی بابا۔۔۔!"

"اسلام آباد چھوڑنے سے پہلے ایک ٹریٹ کرنی ہے۔۔۔جسے آپ ارینج کرو سارے آئیڈیاز آپ کے۔۔۔میں پے کروں گا۔۔۔"

"ٹریٹ تو میری طرف سے ہونی چاہیے۔۔۔"

"بھئی یہ بڑوں کی ڈیوٹی ہے۔بچوں کی نہیں۔۔۔"

"بابا! میں بچی نہیں ہوں۔۔۔جاب بھی کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے مگر آئندہ آپ دینا۔۔۔یہ میری طرف سے ہے۔۔۔"

حسنہ نے مریم خان کا نمبر اور ایڈریس نوٹ کیا تھا اور مریم خان سے ملنا پہلی ترجیح رکھا تھا۔

وہ اسلامک اکیڈیمز کے منصوبے پر بہت جلد عمل کرنا چاہتی تھی۔اس لئے

مریم خان سے جلد از جلد ملنا چاہتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"محبت کس قدر خالص جذبہ ہے ناں مریم۔۔۔! انسان کو باندھ کے رکھ دیتا ہے۔" عبداللہ مریم سے مخاطب تھا۔

"باندھ کے کب رکھتا ہے۔آپ کی ساری روٹین اسی طرح جاری ہے۔" وہ ہنسی۔

"یہ تو مجبوری ہے ناں۔۔۔مگر آپ مجھے یاد نہ آئیں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔مان لیتے ہیں۔۔۔ویسے میلو کو بیوقوف بنانے کا فن خوب آتا ہے۔

صرف باتوں سے دل بہلا دیتے ہیں۔"

"بھئی مذاق نہ کریں۔۔۔میں اپنی محبت میں سچا ہوں۔۔۔ہر محبت کرنے والا یہی کہتا ہے مگر میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

"اب یقین آگیا ہے۔"

"شکر ہے اب بھی آگیا۔۔۔میں کیا بتاؤں۔۔۔آپ کی یاد مجھے کس قدر آتی ہے صبح موسم بہت سہانا تھا بارش ہو رہی تھی تو اس وقت آپ شدت سے یاد آئیں۔۔۔بارش دیکھنے کا وقت تک نہ تھا۔۔۔بس آپ کو یاد کرنے کا وقت ہر وقت نکال لیتا ہوں۔"

"آپ کی گفتگو کے علاوہ ذوق بھی ادبی قسم کا ہے۔"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔بات ساری محبت کی ہے۔۔۔جس سے محبت ہو اس کی ہر بات اچھی لگتی ہے۔۔۔ہے ناں۔۔۔"

"وہی کام۔۔۔لیکچرز۔۔۔ہاں یاد آیا۔۔۔حسنہ میری بیٹی ہے۔منہ بولی بیٹی وہ آپ کے ساتھ مل کر آزاد کشمیر میں ایک پروجیکٹ لانچ کرنا چاہتی ہے۔اور جلد ہی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

آپ سے ملے گی۔۔۔"

"کیا کرنا ہوگا۔۔۔"

"وہ سب آپ کو بتا دے گی۔ بہت ٹیلنٹڈ ہے۔۔۔"

"میں حسنہ شاہ کے کالمز پڑھا کرتی ہوں۔۔۔آپ کے بارے میں بہت اچھا لکھتی ہے۔"

"وہ خود بھی اچھی ہے۔۔۔آپ یہ جاب چھوڑ کر ہمارے ساتھ آ جائیں اور وہ پراجیکٹ سنبھالیں۔۔۔"

"یہ تو سوچنا پڑے گا۔"

"محبت میں کچھ سوچا نہیں جاتا۔۔۔"

"آپ پھر ٹاپک سے ہٹ گئے۔"

"میں تو اصلی ٹاپک پہ آ گیا ہوں۔"

"اسی ویک اینڈ پہ آپ کی طرف آنے کا ارادہ ہے۔ پھر باہر چلیں گے۔"

"آپ ضرور آیئے گا۔ مگر باہر نہیں جائیں گے۔ یہ کچھ مناسب نہیں لگتا۔۔۔"

"حسنہ کو بھی ساتھ لے لیں گے۔ پھر تو مناسب لگے گا ناں۔۔۔"

"چھوڑیں اس بات کو۔۔۔انتظار کریں۔۔۔"

"انتظار بہت مشکل کام ہوتا ہے۔"

"لیکن ناممکن تو نہیں۔۔۔"

"علی کیسا ہے؟"

"ٹھیک ہے آپ کو یاد کرتا ہے کہ انکل بہت اچھے ہیں۔"

"دیکھیں آپ تو یاد کرتی نہیں ہیں۔ وہ کر لیتا ہے۔"

"ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل میں میلز زیادہ expressive ہوتے ہیں۔ اور فی میلز کم۔۔۔"

"اب تو میلز بھی۔۔۔"

"اچھا رہنے دیں۔۔۔اب بہت باتیں ہو گئیں۔"

"آپ باتوں پر بھی پابندی لگانا چاہتی ہیں۔"

"یہ میں نے کب کہا۔۔۔؟"

"تو اور کیا کہا ہے۔۔۔"

"کچھ بھی نہیں کہا۔۔۔میں نے۔۔۔بس اپنا خیال رکھا کریں۔"

"اور آپ بھی۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔فی امان اللہ۔"

"فی امان اللہ۔"

☆ ☆ ☆

"حسنہ بیٹی! یہ آپ کے لئے ایک سپیشل گفٹ ہے۔ امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گا۔"

عبداللہ نے حسنہ کو ایک گفٹ دیا تھا جب حسنہ "التقویٰ" کی مین لائبریری میں اس سے ملنے آئی تھی۔

"جزاک اللہ۔۔۔بابا۔۔۔! ذرا دیکھوں تو سہی ہے کیا۔۔۔؟" یہ کہتے ہوئے حسنہ نے اسے کھولا تھا۔

براؤن کلر کا گاؤن تھا اور اس کے ساتھ بلیک اسکارف تھا۔۔۔حسنہ حیران ہوئی تھی۔

"حجاب۔۔۔مگر میں تو حجاب نہیں لیتی۔۔۔"

"یہ فرض ہے حسنہ۔۔۔!"

"اچھا تو پچھلے دنوں حجاب سے متعلقہ کتابیں جو دی تھیں وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔"

"بالکل۔۔۔"

"مجھے تو ذرا بھی پریکٹس نہیں ہے۔ میرے لیے بہت مشکل ہو جائے گی۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"بھئی یہ کوئی کنکریٹ سے بنا حجاب نہیں ہے صرف ایک کپڑا ہے۔ بالکل بھی مشکل نہیں ہوگی۔۔۔ آپ تو بہت بہادر ہو۔ ہر مشکل سے ٹکرا جانے والی۔۔۔ یہ تو بہت آسان کام ہے۔ دین تو بھلائی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ہمارے لیے دین میں ایسی بات فرض کردے جو ناممکن ہو یا بہت مشکل ہو۔۔۔ دین آسانی' فائدے، اور نجات کا نام ہے۔ پہلے صرف سکارف اوڑھو۔۔۔ بعد میں چہرہ ڈھانپنا۔

"او۔ کے بابا۔۔۔! میں خود حجاب کو پسند کرتی تھی یہ آئیڈیا کبھی نہ بنا سکی کہ میں بھی حجاب لوں گی۔۔۔ میں اسے استعمال کروں گی تو آپ کو بھی اجر ملے گا۔"

"ویری گڈ۔۔۔ مجھے آپ سے یہی امید تھی۔"

"میرے لیے دعا کریں۔۔۔ جب آپ کی دعا میرے ساتھ ہوگی تو انشاء اللہ میں ہر میدان میں سرخرو ہوں گی۔"

"اللہ استقامت دے۔"

حسنہ گھر آکر ڈریسنگ کے سامنے حجاب پہنے بہت دیر کھڑی رہی تھی۔ اسے عبداللہ کے لیکچرز کی باتیں یاد آئیں تھیں اور اسے سورۃ نور واحزاب کی پردے سے متعلقہ آیات۔۔۔ بہت سی احادیث اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔

"کیا کروں میرے لیے پردہ بہت مشکل ہے۔"

ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تھا۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی تھی۔ تب اس کا دل بہت مطمئن ہوا تھا اور اس نے فیصلہ کرلیا تھا۔

اگلے دن حجاب کے ساتھ آفس جارہی تھی تو نابغہ شاہ حیران ہوئیں۔

"حسنہ یہ اتنی بڑی تبدیلی کیسے آگئی۔ انہوں نے سوال کیا۔"

"مما۔۔۔! بس اللہ نے اب توفیق دی ہے۔۔۔" اس نے جواب دیا۔

آفس میں تو سب حیران رہ گئے۔ خاص طور پر رومان۔۔۔ مگر حسنہ بہت مطمئن تھی۔ اس نے رومان کو بھی دعوت دی۔ حسنہ نے چہرہ کور نہیں کیا تھا۔ صرف سکارف اوڑھا تھا۔ پھر بھی یہ بات بڑی تھی۔

"تم بھی حجاب کرلو میں تمہیں لے کر دوں گی رومی!"

"کروں گی انشاء اللہ۔۔۔ مگر جب میرا اپنا دل قائل ہوگا تو۔۔۔"

"پہلا سٹیپ لینا مشکل ہوتا ہے اس کے بعد حالات سازگار ہوجاتے ہیں۔"

حسنہ نے حجاب لیا تھا تو یہ خبر بہت پھیلی کچھ اخبارات کی رپورٹرز نے اس سے انٹرویوز بھی لیے تھے جو حجاب کے بارے میں تھے۔

"پردہ کوئی اضافی خوبی نہیں بلکہ ایک مسلمان عورت کی ڈیوٹی ہے اور یہ ڈیوٹی اب میں نبھاؤں گی انشاء اللہ۔" حسنہ نے سب کو بتایا تھا۔

☆ ☆ ☆

حسنہ جب ہوٹل پہنچی تھی تو زاہد مرزا اسی کا انتظار کررہا تھا۔

"اسلام علیکم اور موسٹ ویل کم ٹو یو مس حسنہ شاہ۔۔۔!"

"وعلیکم اسلام اینڈ تھینک یو۔"

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟ کام کیسا جارہا ہے؟"

"ایوری تھنگ از۔ او۔ کے۔"

"لنچ میں کیا پسند کریں گی آپ۔۔۔؟"

"میں لنچ نہیں کروں گی۔۔۔ بس کولڈ ڈرنک چلے گا۔۔۔ آپ کام کی باتوں پہ آئیں۔"

"او نو۔۔۔ یہ تو لنچ ٹائم ہے۔۔۔ اچھا میں اپنی چوائس پہ منگواتا ہوں۔"

"چھوڑیں۔۔۔ آپ بات بتائیں جس کیلئے یہاں مجھے بلوایا ہے۔"

"بات تو بہت اہم ہے ہر لحاظ سے۔۔۔ اس کی تفصیلات تو آپ کو اس سی ڈی میں ملیں گی بلکہ ثبوت کہہ لیں۔"

زاہد نے ٹیبل پر سی ڈی رکھنے کے ساتھ ہی حسنہ کو تفصیلات سنانا شروع کردی تھیں۔ اس نے اپنی ساری کہانی بھی سنائی تھی کہ کس طرح وہ عبداللہ سے متاثر ہوکر جماعت میں آیا۔ محنت، ایمانداری اور محبت سے جماعت کا کام کرکر کے خود کو کھپایا۔ مگر

Courtesy www.pdfooksfree.pk

عبداللہ بہت کرپٹ نکلا۔

زاہد مرزا نے جان بوجھ کر حسنہ کو وہ بات نہ بتائی جو عبداللہ کی اصلیت جاننے کے بعد اس نے برائی کا تجربہ کیا تھا۔

"عبداللہ تو اک دھوکے کا نام ہے مس حسنہ شاہ۔۔۔! اسلام کے نام پر لوگوں کو فول بناتا ہے۔ وہ ان سے اپنے کام نکلواتا ہے۔۔۔ خود اسلام پر ذرا بھی عمل نہیں کرتا ہے۔"

"دیکھیں زاہد مرزا صاحب! کوئی بھی انسان آئیڈیل نہیں ہوتا۔ ہر انسان میں خامیاں ہوتی ہیں سو عبداللہ صاحب میں بھی ہوں گی۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ آپ جو جماعت میں اتنا اچھا کام کر رہے تھے صرف عبداللہ کی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ کر آ گئے۔"

"مس حسنہ! میں حیران ہوں کہ یہ سب جان کر آپ کو میری طرح شاک نہیں ہوا۔ خیر سی ڈی دیکھنے کے بعد آپ کو پتہ چلے گا۔"

"پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ اسلام کا کام عبداللہ صاحب کے لئے کرتے تھے یا اللہ کے لئے۔۔۔؟"

"اللہ کے لئے۔۔۔"

"تو پھر آپ کیوں fed up ہو گئے؟ آپ کو اجر تو اللہ نے دینا ہے ناں۔ اگر عبداللہ صاحب اسی طرح کے خراب کام کرتے ہیں تو ان کے لئے وہ اللہ کے سامنے خود جواب دہ ہیں۔ ہمیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ہماری ڈیوٹی یہ تو نہیں ہے ناں کہ دوسروں کے عمل کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔

یہ تو فطری بات ہے کہ دکھ ہوتا ہے اس بندے پر جو اسلام کا بہت بڑا اسکالر بنا پھرتا ہو۔ ہر وقت اسلام کا نام لے۔ خود اسلام کا ٹیگ لگا کر حقیقت میں اسلام سے بہت ہی دور ہو۔۔۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ عبداللہ کی حقیقت جان کر بہت سے نوجوان اسلام سے دور ہو گئے۔"

"یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔"

اسی دوران لنچ بھی سرو ہو گیا۔ حسنہ حیران رہ گئی اس کی اور زاہد کی چوائس میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔ لنچ کرتے ہوئے زاہد نے سی ڈی سے متعلقہ ساری باتیں بھی حسنہ کو بتا دیں اور وہ شرم کے مارے آنکھیں نہیں اٹھا پا رہی تھی۔

"دیکھیں! عبداللہ آپ جیسی ذہین صحافی کے سامنے یہ تاثر دے کر کہ وہ بہت بڑا اسلامی سکالر ہے کس طرح آپ کی حمایت حاصل کر چکا ہے۔ جب آپ اپنے کالمز میں اس کی تعریفیں کرتی ہیں تو لوگ عبداللہ کو بہت خاص سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں یہ بندہ اسلام کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔"

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے زاہد صاحب! بس آپ یہ بتائیں کہ کرنا کیا ہے؟"

حسنہ نے بھی اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

زاہد نے سارا پلان حسنہ کو سمجھایا تھا۔

"ابھی آپ نے عبداللہ سے کٹ آف نہیں ہونا۔ اس کی ساری سرگرمیوں کی خبر رکھنی ہے۔ جس طرح اس نے ہمیں فول بنائے رکھا ہم بھی بناتے ہیں اور حقیقت کو دنیا کے سامنے لائیں گے تاکہ آئندہ کوئی عبداللہ بننے سے پہلے کروڑ بار سوچے۔۔۔"

"اس پلان میں میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

"سو نائس آف یو مس حسنہ۔۔۔!"

حسنہ کو دکھ تو بہت ہوا تھا مگر زاہد کے مقابلے میں وہ بہت سمجھدار تھی۔ جانتی تھی کہ اسلام پہ عمل ہر کوئی اللہ کے لئے کرتا ہے۔ عبداللہ جو چاہے کرتا رہے کم از کم وہ اسلام کے لئے کام کرنا نہیں چھوڑ سکتی۔ کیونکہ جماعت میں بہت اچھے لوگ بھی ہیں سارے لوگ عبداللہ جیسے تو نہیں ہوتے۔

☆ ☆ ☆

حسنہ اداس تھی اور یہ فطری بات تھی۔ اس نے زاہد مرزا کے سامنے تو بہت پوز کیا تھا مگر گھر آ کر وہ اداس ہو رہی تھی۔ عبداللہ کو اس نے کس قدر عزت دی تھی اور اس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

سے محبت کی تھی اسے بابا کی جگہ سمجھا تھا مگر عبداللہ تو اس قابل ہی نہ تھا۔

رات کو جب نابغہ شاہ سو گئیں تو حسنہ معمول کے مطابق سٹڈی میں آئی تھی۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے سی ڈی لگائی تھی۔

مختلف مناظر چل رہے تھے۔ پہلے سین میں عبداللہ کے ساتھ ایک نوعمر لڑکی تھی اور وہ اس کے ساتھ انجوائے کر رہا تھا۔ حسنہ کو یہ سب دیکھ کر پسینہ آ گیا۔

''او مائی گاڈ۔۔۔'' اس نے سسکی لی۔

جتنی دیر تک سی ڈی چلتی رہی وہ پریشان ہوتی رہی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا سارا خون کسی نے نچوڑ لیا ہو۔ اس کا دل چاہا کہ وہ بھی عبداللہ سے جا کر یہ سب پوچھے مگر وہ زاہد کی طرح جذباتی نہ تھی۔ اس لیے اس فیصلے پر اس نے کنٹرول کر لیا۔ سی ڈی ختم ہونے پر وہ واش روم میں گئی۔ وضو کیا۔ پھر وہ اللہ کے حضور جھک گئی۔

''اے اللہ! عبداللہ سے میری محبت صرف تیری وجہ سے تھی۔ میں اس شخص کی بیٹی بنی تو صرف اسی وجہ سے کہ وہ اسلام کا کام کرتا ہے۔ مگر حقیقت کتنی تلخ ہے۔ اللہ مجھے حوصلہ دے۔ صبر اور استقامت دے۔ میں زاہد مرزا کے ساتھ مل کر کچھ کروں۔ اے اللہ! مجھے ہمت اور طاقت دے اس صدمے کو برداشت کرنے کی۔ اللہ! تیرے لیے تو کچھ مشکل نہیں ہے تو عبداللہ کو ہدایت بھی دے سکتا ہے۔ اسے ھدایت دے دے یا ہمارا پلان کامیاب کر دے۔'' (آمین)

حسنہ شاہ دعا مانگتے مانگتے رو پڑی تھی۔

کچھ محبتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کی خامیاں سامنے آنے پر بھی ختم نہیں ہوتیں مگر حسنہ کی محبت ایسی نہ تھی۔ اس محبت کی بنیاد تو صرف اللہ کی وجہ سے تھی۔ حسنہ کو اس بات کا دکھ تھا کہ وہ کتنی آسانی سے الو بنالی گئی تھی۔

وہ واپس آ کر رائٹنگ کے لئے بیٹھی تھی مگر موڈ نہیں بن رہا تھا۔ اس نے زبردستی ایک کالم لکھنا شروع کیا کہ زاہد مرزا کی کال آ گئی۔

''السلام علیکم۔۔۔''

''وعلیکم السلام۔۔۔''

''مجھے امید ہے کہ آپ سی ڈی دیکھ چکی ہوں گی۔''

''جی بالکل۔۔۔ میں نے بھی بھیانک حقیقت دیکھ لی ہے۔''

''مس حسنہ! مجھے حیرت ہے کہ آپ کو اس طرح سے دکھ نہیں ہوا۔ جیسے مجھے ہوا تھا۔''

''دکھ تو مجھے بہت ہوا مگر غم مناتے رہنے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ عبداللہ کا مکروہ چہرہ ہمیں سب کے سامنے لانا ہے۔''

''آپ کی باتیں سن کر خوشی ہوئی۔''

''میں آپ کی شکرگزار ہوں زاہد مرزا صاحب! آپ نے مجھے حقیقت بتائی۔ ورنہ میں تو پتہ نہیں کب تک بے خبر رہتی۔''

''یو آر موسٹ ویل کم میم۔۔۔!''

پھر زاہد نے اسے شاہینہ کے بارے میں بھی بتایا۔ عبداللہ کے مزید فراڈ بتائے۔ حسنہ نے اسے عبداللہ کی عام سرگرمیاں بتائیں اور یہ بھی کہ دو دن بعد وہ عبداللہ کے آفس اسے ملنے جائے گی عبداللہ نے بلا رکھا ہے۔ زاہد بہت غور سے تفصیلات سنتا رہا۔

''عبداللہ کا کراچی جانا ایک ماہ کے لیے لیٹ ہے اور اسی دوران ہمیں اس کی گرفت مضبوط کرنی ہے۔ ایک ہفتے بعد ملیں گے۔ اس دوران اپنا اپنا کام جاری رکھتے ہیں ہم شاہینہ کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر اسے قابو میں کیا جا سکے تو۔۔۔ آپ اس بارے میں غور کیجئے گا۔'' زاہد مرزا نے بات ختم کی تھی۔

حسنہ بہت دیر تک وہاں خاموش بیٹھی رہی تھی۔

اللہ نے اسلام کسی قدر آسان بنایا۔ ہمیں ایک علیحدہ ملک دیا۔ مگر ہم نے اسلام کی قدر نہ کی۔۔۔ اسلام کے احکامات جن پر عمل کرنا سب کا فرض ہے۔ انہیں ہم نے اضافی خوبیاں سمجھ لیا۔ اسلام کا ٹیگ لگانیوالوں کو سر آنکھوں پہ بٹھانے میں لگے

Courtesy www.pdfooksfree.pk

رہے۔ یہ نہیں سوچا کہ خود عمل کرنا بھی ڈیوٹی ہے۔۔۔آئیڈیل کے پیچھے ہم ساری زندگی بھاگتے رہیں تو تب بھی نہیں ملتا۔۔۔مگر یہ بات ہم قبول نہیں کرتے کہ انسان خطاؤں کا پتلا ہے۔ وہ آئیڈیل نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبداللہ کی خامیاں اور برائیوں کو اگنور نہیں کیا جا سکتا۔۔۔" حسنہ اپ سیٹ تھی اس لیے خود سے باتیں کررہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"رومی! آفس جانے سے پہلے آدھ گھنٹہ میرے پاس رکنا ہے تمہیں۔ بہت ضروری کام ہے۔" حسنہ نے صبح صبح رومان کو فون کیا تھا۔

"خیریت۔۔۔؟"

"بات فون پہ نہیں ہوسکتی۔"

"مگر میں تو بال ڈائی کرنا چاہ رہی تھی آج۔۔۔نئے شیڈ میں۔۔۔"

"وہ تم رات کو کرلینا۔۔۔بس ہرصورت ٹائم نکالو۔۔۔"

"او۔کے۔۔۔او۔کے۔"

حسنہ رات کو سلیپنگ پلز لے کر سوئی تھی۔

رومان جب آئی تو حسنہ کا اداس چہرہ دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔

"کیا ہوگیا بھئی۔۔۔؟"

"رومی! کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔۔۔وہ عبداللہ صاحب جنہیں ہم آئیڈیل کہا کرتے تھے۔ اندر سے بہت گندے انسان ہیں۔ اس حد تک گرے ہوئے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔آؤ تم بھی دیکھ لو۔۔۔دنیا کی نظر میں معتبر انسان کا اصل روپ۔۔۔" حسنہ نے سی ڈی لگادی تھی۔

"پریشان ہونے کا فائدہ نہیں رومی۔۔۔! بی بولڈ۔۔۔ہمیں کچھ کرنا ہے۔۔۔" حسنہ نے اسے سمجھایا تھا۔

"میں بولڈ نہیں ہوں حسنہ۔۔۔! میرا تو دکھ سے برا حال ہے۔ ایسا انسان جسے ہم اللہ کا بندہ، سچا مومن سمجھتے تھے۔ وہ جو اسلام کے دعوے کرتا نہیں تھکتا۔ لوگوں کو اسلام

کی طرف بلاتا ہے۔۔۔خود کیا ہے۔۔۔؟" رومان اداس تھی۔

"بہت سے لوگوں کے بارے میں ایسا دیکھا اور سنا ہے۔ مگر عبداللہ کے بارے میں دیکھ کر سب سے زیادہ دکھ ہوا ہے۔۔۔اسلام کے اس قدر نالج کا کیا فائدہ۔۔۔؟ اس سے تو عام لوگ اچھے ہیں وہ کم از کم اللہ سے ڈرتے تو ہیں ناں۔۔۔" حسنہ نے اپنے آنسو پونچھے تھے۔ اور پھر رومان کو زاہد مرزا سے ہونے والی ملاقات کی تفصیل سنادی تھی۔ اسے پلان کے بارے میں بھی بتایا تھا۔

"انشاء اللہ ہم سب مل کر اس پلان کو مکمل کریں گے۔ تاکہ آئندہ لوگوں کو عبرت ہو۔۔۔مزید عبداللہ ہمارے ملک میں پیدا نہ ہوسکیں۔ حسنہ! دل چاہتا ہے ایسے انسان کو بندہ مار ڈالے۔۔۔"

"جذباتی مت بنو۔۔۔ہوش سے کام لو۔۔۔"

رومان کا آفس جانے کو بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا مگر حسنہ اسے زبردستی لے کر گئی تھی۔ آفس میں بے شمار کام تھا جو انہوں نے نپٹایا تھا۔

ریفریشمنٹ کرتے ہوئے رومان نے پھر وہی قصہ چھیڑا تھا۔

"عبداللہ جیسے لوگوں کی سزا ایسی ہونی چاہئے کہ انہیں سمجھ آجائے۔"

"سزا تو اللہ دے گا۔۔۔ہم نے صرف دنیا کے سامنے اسے بے نقاب کرنا ہے لوگوں کو بتانا ہے کہ عبداللہ کی اوقات کیا ہے۔۔۔ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ صرف ایک ماہ۔۔۔"

"تو وہ سی ڈی سب کو دکھادو ناں۔۔۔"

"نہیں مزید ثبوت جمع کرنے ہیں۔ اس کے اثاثوں کے بارے میں بھی۔۔۔اور شاید تمہیں شاہینہ سے بھی ملنا پڑے۔۔۔میں ملوں گی تو عبداللہ تک بات آسانی سے پہنچ جائے گی۔ مگر تمہارے ذریعے یہ کام ہو تو بہت آسانی رہے گی۔"

"یہ تو زبردست ایڈونچر ہوگا۔۔۔میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میں ایسی عورتوں سے ضرور پوچھوں، وہ کیوں خراب ہوتی ہیں۔۔۔؟"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"رومی! تم عورتوں کو برا نہ کہو۔۔۔ان کو اس حالت میں پہنچانے کے پیچھے بھی مردوں کا ہاتھ ہے۔۔۔عورت تو ہمیشہ سے مظلوم رہی ہے۔۔۔اور اب خود کو اذیت دینے کے ساتھ ساتھ مردوں سے انتقام لے رہی ہے۔۔۔"

"تمہاری فلاسفی کون سمجھ سکتا ہے حسنہ۔۔۔؟"

"یہ فلاسفی نہیں حقیقت ہے۔۔۔چند عورتوں کو آزادی مل گئی اس کا مطلب یہ نہیں کہ سارے معاشرے کی عورتیں آزاد ہیں۔ میں تو تلخ ہو جاتی ہوں یہ سوچ کر کہ ہمارے معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے لئے اخلاقی معیار مختلف ہیں۔ مرد جو چاہے کرے وہ اچھا ہے۔ عورت ذرا سی خراب ہوئی تو وہ بہت گھٹیا کہلاتی ہے۔۔۔حالانکہ ہیں تو دونوں انسان۔۔۔تم شاہینہ کو دیکھ لو۔۔۔پتہ نہیں کیوں وہ عبداللہ کی انجوائے منٹ بنی ہوئی ہے۔۔۔حالانکہ اس کی عمر دیکھو۔۔۔عبداللہ کی بیٹی کے برابر ہے۔"

"کول ڈاؤن حسنہ۔۔۔!"

"اٹس او۔کے۔ چلو کام کرتے ہیں۔ یہ بحث تو ختم ہونے والی نہیں ہے۔ دعا کرو۔ اللہ ان سب کو ہدایت دے دے۔۔۔وہ تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

آج ریفریشمنٹ بھی ان دونوں کو فریش نہیں کر سکی تھی۔ ٹینشن میں کام کرنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔۔۔مگر انہیں کرنا تھا اس لئے وہ کر رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"نئی اور اہم خبر۔۔۔عبداللہ نے میڈم مریم خان جیسی ذہین خاتون کو بھی پھنسا رکھا ہے۔ ان سے شادی کا پرامس کر کے انہیں ڈاج دے دیا ہے اور میڈم ابھی تک نہیں جانتیں کہ ان کے ساتھ گیم کھیلی جا رہی ہے۔" رومان نے حسنہ کو اطلاع دی۔

"رئیلی۔۔۔" وہ حیران ہوئی۔

"ابھی تو پتہ نہیں کیا کیا باتیں سامنے آئیں گی۔۔۔"

"ہاں یاد آیا۔۔۔یہی وہ مریم خان ہیں ناں جن سے ملنے کے لئے مجھے عبداللہ نے کہا تھا۔"

"ہاں بالکل۔۔۔"

"میں ایک دفعہ پہلے بھی ان کے کالج پروگرام میں گئی تھی۔۔۔رپورٹنگ کے لئے۔۔۔بہت نائس خاتون ہیں۔ بس اسلام کے نام پر عبداللہ نے انہیں پھنسا لیا ہو گا۔"

"تمہارا سورس کیا ہے؟"

"خود میڈم مریم خان۔۔۔!"

"وٹ! کیا خود انہوں نے تمہیں یہ بات بتائی۔۔۔؟"

"نہیں تو۔۔۔میں نے خود معلوم کی ہے۔۔۔مجھے پتہ چلا تھا کہ عبداللہ ان سے جماعت کا کام لے رہا ہے۔ سو میں نے ذرا سی کوشش کی تو بات کنفرم ہو گئی۔ پتہ ہے عبداللہ کے ڈرائیور کو ٹریپ کیا ہے میں نے۔۔۔اس سے پتہ چلا کہ میڈم سے وہ کبھی کبھی ملتا ہے۔ ایک اور جماعت کے بندے نے بات کنفرم کر دی۔۔۔اب ہمیں میڈم سے بھی ملنا ہے۔ اور انہیں حقیقت بتانی ہے۔ ہو سکتا ہے عبداللہ کے بارے میں مزید معلومات بھی مل جائیں۔"

"رومی! مجھے دکھ ہو رہا ہے۔۔۔پریشانی ہے کہ پتہ نہیں میڈم کا ردعمل کیا ہو گا۔۔۔؟ عبداللہ جیسے لوگ اپنے جیسوں سے تعلق بنایا کریں۔ میڈم جیسے اچھے لوگوں کی زندگی میں ڈسٹربنس پیدا کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اللہ ہی اس بندے سے پوچھے اور ضرور پوچھے گا۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔۔۔آج تو مجھے اس سے ملنے بھی جانا ہے۔۔۔اب مجھے اس کی بیٹی بنے رہنا بہت اذیت ناک لگ رہا ہے۔ مگر یہ ایکٹنگ ضروری ہے۔"

"ہاں حسنہ! یہ نیکی کا کام ہے۔"

"دیکھو! یہ عبداللہ بھی کیا چیز ہے۔۔۔؟"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"بس اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ جب پکڑ ہوگی تو سب دیکھیں گے۔"

"میں خود میڈم سے ملاقات کا ٹائم طے کرلوں گی اور یہ بات عبداللہ کے علم میں بھی ہونی چاہیئے۔۔۔ وہ سمجھے کہ اس کے کہنے پر میں نے ملاقات کی ہے۔"

"ونڈر فل۔۔۔"

"زاہد مرزا سے بھی ملنا ہے۔۔۔ دیکھتے ہیں کون کہاں پہنچا ہے۔۔۔ عبداللہ نے سب کو دھوکے دیئے ہیں اس ماہ ہم بھی اسے دھوکہ دیں گے۔"

"اللہ سے دعا کرو ہم کامیاب ہو جائیں۔"

"انشاءاللہ۔۔۔"

"آج میں زاہد بھائی سے ملتی ہوں اور انہیں ساری بات بتاتی ہوں۔"

"گڈ۔۔۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔"

"رات کو تمہاری طرف آؤں گی رپورٹ دینے۔۔۔ میں زاہد بھائی سے ان کے آفس میں ملوں گی۔۔۔"

"ہوسکتا ہے مجھے آفس سے چھٹی لینی پڑے۔"

"نہیں۔۔۔ اس سے نقصان ہوگا۔ سب کچھ روٹین میں چلنا چاہیئے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ ٹارگٹ مکمل کرنا چاہیئے۔۔۔"

"بہت کام کی بات کی تم نے۔۔۔"

"تمہاری کمپنی کا اثر ہے۔"

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر شاس احمد کی زندگی میں یہ پہلا آپریشن تھا جب مریض زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔ وہ بالکل نوجوان تھا۔ روڈ سائیڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے وہ شدید زخمی تھا۔ اسکی ڈیڈ باڈی سامنے رکھی تھی اور شاس سوچ رہا تھا کہ زندگی کتنی ارزاں ہے۔۔۔ لمحے میں ختم ہو جاتی ہے۔

کسی کو پتہ نہیں کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے۔۔۔ زندگی غیر یقینی ہے۔ اس

کی کوئی گارنٹی نہیں مگر پھر بھی انسان نہیں سمجھتا۔۔۔ اللہ کی اطاعت سے منہ موڑتا ہے۔ پتہ نہیں انسان کس بات پر اکڑتا ہے۔۔۔ گھمنڈ کرتا ہے۔۔۔ شاید اس سے بڑھ کر بیوقوفی کی بات کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔

اس دن شاس رات کو بالکل نہ سو سکا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے اس نوجوان کی جگہ وہ خود ہے۔۔۔ شاس موت سے کبھی نہیں ڈرتا تھا مگر اس دن اسے موت کی یاد نے کچھ بے چین کر دیا تھا۔۔۔

"اللہ تیرے رازوں کی سمجھ نہیں آتی۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔؟ کچھ پتہ نہیں چلتا۔۔۔ تیری مصلحتیں تو ہی جانتا ہے۔۔۔ مجھے تو بس اتنا پتہ ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ بہت زیادہ محبت۔۔۔ اللہ تو مجھ سے راضی ہو جا۔۔۔ جب میں مروں تو میرے پاس تیری رضامندی کا سرٹیفکیٹ ضرور ہو۔۔۔ اللہ مجھ سے کبھی خفا نہ ہونا۔" وہ حسب معمول اللہ سے باتیں کر رہا تھا۔

تہجد میں سارا وقت وہ روتا ہی رہا تھا۔

دوسرے دن وہ چھٹی پہ تھا۔ اس کا موڈ ہی نہیں بنا تھا جانے کو۔۔۔ آج وہ بلاوجہ لانگ ڈرائیو پہ نکلا تھا۔۔۔ کچھ کتابیں، کیسٹس، پمفلٹ اور دوائیاں ساتھ رکھی تھیں اور شہر سے کچھ فاصلے میں گیا تھا۔۔۔ وہ اک خانہ بدوشوں کی بستی تھی۔۔۔ اس نے چند لوگوں کو آسان زبان میں اپنا مطلب سمجھایا کہ وہ ڈاکٹر ہے۔۔۔ فری کیمپ لگائے گا بہت سے لوگ چیک کروانے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔۔۔ شاس کے لئے یہ بہت زبردست تجربہ تھا۔۔۔ وہ انہیں چیک کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی باتیں بھی سنتا رہا۔۔۔ جو دوائی میسر ہوتی وہ انہیں دے دیتا۔ اللہ کی محبت کی بات بھی کرتا۔۔۔ مگر افسوس کہ وہاں رہنے والے لوگوں کی اکثریت ان پڑھ تھی مگر کیسٹس کو وہ سمجھ لیتے تھے۔۔۔ ساری کیسٹس ان میں تقسیم کر دی۔ چار بج رہے تھے اور اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ انہی میں سے ایک آدمی نے اسے کھانے کی آفر کی جو اس نے قبول کر لی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

زمین پر بیٹھ کر کھانے کا تجربہ اسے بہت مزہ دے رہا تھا۔ عجیب سے ذائقے کی سبزی اس نے مزے سے کھالی اور اس بات کو بہت انجوائے کیا۔ جب شام کو وہ پلٹ رہا تھا تو بہت پرسکون تھا۔

☆ ☆ ☆

"بابا۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔؟" حسنہ کو اپنی آواز اپنا لہجہ سب پرایا لگ رہا تھا

"بالکل ٹھیک۔۔۔آپ سناؤ۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

"آج مجھے بتانا ہے آپ نے کہ شاس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"اوہو بابا۔۔۔!ابھی مجھے کچھ بڑا کام کرنا ہے رائٹنگ کے فیلڈ میں۔۔۔پھر دیکھیں گے۔"

"لیکن اپنی رائے بتا دینے میں کیا حرج ہے۔"

"میں نے ابھی تک استخارہ نہیں کیا۔"

"تو پھر آج ہی کرلو۔"

"کوشش کروں گی۔"

"کوشش نہیں عمل۔۔۔پھر مجھے رزلٹ سے آگاہ کرنا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔"

"اور کیا ہورہا ہے؟"

"آج کل روٹین ورک چل رہا ہے۔۔۔آپ سنائیں آپ کے لیکچرز اور کام کیسا جارہا ہے؟"

"یہ مہینہ بہت مصروف ہے۔۔۔کیونکہ یہ لاسٹ ہے ناں یہاں۔۔۔سو سب سمیٹنا بھی پڑ رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے جانے سے پہلے آپ کا اور شاس کا کچھ طے ہوجائے۔۔۔"

"ہوتا تو وہ ہے بابا۔۔۔!جو قسمت میں ہوتا ہے۔"

"انسان اپنی قسمت خود بناتا ہے۔۔۔اللہ اس بندے کی حالت کبھی تبدیل نہیں کرتا جو خود اپنی حالت کو بدلنے کے لئے کوشش نہ کرے۔"

"کتنی اچھی بات کی ہے آپ نے۔۔۔؟"

"بابا!میں چاہتی ہوں کہ بے سہارا خواتین کے لئے ایک ادارہ بناؤں۔۔۔جماعت سے ہٹ کے۔۔۔آپ اس سلسلے میں کیا مدد کرسکتے ہیں؟"

"جو آپ کہو وہ میں کروں گا۔۔۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خواتین کیلئے کام کرنا مگر جماعت کے تحت کرو تو زیادہ اچھا ہے۔"

"نہیں بابا۔۔۔!یہ ذرا اور قسم کا پلان ہے۔۔۔میں انشاء اللہ آئندہ آپ سے تفصیل سے ڈسکس کروں گی۔"

"آپ اپنا پیپر شروع کرلو۔۔۔جماعت کی طرف سے۔۔۔میں سپورٹ کروں گا۔"

"زبردست۔۔۔مگر فی الحال نہیں۔۔۔کیونکہ میں نے اس اخبار کے چیف ایڈیٹر سے کچھ پراجیکٹس طے کر رکھے ہیں وہ مکمل کر کے ہی جاب چھوڑ سکوں گی۔۔۔شاید مزید پانچ چھ ماہ میں کام مکمل ہوجائے۔"

"یہ تو بہت لمبا عرصہ ہے۔"

"نہیں تو۔۔۔بہت جلد گزر جائے گا۔"

"ٹھیک ہے بابا۔۔۔!اب چلوں میں۔۔۔ہاں یاد آیا۔۔۔وہ میڈم مریم خان سے ملاقات کرنا چاہ رہی تھی میں۔۔۔خواتین کا جو ادارہ بنانا ہے اس سلسلے میں ان سے کچھ گائیڈ لائین بھی لینی ہے۔"

"جب آپ چاہو ان سے مل سکتی ہو۔ میں بتا چکا ہوں آپ کے بارے میں۔"

"تھینک یو بابا۔۔۔!"

حسنہ جب وہاں سے واپس آئی تھی تو اس کا دل دکھ کا گھر بنا ہوا تھا۔ عبداللہ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

کس قدر عجیب ہے۔ اسکی باتوں سے ذرا بھی اندازہ نہیں ہوتا کہ بظاہر چمکتا نظر آنے والا یہ سکہ کس قدر کھوٹا ہے۔ اپنی ساری قدر گنوا بیٹھا ہے۔

☆ ☆ ☆

''میری زاہد بھائی سے ملاقات ہوئی ہے۔ اس وقت وہ بہت معروف تھے سو میں نے زیادہ ٹائم نہیں لیا۔ تم خود ان سے مل لینا۔۔۔ کہہ رہے تھے کہ عبداللہ ہر صورت ٹریپ ہوگا۔ انشاءاللہ۔'' رومان نے ملاقات کی تفصیل سنا دی تھی۔

''ہاں میں کوشش کروں گی کل ملوں۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ میڈم مریم کو ابھی ہم عبداللہ کی اصلیت نہ بتائیں ہوسکتا ہے کہ اس سے کچھ مسائل پیدا ہو جائیں۔ میں نے بہت concentrate کیا ہے اس بات پہ۔۔۔ اور یہی نتیجہ نکالا کہ ہم تینوں ہی اس پلان کو آگے بڑھائیں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔؟''

''میرا خیال ہے کہ تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔''

''شاہینہ سے ملنے کی بھی کیا ضرورت ہے؟''

''نہیں اس سے ضرور ملنا چاہوں گی۔ مگر بعد میں۔۔۔''

''ٹھیک ہے ابھی بہت احتیاط سے سارے کام کرنے ہیں۔ کوئی گڑبڑ نہیں کرنی۔''

''اللہ مدد کرے گا تم پریشان نہ ہو۔''

''کل جب عبداللہ سے ملنے گئی تو دل چاہ رہا تھا کہ اس وقت اس سے پوچھوں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔۔۔ کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔ مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ سو میں نے صبر کر لیا۔''

''عبداللہ جیسے لوگوں کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔''

''ویسے ایک دفعہ دعوت تو دینی چاہئے ناں اسے۔۔۔ کہ اب بھی توبہ کر لو۔''

''تم بچی ہو۔۔۔؟ تمہارا کیا خیال ہے تمہاری دعوت سے وہ بدل جائے گا خود کو نیک بنا لے گا۔۔۔؟ شاید کبھی نہیں۔۔۔''

''ہدایت تو اللہ دیتا ہے ناں۔۔ ایسا نہ ہو کہو رومی۔۔۔!''

''اچھا بابا۔۔۔ تم کوشش کر دیکھو۔''

''ہاں یہ وقت بھی قریب آ گیا۔۔۔ مگر یہ بات زاہد مرزا کو نہیں بتانی۔''

''ٹھیک ہے۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔''

''ویسے تم کیا کہو گی عبداللہ کو۔۔۔؟''

''کہنا کیا ہے بس یہی کہ لاسٹ وارننگ ہے خود پہ رحم کریں۔ ورنہ نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔''

''چلو یہ بھی کر دیکھو۔۔۔ ویسے تمہیں تو بیٹی بنایا ہوا ہے عبداللہ نے۔۔۔ کیا یہ بھی ایک فراڈ ہے۔''

''جس بندے کی فطرت ہی فراڈ ہو وہ ہر کسی سے فراڈ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی کی بھی اہمیت نہیں ہوتی سو میں کہاں۔۔۔؟ البتہ میں نے تو سچے دل سے اسے بابا کی جگہ دی تھی۔۔۔ اور وہ شو تو یہی کرتا ہے کہ اسے میری بہت پرواہ ہے۔ اب ڈاکٹر شماس سے میری شادی کا ارادہ کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ مجھے تو اتنا پسند نہیں آیا کہ میں اس سے شادی کے لئے تیار ہو جاؤں۔''

''یہ ڈاکٹر شماس کون ہے؟''

''بھئی ہے ایک اللہ کا بندہ لاہور سے۔۔۔ جماعت میں ہے اچھا ہے ویسے۔۔۔''

''مگر جب عبداللہ کہہ رہا ہے تو پھر تمہیں بچنا چاہئے اس سے۔۔۔''

''ہاں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی ڈاکٹر شماس کے حق میں رائے نہیں دینی۔۔۔''

''گڈ۔۔۔''

☆ ☆ ☆

زاہد مرزا اور حسنہ بہت سنجیدگی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ آج حسنہ اس کے آفس

Courtesy www.pdfooksfree.pk

میں آئی تھی۔ وہ عبداللہ کے بارے میں ساری صورتحال کا جائزہ لے رہے تھے۔

"آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ لیں ناں۔۔۔"

"حسنہ زبردستی چائے پی رہی تھی۔"

"مس حسنہ! اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو ایک بات ڈسکس کر لوں۔"

"شیور۔۔۔"

"رات رومان نے کال کی تھی اور بتایا کہ عبداللہ ڈاکٹر شاس سے آپ کی شادی کروانا چاہ رہا ہے۔"

"جی بالکل! مگر میں راضی نہیں ہوں۔"

"کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟"

حسنہ بہت حیران ہوئی تھی زاہد مرزا کی بات سن کر۔۔۔ اتنی جلدی بھی بھلا کوئی کسی کو پروپوز کر سکتا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اپنے ٹاپک سے ہٹ رہے ہیں۔"

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"آپ میرے بارے میں کیا جانتے ہیں جو اتنی جلدی یہ آفر کر دی۔"

"اسلام کا کام ہم دونوں مل کر کر سکتے ہیں۔ ہم خود اپنی تنظیم بنائیں گے۔ میں میلز میں کام کروں گا آپ فی میلز میں۔۔۔ یوں ہم اپنی جماعت کو ان خرابیوں، خامیوں سے بچائیں گے جو دوسری جماعتوں میں ہم دیکھ رہے ہیں۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔"

"پھر۔۔۔؟"

"ایسی باتوں کے جواب اتنی جلدی تو نہیں دیئے جا سکتے۔"

"لیکن یہ تو نیکی کا کام ہے۔۔۔"

"میں آپ کے جذبے سے متاثر ہوئی ہوں۔۔۔ لیکن مجھے تو آپ سے محبت نہیں ہے۔۔۔"

"محبت تو شاید مجھے بھی آپ سے نہیں ہے۔۔۔ مگر آپ اچھی لگی ہیں مجھے میں یہ چانس مس نہیں کر سکتا۔۔۔"

"پھر آپ مما سے بات کریں۔"

"لیکن آپ کی رائے بھی تو ضروری ہے۔"

"سچ بتاؤں۔۔۔ آپ مجھے واحد انسان ملے ہیں، جس کی سوچ، خیالات یا چوائس بھی میرے جیسی ہے۔۔۔ آپ کو اسلام سے محبت ہے۔ مجھے بھی ہے۔ کسی بھی لڑکی کو آپ کا لائف پارٹنر بننے پر فخر ہوگا اور۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔"

"تھینک یو سوچ حسنہ۔۔۔!"

حسنہ عام لڑکیوں کی طرح ذرا بھی نہیں شرمائی تھی اور بہت اعتماد سے عبداللہ کے باقی معاملات کے بارے میں بات شروع کر دی تھی۔

جب زاہد نے اسے گھر چھوڑا تھا تو وہ سوچ رہی تھی کہ وہ جلد مما کو بتا دے گی کہ اسے وہ بندہ مل گیا ہے جس کی اسے تلاش تھی۔۔۔ جو اس کا معیار تھا۔۔۔ حسنہ خوش تھی۔

اس نے ڈاکٹر شاس کی بجائے صرف زاہد مرزا کے لئے استخارہ کیا تھا اور اس کا دل بہت مطمئن ہو گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"حسنہ آپ اسے فارمل ڈائیلاگ نہ سمجھئے گا، مگر آپ سب لڑکیوں سے مختلف لگی ہیں مجھے۔۔۔" زاہد نے حسنہ کو کال کی تھی۔

"آپ خود بھی تو مختلف ہیں ناں۔۔۔"

"میں واقعی لکی ہوں کہ آپ نے میرے پرپوزل کو قبول کر لیا ہے۔"

"یاد رکھیے گا ہم نے اسلام کا بہت کام کرنا ہے۔۔۔ انشاءاللہ۔"

"ضرور حسنہ۔۔۔! میں خود یہ چاہتا ہوں اور یہ میرا ٹارگٹ ہے۔۔۔"

"ویسے آج کل میں بہت سوچتی ہوں کہ خواتین کے لئے کوئی ادارہ بناؤں۔۔۔ ایسا ادارہ جو بے سہارا خواتین کو پناہ دے۔۔۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

”آپ کے تو سارے آئیڈیاز ہی بہت اچھے ہوتے ہیں۔“

”تعریفیں میرا خیال ہے بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔“

”نہیں ایسی بھی بات نہیں۔۔۔یہ تو بعد میں آپ کو پتہ چلے گا کہ میں آپ کی کتنی تعریفیں کر سکتا ہوں۔۔۔آپ واقعی تعریف کے قابل ہیں۔“

”میرا خیال ہے کوئی اور بات کی جائے۔۔۔اپنے اصل ٹارگٹ کی۔۔۔“

”ہاں۔۔۔عبداللہ آج کل بہت مصروف ہے اسے کچھ ہوش نہیں ہے۔۔۔اور انشاءاللہ اس کا کالا چہرہ دنیا کے سامنے جلد نمایاں ہو جائے گا۔“

”اللہ ہمیں کامیاب کرے (آمین)“

”حسنہ میں اپنے گھر والوں کو آپ کی طرف کب بھجواؤں۔۔۔؟“

”عبداللہ کا قصہ پاک ہو جانے دیں۔۔۔پھر۔۔۔فی الحال تو مما ڈاکٹر شماس پہ اٹکی ہوئی ہیں“

”تو آپ بات کلیئر کریں ناں۔۔۔“

”کوشش کروں گی۔۔۔مگر میں ڈائریکٹ آپکے بارے میں نہیں بتا سکتی۔ عبداللہ کو پتہ چل جائے گا تو بہت مشکل ہو جائے گی۔“

”یہ تو ٹھیک ہے مگر ڈاکٹر شماس کو refuse تو کرنا چاہیئے۔“

”ٹھیک ہے میں عبداللہ سے کہوں گی کہ استخارہ کر کے میں مطمئن نہیں ہو پا رہی ہوں۔۔۔سو انتظار کریں۔“

”یہ بات مجھ سے برداشت نہیں ہوتی کہ میرے علاوہ کوئی اور آپ کا نام لے۔“

”کتنی عجیب بات ہے ناں۔۔۔ڈاکٹر شماس سے مجھے جیلسی ہونے لگی ہے۔“

”او مائی گاڈ۔۔۔! اتنے ایگریسو تو نہ بنیں آپ۔۔۔!“

”کیا کروں یہ سب میرے بس میں نہیں ہے۔“

”مگر آپ تو کہتے تھے آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔“

”ہو سکتا ہے ہو گئی ہو اور مجھے پتہ نہ ہو۔“

”یہ اچھا مذاق ہے۔“

”حسنہ۔۔۔! آپ کو پتہ ہے محبت کیا ہوتی ہے؟“

”میرے خیال میں ہر اس انسان سے آپ کو محبت ہوتی ہے جس کے لئے آپ اچھا سوچتے ہیں۔ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ اس سے ہمدردی رکھتے ہیں۔“

”کتنی مزے کی تعریف کی آپ نے۔۔۔مگر میرا شاید محبت سے بڑھ کر تعلق ہے آپ سے۔۔۔“

”ہاؤ سٹرینج۔۔۔“

”میں تو گھر میں سب کو آپ کے بارے میں بتا چکا ہوں اور سب آپ سے ملنے کے لئے بے تاب ہیں۔“

”اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔صبر کریں۔۔۔“

”یہ عبداللہ کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پروگریس کر چکا ہوتا۔“

”آج ہم نے ساری باتیں اپنے ٹارگٹ سے ہٹ کر کی ہیں۔“

”میں نہیں سوچتا۔“

”اچھا پھر بائے۔۔۔فی امان اللہ۔“

”ٹیک کیئر۔“

☆ ☆ ☆

حسنہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میڈم مریم خان سے ملاقات کے لئے چلی گئی تھی۔ عبداللہ کی اصلیت بتانے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ بس وہ میڈم مریم سے ملنا چاہتی تھی۔ مریم خان نے اسے گھر ہی بلا لیا تھا۔ حسنہ جب پہنچی تو وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ پہلی نظر میں ہی اسے وہ بہت اٹریکٹو لگی تھی۔

”ویل کم حسنہ۔۔۔! بہت تعریف سنی ہے آپ کی۔“

”اور میں نے بھی۔“

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"خوشی ہوئی آپ کو دیکھ کر۔"

"مجھے شاید آپ سے بھی زیادہ۔"

"آج کا دن آپ میرے ساتھ گزارو۔"

""""تھینک یو۔۔۔کوشش کرتی ہوں۔"

"آپ کے کالمز اکثر نظر سے گزرتے ہیں۔ کچھ خاص بات ان میں ضرور ہوتی ہے۔"

"مثلاً۔۔۔"

"یہ کہ آپ کی باتوں سے بندہ قائل ہوتا ہے۔۔۔ان موضوعات پر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے جنہیں آپ ٹچ کرتی ہیں۔"

"بس یہ تو آپ کا حسن ظن ہے ورنہ تو لوگ مجھ سے بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔"

"حسنہ! آپ جتنی خوبصورت خود ہو باتیں بھی ویسی ہی کرتی ہو۔"

"جو خود جیسا ہوتا ہے دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔"

مریم خان نے براؤن کلر کا ڈریس پہن رکھا تھا جس میں وہ اور بھی سوبر لگ رہی تھیں۔

"عبداللہ کیا آپ پر تو بڑے بڑے لوگ مرمٹتے ہوں گے۔" حسنہ نے دل ہی دل میں سوچا۔

چائے کے دوران بھی ہلکی پھلکی گپ شپ ہوتی رہی۔

"خواتین کے لئے اب میں جماعت سے ہٹ کر ایک ادارہ بنانا چاہتی ہوں اس سلسلے میں آپ کی عملی مدد درکار ہے۔"

"حسنہ! آپ جیسی ذہین لڑکی کے ساتھ کام کر کے مجھے بہت اچھا لگے گا۔"

"اب تو آپ سے ملاقات رہا کرے گی۔"

"ضرور۔۔۔"

"یہ ادارہ میں ان عورتوں کے لئے بنانا چاہتی ہوں جو بے سہارا ہوتی ہیں۔"

"بہت اچھی سوچ ہے آپ کی۔۔۔یقیناً یہ ایک بڑا کام ہوگا۔ اسکے ساتھ ساتھ عورتوں کو پوزیٹو بنانے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر آج کل کے حالات میں۔ عورت تو بہت سستی چیز بن کر ہر جگہ دستیاب ہے۔ اخلاقیات کا جنازہ کب کا نکل چکا۔۔۔میڈیا نے بہت loss کر دیا ہے۔۔۔"

"انشاء اللہ آپ ساتھ ہوں گی تو ہم بہت کچھ کریں گے۔ اب پتہ چلا کہ بابا آپ کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں۔" حسنہ نے یہ بات مریم خان کے سامنے جان بوجھ کر کی تھی مریم مسکرائی تھی۔

"آج ڈنر میرے ساتھ ہے آپ کا۔"

"بہت دیر ہو جائے گی۔"

"یہ ضروری ہے۔"

پھر حسنہ نے کچھ گفٹس مریم خان کو دیئے تھے۔ جو خاص طور پر اس کے لئے لائی تھی۔ مریم نے بھی حسنہ کو گفٹس دیئے تھے۔ انہوں نے اکٹھے ڈنر کیا تھا۔ بہت جلد ان کی فرینک نس ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوئی تھیں۔ حسنہ جب واپس گھر پہنچی تھی تو اسے مریم خان پر ترس آ رہا تھا۔

"اوہو۔۔۔! پتہ نہیں عبداللہ کے ساتھ کیا نفسیاتی مسئلہ ہے؟ وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتے۔۔۔اے اللہ! میڈم مریم کی مدد کر۔ (آمین)" حسنہ پریشان بھی تھی اور دعائیں بھی کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"حسنہ آج موسم بہت اچھا ہے اور مجھے زندگی میں پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ ہر چیز بہت ہی پیاری ہے۔۔۔بس بہت ہی پیاری۔۔۔" زاہد اسے بتا رہا تھا۔

"اب اس بارے میں کیا رائے دوں؟"

"پتہ ہے یہ سب تبدیلی آپ کی وجہ سے ہے۔۔۔ورنہ پہلے تو مجھے کبھی بھی کچھ بھی اتنا اچھا نہ لگتا تھا۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"کیا کہنا چاہ رہے ہیں آپ۔۔۔؟"

"دل میں تبدیلی کیا پورا دل بدل گیا ہے۔۔۔آپ کی یاد دل میں سما گئی ہے۔ اب تو مس کرنے لگا ہوں آپ کو۔۔۔پتہ نہیں کیا خاص بات ہے آپ میں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ میں اپنا آپ بھول جاؤں گا ایک دن۔۔۔"

"یہ اتنے رومینٹک ڈائیلاگ نہیں چلنے والے۔۔۔ہمارا ایک پلان بھی تھا۔ کچھ یاد ہے۔۔۔"

"اوہو۔۔۔اس وقت پلان ڈسکس کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔۔۔میری بات سنیں بس۔۔۔"

"سنائیے۔۔۔"

"آپ کے لئے پھول لیے ہیں فریش۔۔۔بھجوا دوں۔"

"خود لے کر آ جائیں۔۔۔میں میڈم مریم سے مل چکی ہوں۔ تفصیل سن لیں۔"

"رئیلی۔۔۔میں آرہا ہوں۔۔۔"

زاہد بہت جلدی حسنہ کے آفس میں پہنچ گیا تھا۔ فریش فلاورز اسے جھک کر پیش کیے تھے۔ حسنہ کو ہنسی آگئی۔

اس نے نرم نرم پتیوں پر ہاتھ رکھ کر بہت دیر تک ان کی تازگی کو فیل کیا۔

"دل بھی ایسا ہی نازک ہوتا ہے ناں۔۔۔"

"حسنہ آپ بہت مزے کی باتیں کرتی ہیں۔"

"چلیں آپ کو مزے کی چائے پلواتی ہوں۔۔۔باتوں کے بارے میں تو اندازہ نہیں ہے مجھے کہ وہ کس قسم کی ہوتی ہیں۔"

"یہ رومان نظر نہیں آرہی۔"

"ایک پروگرام میں گئی ہے۔"

"آپ کو دیکھتے ہی موسم اور بھی فنٹاسٹک لگ رہا ہے۔۔۔"

"بس کریں ڈائیلاگ۔۔۔میں نے بتایا تھا ناں کہ میڈم مریم سے میں ملی ہوں بہت نائس خاتون ہیں۔"

"آپ نے عبداللہ کے بارے میں کوئی بات تو نہیں کی۔"

"بالکل نہیں۔۔۔لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ انہیں عبداللہ کی حقیقت بتا دیں۔ اس طرح کہ انہیں پتہ نہ چلے۔"

"کوشش کرتا ہوں۔۔۔کسی اور کے ذریعے انہیں باخبر کر دیا جائے۔"

"ویسے عبداللہ کی چوائس بہت زبردست ہے بیٹی بنایا تو لاکھوں میں ایک حسنہ کو ادھر مریم خان کو سلیکٹ کیا تو وہ بھی خاص قسم کی۔۔۔"

چائے دیتے ہوئے انہوں نے پلان کا بقیہ حصہ دہرایا تھا اور موجودہ صورت حال پہ اطمینان کا اظہار بھی کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"بابا! کیا اس وقت آپ مجھ سے مل سکتے ہیں۔۔۔؟"

"بس دو گھنٹے کا ایک لیکچر ہے اس کے بعد وقت ہوگا۔"

"ٹھیک ہے میں لائبریری میں آجاؤں گی۔"

"او۔کے۔۔۔ابھی جلدی میں ہوں۔۔۔فی امان اللہ۔"

"تھینک یو۔"

حسنہ بہت اداس تھی آج اس نے ایک آخری کوشش کا ارادہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ کے سامنے جا کر بات کرے۔

"اللہ تو کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا۔۔۔مگر کچھ لوگ خود ہدایت سے دور چلے جاتے ہیں۔ بہت دور۔۔۔اوہو۔۔۔آخری کوشش کر دیکھتے ہیں پھر جو اللہ کو منظور۔۔۔"

حسنہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔

"بابا!، ت ضروری بات ہے۔" حسنہ لائبریری میں عبداللہ کے سامنے بیٹھی تھی

Courtesy www.pdfooksfree.pk

گرے سکارف اوڑھے اس کا چہرہ اور بھی معصوم لگ رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟"

حسنہ رونے لگی تھی۔۔۔

"بچے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی چپ کر جاؤ اور بات بتاؤ۔"

"بابا! جو باتیں ہم دوسروں کو بتاتے ہیں خود بھی تو ان پر عمل کرنا چاہئے ناں۔۔۔"

"بالکل۔"

"بابا! آپ کی اتنی رسپیکٹ کی میں نے۔۔۔سوچئے! مجھے کس قدر دکھ ہوگا یہ جان کر کہ شاہینہ سے آپ کا تعلق ہے۔۔۔آپ نے غلط طریقے سے پلاٹس لے رکھے ہیں۔۔۔" حسنہ کی آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے تھے۔

"جھوٹ باتیں کرتے ہیں سب لوگ۔۔۔"

"بابا! پلیز مجھ سے جھوٹ نہ بولیں آپ۔۔۔"

"آپ مجھ سے محبت کرتی ہو ناں۔۔۔"

"جی۔۔۔"

"تو محبت میں بہت سی باتوں کو اگنور کیا جاتا ہے۔۔۔" عبداللہ کو بھی ٹینشن ہو رہی تھی کہ حسنہ اس کی اصلیت جان گئی۔ وہ اس سے ضرور چھپا رہنا چاہتا تھا

"مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ جیسا آپ کہتے ہیں ویسے خود بھی بن جائیں۔ جو باتیں دوسروں کو بتاتے ہیں ان پر خود بھی عمل کریں۔۔۔ مجھے پتہ ہے میں چھوٹی ہو کر بھی بڑوں والی باتیں کر رہی ہوں۔ لیکن کیا کروں۔۔۔؟ جو میرے ساتھ ہوا ہے میں جانتی ہوں۔ اب مجھے جانا ہے۔۔۔ آپ اپنے دل پہ ہاتھ رکھیے گا اور ان باتوں پہ غور کیجئے گا۔ مریم خان جیسی خاتون دوستی کرنے کے لئے نہیں ہوا کرتیں۔ انہیں تو سر آنکھوں پہ بٹھایا جاتا ہے لیگل تعلق بنائیں ان سے۔۔۔ مفرہ بہت پیاری ہیں ناں آپ کو۔۔۔ سوچتی ہوں دنیا مکافات عمل ہے۔ اسے کل کو کوئی دوستی کیلئے سلیکٹ نہ

کرے۔۔۔"

حسنہ یہ کہہ کر اٹھ گئی تھی اور عبداللہ پہ ذرا اثر نہ ہوا تھا۔

مفرہ کیا اسے تو اپنی بیوی سے بھی پیار نہ تھا۔ عبداللہ کی سائیکی بہت ہی عجیب تھی۔۔۔ حسنہ کو حقیقت پتہ چل گئی اس پہ کچھ شاک تو اس کو ہوا ہی تھا۔ مگر وہ خود کو بالکل بدلنا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے شاہینہ سے لمبی گپ لگائی تھی تا کہ کچھ ریلیکس ہو پھر وہ شاہینہ سے رات ملاقات کا ٹائم بھی سیٹ کر چکا تھا۔ اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ اس کی ایک ایک حرکت پہ زاہد مرزا کی نظر ہے۔

☆ ☆ ☆

"حسنہ شاہ پہ نظر رکھو۔۔۔ کوئی گڑبڑ کرے تو منظر سے ہٹا دینا۔۔۔ میری بات سمجھ رہے ہو ناں۔۔۔" عبداللہ اپنے خاص کارندوں کو ہدایت کر رہا تھا۔

"یس باس۔۔۔"

عبداللہ کا حسنہ سے جو تعلق تھا وہ اس کی باتیں سن کر اب ختم ہو گیا تھا۔

"وہ کل کی بچی مجھے سکھانے آئی تھی۔۔۔ حسنہ شاہ۔۔۔! تم کیا جانو دنیا کیا ہے۔۔۔ کس لیے ہے۔۔۔ تم نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے۔۔۔؟" عبداللہ کو حسنہ پر غصہ آ رہا تھا۔

کراچی جانے میں چند دن ہی رہ گئے تھے۔۔۔ اور حسنہ سے اس کا تعلق بھی ختم ہو گیا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی خود کو بدلنے کا 'اچھا بننے کا نہ سوچا تھا۔ وہ ہدایت سے بہت دور جا چکا تھا۔

اپنے خاص فرینڈز کے ساتھ بیئر پیتے ہوئے وہ گالیاں دے رہا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کی ہر حرکت زاہد ریکارڈ کروا رہا ہے۔

جب عبداللہ کو غصہ آتا تھا تو وہ بے تحاشہ گالیاں دیا کرتا تھا بلا وجہ اس وقت بھی یہی کر رہا تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اب وہ جلد از جلد اسلام آباد سے جانا چاہتا تھا۔ اس کا دل وہاں سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆

"میڈم! میں آپ کا خیر خواہ بات کر رہا ہوں۔" زاہد نے مریم خان کو کال کی تھی۔

"جی فرمائیے۔" مریم خان نے حیرانی سے کہا تھا۔

"میری بات بہت غور سے سنیے گا۔۔۔ عبداللہ آپ کو ڈاج دے رہا ہے۔ وہ کبھی بھی آپ سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔ اس نے بس انجوائے منٹ کا ذریعہ بنا رکھا ہے آپ کو۔۔۔ آپ پلیز اس سے باخبر رہیں۔ بس یہی کہنا تھا مجھے۔۔۔" زاہد نے ساری بات بتادی تھی۔

"آپ کا نام۔۔۔؟" مریم نے پوچھا تھا۔

"ظاہر ہے میں اپنا نام درست تو آپ کو بتا نہیں سکتا۔۔۔ بس یہ سمجھ لیں کہ مجھے ہمدردی ہے آپ سے۔۔۔ اللہ حافظ۔" زاہد نے فون بند کر دیا تھا اور مریم کتنی دیر تک وہیں ساکت رہی تھی۔

وہ خود بھی محسوس کر رہی تھی کہ عبداللہ بات کو خواہ مخواہ التواء میں ڈال رہا ہے اس کے ساتھ گیم کھیل رہا ہے۔۔۔ مگر وہ اس کے شکنجے میں جکڑی جا چکی تھی۔ اگر اسے عبداللہ سے محبت نہ بھی تھی تو اب ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ مجبور تھی۔

"میں عبداللہ سے ڈائریکٹ بات کرتی ہوں۔ وہ کیوں ایسا کر رہے ہیں۔ اب ان سے ایک فیصلہ ضرور لینا ہے۔۔۔ ہاں یا نہ۔۔۔ بس۔۔۔ بہت ٹائم برباد کر لیا ان کے پیچھے۔۔۔ اور ایسے تعلق کا کوئی فائدہ نہیں جو میرا ان سے ہے۔۔۔" مریم نے دل میں سوچ لیا تھا۔

"خالہ جان! آپ کو عبداللہ کیسے لگتے ہیں۔" مریم نے خالہ جان سے پوچھا تھا۔

"سچ بتاؤں مجھے سمجھ نہیں آتی اس کی۔۔۔ پتہ نہیں وہ کیوں معاملے کو حل کرنے میں تاخیر کر رہا ہے۔۔۔ میں تو پریشان بھی ہوں۔" خالہ جان نے جواب دیا تھا۔

"پھر کیا کیا جائے۔۔۔؟" مریم نے آہستگی سے پوچھا تھا۔

"اب میں خود بات کرتی ہوں۔ کہ معاملے کو ٹھکانے لگاؤ۔۔۔ کیوں الجھا کے رکھا ہے۔ خواہ مخواہ کی ٹینشن پال رکھی ہے ہم نے۔۔۔" خالہ جان کو غصہ آ رہا تھا۔ ان باتوں سے مریم کا دل اور بھی غیر مطمئن ہوا تھا۔ اس نے عبداللہ کو کالج بلوایا تھا۔ اس وقت چھٹی ہو چکی تھی۔

"اب تو لوگ بھی مجھے تنگ کرتے ہیں۔" یہ کہہ کر مریم خان نے زاہد کی کال کے بارے میں عبداللہ کو بتایا تھا۔

"ہم لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکتے۔۔۔ مریم! آپ میرا اعتبار کریں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

"مجھے اعتبار ہے مگر میں لوگوں کے منہ بند نہیں کر سکتی۔ آپ نے جو فیصلہ کرنا ہے وہ کریں۔۔۔ صرف یہ ہفتہ ہے آپ کے پاس۔ ورنہ میں آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گی۔۔۔" مریم خان نے بات ختم کر دی تھی۔

عبداللہ کو مریم خان پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔ مریم خان کو دل میں خوش فہمی تھی کہ عبداللہ اب سیدھے راستے پر آئے گا مگر ایسا بھلا کب ممکن تھا۔ یہ ان کی آخری ملاقات تھی دونوں کو نہیں پتہ تھا اور بھلا مستقبل کا حال کسی کو پتہ ہو سکتا ہے۔۔۔ سوائے اللہ کے۔

☆ ☆ ☆

"حسنہ۔۔۔! آج کوئی خاص بات ہے۔"

"رومی۔۔۔! کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔؟"

"یہ زاہد بھائی کچھ زیادہ ہی امپریس ہو گئے ہیں تم سے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔؟"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"ہر وقت رابطے میں رہتے ہیں۔"

"میں تمہیں بتانے ہی والی تھی۔۔۔رومی! مجھے زاہد مرزا نے پروپوز کیا ہے۔"

"رئیلی۔۔۔تم نے اتنی بڑی بات مجھے نہیں بتائی۔۔۔اب میں خفا ہو جاؤں گی۔"

"خفا نہ ہو۔۔۔بس وہ عبداللہ پلان کی وجہ سے بتانا یاد نہ رہا۔۔۔"

"ویسے یہ بہت اچھی بات ہے۔۔۔"

"کیسے۔۔۔؟"

"تم دونوں ایک جیسے ہوناں۔۔۔بہت آئیڈئیل کپل ہوگا تمہارا۔۔۔"

"یہ تو وقت بتائے گا۔"

"اچھا حسنہ! کیا زاہد بھائی بھی عام لوگوں جیسے ڈائیلاگ بولتے ہیں۔"

"اچھا سوال ہے۔"

"جواب تو دو۔۔۔"

"میں بولنے ہی نہیں دیتی۔۔۔"

"ایک بات ضرور ہے کہ وہ بہت اچھے انسان ہیں۔آنٹی کو پتہ ہے؟"

"نہیں۔۔۔"

"چلو ان کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے ناں۔۔۔زاہد بھائی اس لحاظ سے انہیں بھی پسند آئیں گے۔"

"مما تو شکر کریں گی۔مجھے بھی کوئی پسند آیا۔"

"عبداللہ کو پتہ چلے تو اسے ہارٹ اٹیک ہو جائے۔"

"ہاہاہا"

☆ ☆ ☆

سردی اس قدر شدید تھی کہ سڑکوں پر ہر طرف دھند ہی دھند تھی۔حسنہ اور زاہد کا ن مکمل ہو چکا تھا۔دو دن پہلے انہوں نے چار گھنٹے کی میٹنگ میں۔۔۔کچھ ڈسکس کیا

تھا۔

حسنہ نے ایک بات زاہد سے ضرور چھپائی تھی کہ اس نے عبداللہ کو آخری دفعہ دعوت بھی دی تھی کہ وہ ہدایت کی طرف آ جائے۔

"18 فروری کے پروگرام کے بعد انشاء اللہ نئے پروگرام کی تیاری کرنی ہے۔" زاہد کو کچھ یاد آیا تھا۔

"کون سا پروگرام۔۔۔"

"آپ سے شادی کا پروگرام۔۔۔"

"بس کریں اب۔۔۔ویسے آج میں چاہ رہی ہوں کہ مما سے ملواؤں آپ کو۔"

چلیں ابھی ملتے ہیں۔۔۔مگر ایک بات میں نے آپ سے چھپائی ہے اور اگر میں نہ بتا سکا تو ساری زندگی گلٹی فیل کروں گا۔"

"کون سی بات۔۔۔جلدی بتائیں۔"

پھر زاہد نے ان دنوں کی باتیں بتائیں تھیں جب عبداللہ کی وجہ سے وہ ڈپریسڈ تھا اور escape کرنے کے لئے گناہ کرتا رہا تھا۔حسنہ سانس روکے سن رہی تھی۔اسے کوئی بھی بات اچھی نہیں لگ رہی تھی۔اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا۔

"حسنہ کچھ تو۔۔۔"

"یہ ساری باتیں آپ کو مجھے پہلے بتانا چاہئیں تھیں۔۔۔"

"آئی ایم سوری حسنہ۔۔۔!"

"مجھے گھر جانے دیں اور کچھ سوچنے دیں۔۔۔" حسنہ آفس سے باہر نکل گئی تھی زاہد اسے روکتا رہ گیا۔

ٹیکسی میں بیٹھی وہ ساری باتیں یاد کر رہی تھی۔جب وہ گھر کے قریب پہنچی تو اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ اسے اترنا ہے۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"میڈم۔۔۔!مطلوبہ جگہ آ گئی۔۔۔" ڈرائیور نے اسے یاد دلایا۔

وہ شرمندگی سے اٹھ گئی۔۔۔

گھر میں واش روم میں جا کر وہ ہچکیوں سے روئی تھی۔۔۔سر درد کا بہانہ کر کے وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی تھی۔۔۔

"وہ زاہد جسے میں فرشتہ سمجھتی تھی۔۔۔

جو اسلام کا دعویٰ دار تھا۔۔۔

جو نیکی کا درست مطلب سمجھتا تھا۔۔۔

وہ خود کیا کرتا رہا۔۔۔

اونو۔۔۔" حسنہ سوچ رہی تھی۔ اس کا دماغ پھٹ رہ تھا۔ اتنا دکھ تو اسے عبداللہ کی اصلیت جان کر نہیں ہوا تھا جتنا اب ہو رہا تھا۔

"یہ مرد بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں۔ خود جو چاہے کرتے پھریں جہاں مرضی منہ مارتے رہیں مگر معافی کی امید ایسے رکھتے ہیں جیسے ان کا حق ہے۔۔۔اگر عورت ذرا سی غلطی کر دے تو اسے نا قابل معافی سمجھا جاتا ہے۔۔۔یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔؟" حسنہ کو سارے مردوں پہ غصہ آ رہا تھا۔

موبائل اس نے آف کر رکھا تھا۔ اس لیے زاہد نے لینڈ لائین پہ فون کیا جو نابغہ شاہ نے اٹینڈ کیا۔ مجبوراً حسنہ کو بات کرنا پڑی۔

"حسنہ آئی ایم سوری۔۔۔مگر پلیز مجھے آخری موقعہ دیں اپنی بات کی وضاحت کا۔"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" نابغہ شاہ کے سامنے وہ بس یہ کہہ سکی۔

"میں آپ کو لینے آ رہا ہوں قریبی پارک میں جا کر بات کریں گے۔" زاہد نے اس کا جواب سنے بغیر فون بند کر دیا تھا۔

"کیا ہوا حسنہ۔۔۔!درد زیادہ ہے کیا؟ ٹیبلٹ لے لو۔۔۔" نابغہ شاہ پریشان ہو رہی تھیں۔

"نو مما۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔یہ تو معمول ہے۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔" اس نے ٹالا۔۔۔

زاہد جلد ہی اسے لینے آ گیا تھا۔۔۔حسنہ کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا کہ اس کے ساتھ جائے مگر مجبوراً جانا پڑا۔۔۔

قریبی پارک کی بجائے وہ اسے ایک دور دراز کے پارک میں لے گیا۔۔۔حسنہ بالکل چپ تھی۔۔۔زاہد بھی بس اس پہ غور کر رہا تھا۔

"حسنہ پلیز۔۔۔!" زاہد گاڑی کا فرنٹ کھولے کھڑا تھا اور حسنہ باہر نہیں آ رہی تھی۔۔۔

"مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا۔۔۔ادھر ہی بات کر لیں۔" زاہد کو اس اداس اور سنجیدہ صورت حال پہ ہنسی آ رہی تھی۔۔۔مگر اس وقت وہ یہ آفر بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اسے اٹھا کر باہر لے آئے۔ وہ پانچ منٹ تک انتظار کرتا رہا۔۔۔بالآخر حسنہ باہر آ گئی۔

پارک میں بہت کم لوگ تھے۔۔۔

ایک بینچ پہ زاہد حسنہ کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

"دیکھو حسنہ! جب تم ایک نیک زاہد کو قبول کرتی ہو تو sinful زاہد کو بھی قبول کر لو۔۔۔میں اللہ سے سچی توبہ کر چکا ہوں۔۔۔دیکھو میں چاہتا تو آپ کو نہ بتاتا یہ ساری باتیں۔۔۔مگر میں کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا۔ ہاں حسنہ! آج مجھے کہنے دو۔۔۔کہ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے بلکہ عشق ہے۔۔۔اللہ بھی تو توبہ قبول کرتا ہے ناں۔۔۔آپ بھی مجھے معاف کر دو۔" زاہد نے دلیل سے بات کی تھی۔

"میرا بہت دل دکھا ہے آپ کی باتیں سن کر۔۔۔کیا کہوں اب۔۔۔مردوں کو ہمیشہ سے ہی قائل کرنے کا فن آتا ہے۔۔۔۔"

"ویسے اس فن میں عورتیں بھی بہت ماہر ہیں۔"

"آپ سے کم۔۔۔"

"تو پھر آپ نے مجھے معاف کر دیا۔"

Courtesy www.pdfooksfree.pk

"پہلے تو نہیں کیا تھا۔اب آپ کی باتیں سن کر قائل ہوگئی۔واقعی جب اللہ معاف کر دیتا ہے تو پھر حسنہ شاہ کون ہوتی ہے معاف نہ کرنے والی۔"

"تھینک یو حسنہ!یو آر گریٹ مائی ڈارلنگ!"

"اب زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔آئی ایم ناٹ یور ڈارلنگ یہ الفاظ سنبھال کر رکھیں۔۔۔مستقبل میں کام آئیں گے۔۔۔"

زاہد بہت ہنسا تھا اس کی بات سن کر۔۔۔

"اچھا بابا اب موڈ ٹھیک کرو تا کہ مجھے سکون ملے۔"

"میرا موڈ ٹھیک ہے۔۔۔اب واپس چلیں۔بہت سردی ہے یہاں۔"

"چلو اس سردی کو انجوائے کرتے ہیں آئس کریم کھا کر۔۔۔"

ان دونوں نے وہاں آئس کریم کھائی تھی۔۔۔

واپسی پہ آتے ہوئے زاہد نے حسنہ کو بہت سی غزلیں سنائی تھیں، اور حسنہ مسکراتی رہی تھی۔

گھر پہنچ کر حسنہ نے اسے چائے کی آفر کی تھی۔مما سے اسے ملوایا تھا اور اس کے جانے کے بعد مما کو بتایا تھا کہ وہ اور زاہد ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔یہ بات سن کر نابغہ شاہ بہت خوش ہوئی تھیں کہ شکر ہے حسنہ کو بھی کوئی پسند آ گیا۔

☆ ☆ ☆

اٹھارہ فروری کو سکالرز کا ایک بہت بڑا پروگرام تھا۔عبداللہ بھی اس میں انوائیٹڈ تھا۔انیس فروری کو اس نے اسلام آباد چلے جانا تھا اور کراچی میں کام شروع کرنا تھا۔حسنہ سے ان دنوں اس کا رابطہ نہ ہوا تھا۔وہ بس مریم خان کی وجہ سے پریشان تھا۔۔۔وہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔مگر شادی کرنے کا کوئی ارادہ بھی نہیں رکھتا تھا۔وہ مسلسل مریم کو کال کرتا رہتا تھا مگر وہ اٹینڈ نہیں کر رہی تھی۔غصے سے عبداللہ کا برا حال تھا اس کی پناہ اب شاہینہ کے پاس تھی۔

بے تحاشہ ڈرنک کرنے کی وجہ سے اس کا سر چکرا رہا تھا۔اس دن اس نے

بہت میوزک سنا تھا مگر سکون تھا کہ اس سے دور ہوا جا رہا تھا۔اس نے مریم خان کا دل دکھایا تھا اور سزا تو اس نے کاٹنا تھی۔۔۔صرف مریم خان کا ہی نہیں بلکہ مریم جیسے کئی معصوم لوگوں کا۔یہ فہرست بہت طویل تھی۔۔۔مگر عبداللہ کو پتہ نہ تھا کہ یوم حساب بس قریب آ پہنچا ہے۔۔۔ظلم و زیادتی کی رات جتنی بھی کالی اور لمبی کیوں نہ آئے۔صبح نے تو ضرور آنا ہوتا ہے۔

عبداللہ جب سو کر اٹھا تھا تو اس کی حالت کچھ بہتر تھی۔۔۔وہ اپنے لیکچر کی تیاری کرنے میں لگ گیا۔اس وقت وہ باقی سب بھول چکا تھا۔

اٹھارہ فروری کو جو پروگرام ہو رہا تھا اس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے سکالرز مدعو تھے اور موضوع تھا "اتحاد امہ" عبداللہ کو خصوصی لیکچرز کے لئے کہا گیا تھا۔اس لیے وہ لفظوں کا کھلاڑی اپنے لفظوں میں کوئی کمی نہ رہنے دینا چاہتا تھا۔۔۔کوئی شک نہ تھا اس بات میں کہ عبداللہ جیسی تقریر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔اللہ اس سے کام لے رہا تھا اور اللہ واقعی جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے۔

☆ ☆ ☆

بنے تھے جس قدر خواب
تار تار ہو گئے
چنے تھے جس قدر گلاب
خار خار ہو گئے
گلاب ہیں نہ خواب ہیں
عذاب ہی عذاب ہیں

مریم خان بہت اداس تھی۔۔۔اسے اندازہ نہ تھا کہ عبداللہ اس قدر فراڈ کرے گا پرا پروے سے وہ اسے اپنانا نہیں چاہتا تھا۔بس ایک فراڈ کھیل رہا تھا اور مریم مزید اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی۔وہ اس کی کالز اٹینڈ ہی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"عبداللہ نے شہر نہ چھوڑا تو میں خود کہیں چلی جاؤں گی۔۔۔بس اب ہر صورت اس کی محبت کو دل سے نکال پھینکنا ہے۔۔۔اللہ مجھے ہمت دے۔" وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اور ٹینشن سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ کالج سے چھٹی ممکن نہ تھی کیونکہ فنکشن تھا۔ بہت اداسی کے ساتھ وہ فنکشن میں شریک ہوئی۔

زندگی میں اسے کیا کیا دیکھنا پڑ رہا تھا۔ وہ اس پہ حیران تھی۔

قریب تبسم میں پھر آ گئے ہم
ابھی کھا کے ٹھوکر سنبھلنے نہ پائے
کہ پھر کھائی ٹھوکر سنبھلتے سنبھلتے

☆ ☆ ☆

گرینڈ پروگرام شروع ہو چکا تھا۔ مقررہ وقت پر سب لوگ جمع تھے۔ معمول کی کاروائی سے آغاز ہوا تھا۔۔۔ کمپیئر نے عام باتیں کی تھیں۔۔۔ تلاوت ہوئی تھی پھر ایک سکالر نے اسلام پہ بات کی تھی۔۔۔ ''اتحاد امہ'' جس پہ یہ سب تیاری کر کے آئے تھے۔ اس موضوع کا ذکر تک نہ ہوا تھا۔۔۔

عبداللہ بھی باقی سکالرز کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب حسنہ شاہ اسٹیج پر آئی تھی۔ اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ پروگرام حسنہ شاہ اور زاہد مرزا نے ارینج کیا ہے۔ حسنہ نے بات شروع کی تھی۔ سب اسے جانتے تھے کیونکہ وہ مشہور جرنلسٹ تھی۔

''اسلام بہت خاص چیز ہے ناں۔۔۔ اور جو لوگ اسلام کی دعوت دیتے ہیں ان سے ہمیں عقیدت ہوتی ہے کیونکہ وہ سب بھی بہت خاص ہوتے ہیں۔ پھر ایسے خاص لوگوں کو اپنے مرتبے کا خیال کرنا چاہئے۔۔۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ بندہ جو خود پر اسلام کا لیبل لگا لیتا ہے اور سکالر بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے عمل بھی درست کرے۔۔۔ ورنہ انسانوں کا اس سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔۔۔''

پھر حسنہ نے پروجیکٹر آن کیا۔۔۔ عبداللہ کے کارنامے سب کے سامنے تھے۔
یہ نئی سی ڈی اس نے زاہد کے ساتھ مل کر بنائی تھی۔

عبداللہ کو تو ہارٹ اٹیک ہونے والا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا جب پولیس کے ایک آفیسر نے جو عام لباس میں تھا۔۔۔ اسے وارن کیا۔

''آپ اپنی جگہ سے مت ہلیں یو آر انڈر ارسٹ۔۔۔''

عبداللہ ہکا بکا رہ گیا۔۔۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

''یہ سب جھوٹ ہے فراڈ ہے۔۔۔'' وہ چیخا تھا۔ سو اسے وہاں سے اٹھا کر پولیس اپنے ساتھ لے گئی۔ باقی لوگوں کو وہیں بٹھا کر حسنہ سے ساری تفصیل پوچھی تھی۔ اخبارات کے بہت سے نمائندے وہ سب لکھ رہے تھے۔۔۔ شام اور کل کے اخبارات کے لئے سب کو ہیڈ لائنز کے ساتھ ساتھ خبریں بھی مل رہی تھیں۔

عبداللہ پہ بے شمار گھپلے ثابت ہو گئے تھے۔۔۔ باقی سکالرز تو حیران رہ گئے۔۔۔

حسنہ نے یہ سب اس لیے کیا تھا کہ آئندہ کوئی اور عبداللہ اس قدر دیدہ دلیری سے کام نہ کرے۔ سی۔ ڈی میں ہر تفصیل تھی۔۔۔ جو سب کے سامنے آ گئی تھی۔

باقی اخبارات کے نمائندے بہت سے سوالات کے لئے مچل رہے تھے اور سکالرز حیران تھے۔

''یہ سب میں نے اس لیے کیا ہے کہ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ وہ لوگ جنہیں نئی نسل آئیڈیل بناتی ہے وہ خراب نکلیں تو نئی نسل کے بہت سے لوگ بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔'' حسنہ نے بات ختم کی تھی۔

زاہد بہت خوش تھا۔۔۔ عبدالرحمان بھی وہاں آیا ہوا تھا۔ اس نے زاہد کے ساتھ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

پروگرام ختم ہو چکا تھا۔ زاہد' حسنہ' رومان' عبدالرحمان اور ڈاکٹر شاس اکٹھے وہاں سے نکلے تھے۔۔۔ ڈاکٹر شاس بھی اپ سیٹ تھا۔ زاہد نے اسے تسلی دی تھی۔۔۔ لوگوں کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ عبداللہ جیسا انسان اتنے بڑے کام کر سکتا ہے۔۔۔ حقیقت بہت ہی ڈراؤنی تھی۔

اور سب سے عجیب بات تھی کہ چند لمحوں میں حسنہ نے بہت بڑا کام کر دکھایا تھا۔ یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی تھی۔ حسنہ اللہ کی شکر گزار تھی کہ ان کا پلان کامیاب ہو گیا تھا۔ اللہ نے جو عبداللہ کی رسی دراز کر رکھی تھی اب اس کی پکڑ کر لی تھی۔ امید کی جا رہی تھی کہ عبداللہ کو سزا ضرور ہو گی اس نے فراڈ سے کروڑوں روپے ہضم کر لیے تھے۔

☆ ☆ ☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زاہد‘ حسنہ‘ رومان‘ ڈاکٹر شماس اور عبدالرحمان نے اب مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ حسنہ کے آفس میں وہ سب کافی دیر تک بیٹھے رہے تھے۔ عبدالرحمان اور شماس واپس روانہ ہو گئے تھے۔ زاہد نے پہلے رومان کو گھر چھوڑا تھا پھر حسنہ کے ساتھ اس کے گھر گیا تھا۔

"حسنہ کیا فیل کر رہی ہو۔۔۔؟"

"دکھ بھی ہو رہا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔۔۔ مگر اللہ کی شکر گزار ہوں کہ ہمارا پلان پورا ہو گیا۔ سوچتی ہوں اللہ ہمیں اپنے باقی پلان مکمل کرنے کی ہمت دے۔۔۔ ہم انسانیت کے لئے بہت کچھ کر سکیں اور اللہ کی محبت کا پیغام عام کریں۔"

"حسنہ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ تم میری ہو۔۔۔"

"آپ بس ایک ہی بات سوچتے ہیں آج کل۔۔۔"

"کل میرے گھر والے ہر صورت آپ لوگوں کی طرف آئیں گے۔"

"اتنی جلدی۔۔۔؟"

"بالکل۔۔۔ اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔"

"اچھا آج ہمارے گھر رہیں آپ ڈنر تک۔۔۔"

"جو حکم۔۔۔"

حسنہ نے سیل آف کر دیا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ اب بہت سے سوالات کرنے کے لئے اس کے ساتھی جرنلسٹ اسے تنگ کریں گے اب وہ اس ٹاپک پہ مزید باتیں کرنا نہیں چاہتی تھی۔ جو اس نے کرنا تھا وہ ہو چکا تھا۔

نابغہ شاہ عبداللہ کے بارے میں زاہد کی زبانی سب کچھ سن کر شاکڈ رہ گئی تھیں۔ حسنہ نے زاہد کو اپنی لائبریری دکھائی تھی اور بہت سی بچپن کی باتیں اسے بتائی تھیں۔ جو زاہد بہت دلچسپی سے سن رہا تھا۔

"یاد آیا حسنہ! پندرہ دن ہو گئے ایک چھوٹا سا گفٹ خریدا تھا آپ کے لئے۔۔۔ مگر دینے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔"

"کیا تھا۔۔۔؟"

زاہد نے جیب سے ایک رنگ نکالی تھی۔۔۔ بہت نازک سی ڈائمنڈ کی رنگ تھی۔

جو اس نے اپنی ہتھیلی پہ رکھی ہوئی تھی۔

"تھینک یو۔۔۔ یہاں رکھ دیں میں خود پہن لوں گی۔" حسنہ کی اس بات پہ وہ بہت ہنسا تھا۔

"جی مجھے پتہ ہے کہ مجھے پہنانے کی اجازت آپ نہیں دیں گی۔۔۔ یہ لیجئے۔"

زاہد نے رنگ ٹیبل پہ رکھی تھی۔۔۔ پھر حسنہ نے اٹھا کر خود پہن لی تھی۔۔۔

"کتنی زبردست لگ رہی ہے آپ کے ہاتھ پر"

"میں ہمیشہ کہتی ہوں کہ تعریفیں سنبھال کر رکھیں۔"

حسنہ کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد زاہد رات گئے گھر گیا تھا۔

"صبح آفس آیئے گا۔۔۔ پریس کانفرنس ہے۔۔۔" حسنہ نے اسے یاد دلایا تھا

"ٹھیک گیارہ بجے پہنچ جاؤں گا۔"

"گڈ نائٹ اینڈ ٹیک کیئر۔"

☆ ☆ ☆

عبداللہ کو جیل میں رکھا گیا تھا۔۔۔ سارا اسٹیٹس ختم ہو گیا تھا۔۔۔

اب وہ منہ کے بل گرا تھا۔۔۔ اسے پتہ چلا تھا کہ ظلم کی اندھیر نگری کا سارا کھیل بھی ایک دن چوپٹ ہو جاتا ہے۔

ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔۔ اور عبداللہ۔۔۔ یہ تھی اب اس کی کل کائنات اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔ اسے پسینہ آ رہا تھا حالانکہ سخت سردی تھی۔ ٹینشن سے اس کا برا حال تھا۔۔۔ ڈپریشن اس پہ طاری تھا۔

"اس چھوٹے کمرے میں مجھے رہنا پڑے گا۔

میں تو پاگل ہو جاؤں گا۔

میں مر جاؤں گا۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟"

وہ دکھ سے سوچ رہا تھا۔ وہ مایوس ہو گیا تھا۔ رات کو جب اس نے سونے کی کوشش کی تو اسے لگا کہ جیسے وہ کسی اندھے کنویں میں ہے۔ اس کا دل بند ہو رہا ہے۔۔۔ اور

Courtesy www.pdfooksfree.pk

موت اس کے قریب ہے عبداللہ کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ اذیت اب کئی سال تک اس کا مقدر بننے والی تھی۔ جو کچھ اس نے کیا تھا اس کا بدلہ دنیا میں تو اسے ملا ہی تھا۔ ابھی آخرت میں نہ جانے کتنی سزا باقی تھی۔

☆ ☆ ☆

عبداللہ کے گرفتار ہونے کی خبر مریم خان نے اخبار میں پڑھی تھی اور اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عبداللہ اس حد تک گر چکا ہے۔

اوہ میرے خدایا۔۔۔! اللہ اور اسلام کے نام پر اس قدر فراڈ دیتے ہیں یہ لوگ ان کا کیا کیا جائے۔۔۔ عبداللہ جیسے لوگ تو معافی کے قابل بھی نہیں۔

کاش! انسان لوگوں کے سامنے اچھا بننے کی بجائے اللہ کے سامنے اچھا بن جائے۔"

مریم خان سوچتی رہ گئیں۔ کالج سے وہ فوراً گھر پہنچی تھیں۔ انہیں ٹینشن سے چکر آ رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد انہوں نے حسنہ کو کال کی۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔؟"

"یہ حقیقت ہے۔"

"حسنہ! میرا اس انسان سے اگرچہ اب کوئی تعلق نہیں ہے مگر۔۔۔ پھر بھی مجھے بہت دکھ ہوا ہے یہ سب کچھ جان کر۔۔۔ اس قدر منافقت۔۔۔ کوئی کسی کی آنکھوں میں اس حد تک دھول جھونک سکتا ہے میں تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔"

"آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔"

"سوری! پرابلم ہو جاتا۔۔۔ ویسے فون کروایا تھا آپ کو۔۔۔"

"حسنہ میں تو سوچا کرتی تھی کہ اب اتنی ٹھوکریں کھا کر مجھے لوگوں کی پہچان ہو گئی ہے مگر نہیں یہ بات غلط ہے۔۔۔ ہم عبداللہ جیسے لوگوں سے بہت قریب ہوتے ہوئے بھی ان کو سمجھ نہیں سکتے۔۔۔"

"آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ چھوڑیں یہ سب باتیں۔۔۔ ہم مل کر اسلام کا کام کریں گے۔"

"عبداللہ کا کیا ہوگا۔۔۔"

"سزا ملے گی۔۔۔ ابھی میں پریس کانفرنس کے لئے جا رہی ہوں۔"

"فی امان اللہ"

مریم تو بہت اداس تھیں۔۔۔ ان کے ذہن سے یہ بات نکل ہی نہیں رہی تھی کہ وہ یہ غم منانے میں لگی ہوئی تھیں کہ ان کے ساتھ کس قدر دھوکہ ہوا۔

☆ ☆ ☆

عبداللہ کی گرفتاری کی خبریں ہر طرف پھیل چکی تھیں "التقویٰ" کا جو امیج تھا وہ فوراً تبدیل ہو گیا جماعت کے بہت سے کام رک جانے کی توقع کی جا رہی تھی۔ عبداللہ جماعت کے مرکزی رہنماؤں میں سے تھا اس پہ لگے الزامات نے ساری جماعت کو بدنام کر دیا تھا۔

"اسلامی جماعتوں میں ایسے لوگ نہیں ہونے چاہیں اور اگر کچھ ایسے افراد جماعت میں شامل ہو جائیں تو انہیں ساتھ نہیں چلانا چاہئے بلکہ ان سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔" یہ عام لوگوں کا موقف تھا۔

"التقویٰ" کی طرف سے بہت سی وضاحتیں جاری کی جا رہی تھیں مگر اب کوئی فائدہ نہ تھا۔ عبداللہ نے اتنی اچھی شہرت رکھنے والی "التقویٰ" پر جو بدنامی کا کالا دھبہ لگا دیا تھا وہ اتنی آسانی سے مٹنے والا نہیں تھا۔

پہلی دفعہ عوام کا اعتماد حاصل کرنا بھی آسان نہیں تھا۔ مگر "التقویٰ" نے اسلام اور اللہ کے نام پر بہت جلد مقام اور نام بنایا تھا اب وہ سب کھو گیا تھا۔ عبداللہ جیسے لیڈر کی غلطیوں، خامیوں، دھوکے اور فراڈ کی وجہ سے لوگ اس جماعت سے متنفر ہو رہے تھے۔

"کل کو کوئی نیا بلنڈر سامنے آ جائے گا۔

باقی سکالرز کی کیا گارنٹی ہے۔

اب یہ جماعت اپنی ساکھ برقرار نہیں رکھ سکتی۔

عبداللہ کے ساتھ التقویٰ کا بھی زوال ہو گیا۔"

لوگوں کے تبصرے جاری تھے۔

☆ ☆ ☆

Courtesy www.pdfooksfree.pk

فجر کی اذان ہو رہی تھی جب حسنہ کی آنکھ کھلی تھی۔ یہ اس کا معمول تھا۔ رات کو چاہے جس وقت بھی سوئے وہ صبح نماز کے وقت خود بخود اٹھ جاتی تھی۔ اس نے نماز پڑھی تھی اور پھر دیر تک دعا مانگتی رہی تھی۔۔۔ قرآن کی تلاوت کے بعد بھی اس نے دعا کی تھی۔

"اللہ مجھ سے راضی ہو جا" وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

چائے پینے کے بعد اس نے پورے ہفتے کی پلاننگ کی تھی۔۔۔ اور پھر سو گئی تھی

آفس جانے کے لئے اسے نابغہ شاہ نے ساڑھے نو بجے جگا دیا تھا۔ وہ جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی۔ اس وقت مریم خان کی کال بھی آئی تھی جسے اس نے سنا تھا۔ پھر تیاری میں لگ گئی تھی۔ زاہد کی دی ہوئی رنگ اس کے ہاتھ پہ تھی۔ وہ پانچ منٹ اسے محویت سے دیکھتی رہی۔۔۔ پھر نہ جانے کس خیال سے مسکرا دی۔

آج اس نے بلیک سکارف اوڑھا ہوا تھا جس میں اس کا سفید، روشن اور مسکراتا چہرہ بہت نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

نابغہ شاہ کے ساتھ ناشتہ کرتے ہوئے وہ بہت جلدی میں تھی۔ آج اس سے بالکل کچھ کھایا نہیں ہو رہا تھا۔ رومان اسے لینے آئی تھی۔

"حسنہ! آج تو تم بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہو۔"

"تم نے غور ہی آج کیا ہے۔"

"نہیں بھئی۔۔۔ آج کوئی خاص بات ضرور ہے۔"

"باتیں چھوڑو۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔"

"چلو ناں پھر۔۔۔"

"او۔کے مما۔۔۔ میں چلوں اب۔۔۔"

"ناشتہ تو کر لو ڈھنگ سے۔"

"بس آج موڈ نہیں ہے۔۔۔"

وہ دونوں آفس کے لئے روانہ ہو گئی تھیں۔ دس بج کر پینتالیس منٹ پر وہ آفس سے باہر تھیں۔ اسی وقت زاہد کی کال آئی تھی۔

"کہاں ہو۔۔۔؟"

"میں آفس پہنچ چکی تقریباً۔۔۔ آپ کہاں ہیں؟"

"آپ سے ذرا فاصلے پر۔۔۔ پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے میں انتظار کر رہی ہوں۔"

حسنہ سیل آف کر کے گاڑی سے باہر نکلی تھی جبکہ رومان ڈرائیور کو واپسی کی ٹائمنگ بتا رہی تھی۔

حسنہ کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی۔۔۔ وہ ایک دم الرٹ ہوئی تھی۔ وہاں سے کہیں دور جانا چاہ رہی تھی۔۔۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ اچانک تین نوجوان سامنے آئے تھے۔۔۔ انہوں نے حسنہ پر فائرنگ شروع کر دی۔ کئی گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو گئی تھیں۔ وہ وہیں گر گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا اور سانس رک رہا تھا۔

"مما۔۔۔!

زاہد۔۔۔!"

اس کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت ان دو لوگوں کی تھی اور دونوں اس وقت اسے بہت زیادہ یاد آئے تھے۔

رومان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اردگرد بہت سے لوگ اچانک جمع ہو گئے تھے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی تھی۔

اس وقت زاہد کی گاڑی وہاں رکی تھی۔ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"یا اللہ۔۔۔! خیر۔۔۔" اس نے دعا کی۔۔۔ وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"حسنہ شاہ کو گولیاں لگی ہیں" یہ آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

وہ بھاگتا ہوا حسنہ کے قریب پہنچا تھا۔ سڑک پر حسنہ کا خون بہہ رہا تھا۔

یہ اس کی حسنہ تھی۔ معصوم، پیاری سی نازک حسنہ۔۔۔ جو بے بسی کی حالت میں سڑک پہ پڑی تھی۔۔۔ زاہد کی جان نکل گئی۔۔۔ اس قدر مشکل امتحان۔۔۔ اتنی کڑی آزمائش۔۔۔ زاہد کا سانس رک رہا تھا۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

اس نے حسنہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا تھا اور اپنی گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔
رومان بھی ساتھ تھی۔ لوگ پولیس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے مگر زاہد کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔

"یہ سب کیا ہو گیا زاہد بھائی۔۔۔؟" رومان نے خود پہ کنٹرول کر رکھا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا دھاڑیں مار مار کے روئے۔

"حسنہ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔" زاہد بمشکل بولا مگر اس کا اپنا دل ڈوب رہا تھا۔

پچھلی سیٹ پر حسنہ کو لٹا کر رومان کو اس کے ساتھ بٹھایا تھا اور خود گاڑی چلائی نہیں اڑائی تھی۔ قریبی ہاسپٹل میں حسنہ کو لے جانے میں چند منٹ لگے تھے۔ اس کا خون مسلسل بہہ رہا تھا اور جسم بے جان ہو رہا تھا۔ زاہد نے پھر اسے اٹھالیا تھا۔

حسنہ کے ہونٹ اس وقت ہلے تھے۔ وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی مگر بول نہیں پا رہی تھی۔

زاہد ساتھ ہے اسے محسوس ہوا تھا۔

موت قریب آ چکی ہے۔ حسنہ شاہ کو سمجھ آ گئی تھی۔

"اللہ سے بڑھ کر اچھا میزبان کون ہو سکتا ہے۔" اس نے آخری دفعہ یہی سوچا تھا

"اے اللہ مجھے اپنے راستے میں قبول کر لینا۔" اس نے آخری دعا کی تھی۔ اپنی زندگی کی آخری دعا۔ اس کے بعد کسی بھی دعا کی ضرورت نہ رہ گئی تھی۔

"**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**" حسنہ نے کلمہ پڑھا تھا۔ یہ اس کی زندگی کے آخری الفاظ تھے۔

اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔ زاہد کا چہرہ اسے نظر آیا تھا۔۔۔ یہ اس کی زندگی کا آخری منظر تھا۔۔۔ جو اسے اچھا لگا تھا۔۔۔ پھر اس نے سکون سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اسے سٹریچر پر لٹایا گیا تھا۔ ڈاکٹرز چیک کرنے میں لگ گئے۔ بلیک سکارف ابھی تک اس کے چہرے پہ تھا۔ مگر براؤن بالوں کی کچھ لٹیں باہر جھانک رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر بہت نور تھا۔

حسنہ شاہ کا مسکراتا چہرہ کئی کہانیاں کہہ رہا تھا اب کسی بھی ٹریٹ منٹ کی ضرورت نہ تھی۔ نابغہ شاہ اسی وقت ہاسپٹل پہنچی تھیں جب ڈاکٹرز حسنہ کو چیک کر رہے تھے۔ اس میں

زندگی کی رمق تلاش کر رہے تھے۔۔۔

رومان نابغہ شاہ کو دیکھ کر صبر نہ کر سکی۔ وہ دونوں رو رہی تھیں۔

زاہد دعائیں کر رہا تھا۔۔۔ اللہ سے حسنہ کی زندگی مانگ رہا تھا۔

وہ لمحے کتنے بھاری تھے وہ تینوں جانتے تھے۔

"شی از ایکسپائرڈ" ڈاکٹرز نے بم پھوڑا۔

زاہد کو ذرا بھی رونا نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس پہ سکتا طاری تھا۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔۔۔ حسنہ کبھی اس سے جدا ہو جائے گی۔

اسے لگ رہا تھا کہ پاگل ہو جائے گا۔۔۔ غم کا پہاڑ اس پر گرا تھا۔ اس کی حسنہ اس سے دور چلی گئی تھی۔

نابغہ شاہ کی تو پوری کائنات لٹ گئی تھی۔ وہ رومان کے گلے لگ کر رو رہی تھیں۔

زاہد حسنہ کی ڈیڈ باڈی کے قریب آیا تھا۔

ہنستی مسکراتی زندگی سے بھرپور حسنہ شاہ بالکل خاموش لیٹی تھی۔ حسنہ کی دائیں ہاتھ کی چوتھی انگلی پہ وہی زاہد کی دی ہوئی رنگ تھی۔ اداس، غم، کرب اور دکھ کی شدت سے زاہد کا دل پھٹ رہا تھا۔

"اب زاہد کو کون بتاتا کہ رات اس نے شدت سے یاد کیا تھا۔"

"زاہد کو کون بتاتا کہ صبح تیار ہوتے ہوئے پورے پانچ منٹ وہ اس رنگ کو دیکھتی اور زاہد کو سوچتی رہی تھی۔"

"اسے یہ بھی کون بتاتا کہ حسنہ نے اس کے لئے صبح بہت سی دعائیں کی تھیں۔"

حسنہ مجھ سے دور چلی گئی۔

اب اس دنیا میں کبھی اس سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔

میں کبھی حسنہ کو نہ دیکھ سکوں گا۔

اس کی آواز نہ سن سکوں گا۔

دنیا میں اس کا حصول اب ناممکن ہے۔

میری حسنہ میری نہ ہو سکی۔۔۔ دماغ کی ٹینشن سے اس کے اعصاب چیخ

Courtesy www.pdfooksfree.pk

رہے تھے۔

''نہیں ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔حسنہ شاہ کے ساتھ زاہد مرزا کو بھی مر جانا چاہیے۔''

''حسنہ کیسے مجھ سے دور جا سکتی ہے۔اس نے تو وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے ساتھ پوری زندگی رہے گی۔۔۔اس نے تو بہت سے پلان بنائے تھے۔'' زاہد کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

''حسنہ! بولو ناں۔۔۔دیکھو مجھ سے بات کرو۔۔۔آئی لو یو حسنہ۔۔۔!''

وہ اس سے مخاطب تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ ایک دم سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

ڈاکٹرز نے اسے بیڈ۔۔۔پہ لٹا دیا تھا جبکہ حسنہ کی ڈیڈ باڈی کے ساتھ رومان اور نابغہ شاہ کو گھر بھجوا دیا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

حسنہ شاہ شہید ہو گئی تھی۔

زاہد کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔

حسنہ کے جنازے میں بھی وہ شریک نہیں ہو سکا تھا۔

حسنہ کی شہادت پر پورے ملک کے اخبارات نے ہنگامہ کھڑا کیا تھا سب کو شک تھا کہ یہ کام عبداللہ کے کارندوں نے کیا ہو گا۔مگر ثبوت کسی کے پاس نہ تھے۔

زاہد ہاسپٹل میں بہت دن رہا تھا۔

جب اس کو ہوش آتا تھا تو حسنہ کو ہی پکارتا تھا۔

حسنہ کا شاک اس کے لئے اس قدر اذیت ناک تھا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔اس کا باقاعدہ علاج کیا جا رہا تھا۔

اس کے گھر والے بہت پریشان تھے۔اسے زندگی کی طرف واپس لانا چاہتے تھے۔مگر اسے حسنہ نہیں بھولتی تھی۔وہ اسے بھول بھی کیسے سکتا تھا۔

عبدالرحمان' ڈاکٹر شاس' رومان' نابغہ سب کی دلجوئی بھی اس پہ اثر نہ کرتی تھی۔

جب وہ ذرا بہتر ہوا تو سب سے پہلے حسنہ کی قبر پہ گیا تھا۔بے شمار سرخ گلاب

اس نے وہاں رکھے تھے۔حسنہ کو سرخ گلاب بہت پسند تھے۔

''حسنہ۔۔۔! مجھے پتہ ہے آپ مجھے کیوں نہیں ملی۔۔۔؟ میں اس قابل ہی نہیں کہ آپ جیسی پیور' خاص لڑکی میری قسمت میں ہو۔۔۔

آپ ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں مجھے تنہا کر گئی ہیں۔مگر آخرت میں مجھے آپ کو حاصل کرنا ہے۔۔۔پوری زندگی آپ کی یاد کے ساتھ گزارنی ہے۔

اچھے اچھے کام کرنے ہیں تاکہ آخرت میں آپ کا حقدار بن سکوں۔

حسنہ شاہ! ایک پیور معصوم لڑکی

زاہد مرزا۔۔۔ایک sinful انسان۔۔۔کتنا بے جوڑ رشتہ تھا ناں۔۔۔مگر حسنہ یہ زاہد تب بھی تم سے عشق کرتا تھا۔۔۔'' وہ حسنہ سے باتیں کر رہا تھا۔

وہاں سے اٹھ کر وہ حسنہ کے گھر گیا تھا اور نابغہ شاہ سے مل کر پہلی دفعہ رویا تھا۔۔۔نابغہ شاہ کا دکھ بھی تو بہت بڑا تھا۔۔۔ان کی اکلوتی بیٹی جسے انہوں نے خون سے سینچا تھا عین جوانی میں بچھڑ گئی تھی۔۔۔نابغہ شاہ کو اس صدمے نے بوڑھا کر دیا تھا۔

وہ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہا تھا۔۔۔نابغہ شاہ نے ایک لفافہ اسے دیا تھا وہ حسنہ کا زاہد کو لکھا ایک لیٹر تھا۔زاہد نے کھولا تھا۔۔۔

''زاہد! مجھے اس بات کا خدشہ بہت پہلے سے تھا کہ عبداللہ مجھے مروا دے گا مگر میں نے یہ رسک ہر صورت لینا تھا۔۔۔یہ موت شہادت کی ہو گی۔

آپ کسی بھی اچھی لڑکی سے شادی کر لینا۔۔۔اور اس کے ساتھ مل کر اسلام کا کام کرنا۔

میری مما کے پاس ڈاکٹر شاس کو رہنے کے لئے کہنا۔۔۔رومان سے ان کی شادی ہو سکتی ہے۔اگر وہ رضامند ہوں تو۔۔۔

بس میرا دل کہتا ہے مجھے شہادت کی موت ملے گی۔بہت دعاؤں کے ساتھ۔

حسنہ شاہ

10 فروری''

زاہد بہت شدت سے رویا تھا حسنہ کا لیٹر پڑھ کر۔۔۔حسنہ کا خدشہ واقعی سچ ہوا۔۔۔

Courtesy www.pdfooksfree.pk

ہوا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆

رومان اور ڈاکٹر شماس کی شادی سادگی سے ہوگئی تھی۔ وہ دونوں نابغہ شاہ کے پاس شفٹ ہوگئے تھے۔۔۔لاہور والا ہاسپٹل ڈاکٹر شماس نے سیل کر کے اسلام آباد میں نیا ہاسپٹل بنالیا تھا۔

زاہد اور عبدالرحمان اسلامی علوم سیکھنے کے لئے دوسرے ممالک میں چلے گئے تھے۔

عبداللہ کو عمر قید ہوگئی تھی۔

زندگی اسی طرح چل رہی تھی۔سب کچھ تھا۔بس حسنہ شاہ نہ تھی۔

☆ ☆ ☆

تین سال بعد

زاہد مرزا اور عبدالرحمان اسلامی سکالرز بن چکے تھے۔

حسنہ کے نام پران کی اکیڈیمز کی چین پورے ملک میں شروع ہوچکی تھی۔

ڈاکٹر شماس اور رومان بھی ان کے ساتھ کام کررہے تھے۔

زاہد کی شادی زبردستی نابغہ شاہ نے کروائی تھی۔ایک اسلامی ذہن رکھنے والی لڑکی سے۔

مریم خان بھی ان کے ساتھ کام میں شامل ہوگئیں۔

نئی نسل کے لئے یہ سب آئیڈیل لوگ تھے۔ان کی اکیڈیمز کا ایک نام اور مقام تھا۔

وہ سب حسنہ کو یاد کیا کرتے تھے۔زاہد تو اسے کبھی بھی بھول نہیں سکتا تھا ان کا سارا کام حسنہ کی قربانی کا نتیجہ تھا۔

☆ ☆ ☆

(ختم شد)

Courtesy www.pdfooksfree.pk